محدثینِ عظام کی حیاتِ مبارکہ پر ایک روشن تحریر

گلستانِ محدّثین

تصنیف

علامہ ابو تراب
محمّد ناصر الدّین ناصر المدنی عطّاری





الحمدللہ وحدہ والصلوۃ ولسلام علی من الانجد عبدہ
وعلی آلِ المطہر و علی آل و اصحابہ المکرمۃ و علی من والا

محدثینِ عظام کی حیاتِ مبارکہ پر ایک روشن تحریر

گلستانِ محدثین

تصنیف

علامہ ابوتراب
محمد ناصرالدین ناصرالمدنی



شاہد اینڈ سنز

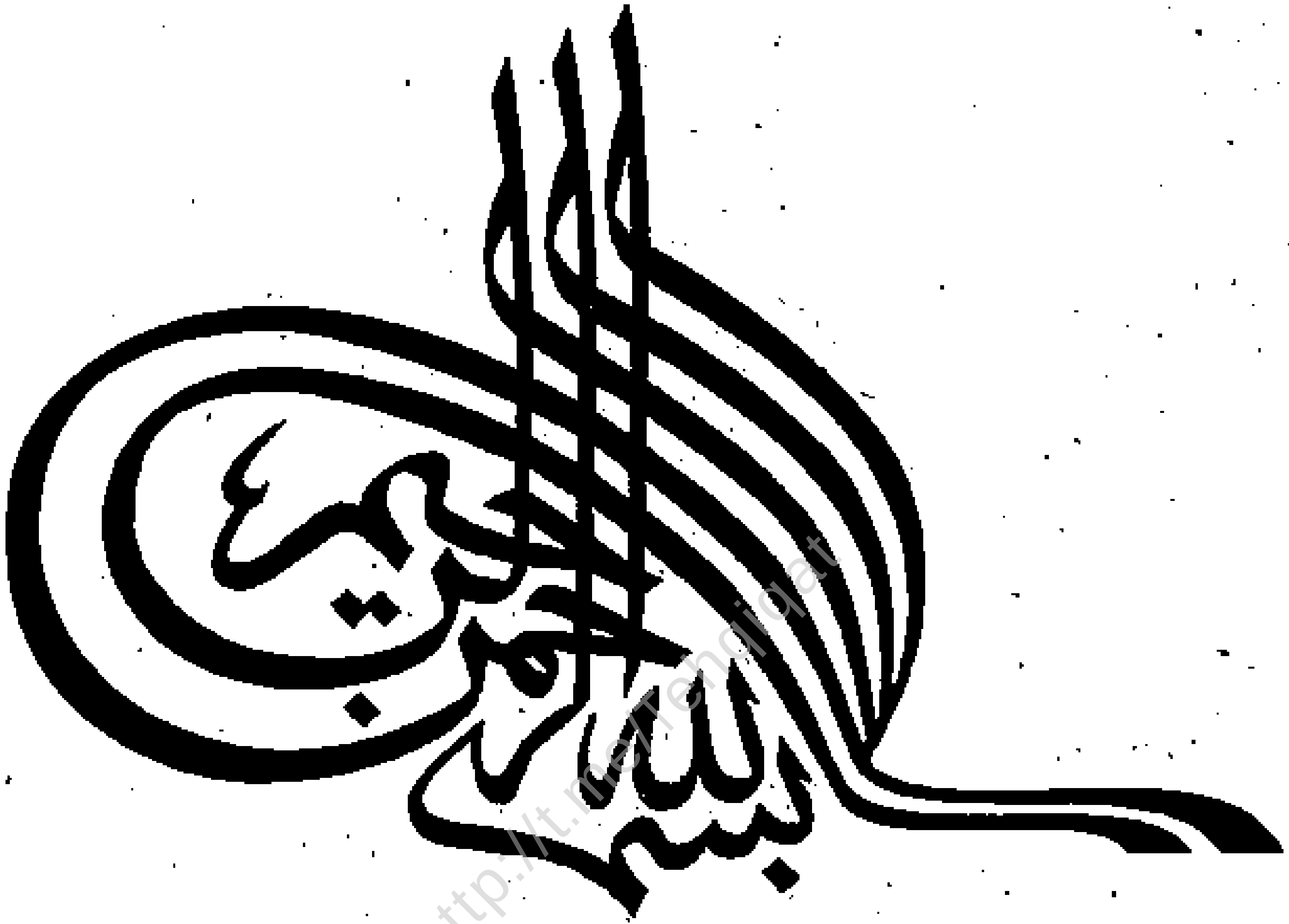
دکان نمبر 9، فرسٹ فلور، مسلم سنٹر،
چوہدری روڈ، اردو بازار، لاہور
0321-4310796

نام کتاب	گلستانِ محدثین
تصنیف	علامہ ابوتراب محمد ناصرالدین ناصر المدنی
تزئین واہتمام	سید شاہد علی قادری 0321-4310796
سن اشاعت	باراول نومبر 2014ء
کمپوزنگ وسرورق	ابوسنان بھلوال 03018772692
صفحات	208
تعداد	1100
قیمت	-/220روپے
ناشر	شاہد اینڈ سنز

دکان نمبر 9، فرسٹ فلور، مسلم سنٹر، چیمبرلین روڈ، اُردو بازار، لاہور
0321-4310796

ضروری التماس

ادارہ نے اپنی بساط بھر کوشش کی ہے کہ اس زیر نظر کتاب میں کسی بھی لحاظ سے کوئی غلطی نہ رہے مگر پھر بھی اگر کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو مطلع فرما کر اجرِ عظیم کے مستحق ٹھریں۔ (ojlal)


بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

عرض ناشر

محترم قارئین! محدثین کرام علیہم الرضوان کی عظمت وشان، افضلیت ومرتبہ سے کون مسلمان واقف نہیں۔ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ کو احادیث کی صورت میں انتہائی دیانت داری وجانفشانی کے ساتھ دوسروں تک پہنچایا اور اپنی اس عظیم خدمتِ حدیث کے سبب مرتبہ محدثین پر فائز ہوئے۔ محدثین کرام نے احادیث مبارکہ کی جمع وترتیب اور ترویج کے سلسلے میں عرق ریزی ومحنتِ شاقہ میں کوئی کسر نہ اٹھارکھی۔ چنانچہ دینِ متین کی اس عظیم خدمت کے صلہ میں وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے ساتھ ساتھ بابرکت دُعا کے بھی حقدار ٹھہرے۔ جیسا کہ محبوب رحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے" اللہ عزوجل اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی پھر اسے یاد کیا یہاں تک کہ اسے دوسروں تک پہنچایا۔ سبحان اللہ عزوجل! احادیث کریمہ کو یاد رکھنے اور اسے پھیلانے والے کس قدر خوش نصیب ہیں کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی زبان مبارک سے انہیں پھلنے پھولنے، تروتازہ رہنے کی دُعا فرمارہے ہیں۔

بے شک محدثین کرام کا یہ اُمتِ مسلمہ پر احسان ہے کہ انہوں نے احادیث کریمہ کی ترویج واشاعت کے ذریعے اُمت کو ایک سیدھا اور روشن راستہ دکھایا جس پر چلنے والا نجات کا حقدار ٹھہرے گا۔

الحمد للہ عزوجل! زیر مطالعہ تالیف "گلستان محدثین" ان ہی مبارک ہستیوں کی حالاتِ زندگی کا معطرو معنبر گلدستہ ہے جس کو دیکھ کر آپ کو اندازہ ہوگا کہ تاریخ اسلام کے چمنستان میں کیسے کیسے خوشنما ورنگا رنگ پھول ہیں جو عالم اسلام کو اپنی بھینی بھینی خوشبوؤں سے معطر کررہے ہیں۔

اللہ عزوجل علامہ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے ان کے زورِ قلم میں اضافہ فرمائے اور اس تالیف کو منظر عام پر لانے کے لیے جن جن اصحاب نے کوششیں کیں اللہ عزوجل ان کی ان کوششوں کو بھی اس مبارک تالیف کے صدقے قبول فرما کر ان سب کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خیر اندیش: سید شاہد علی قادری

(۶ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ)

"ابتدائیہ"

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ زیرِ نظر تالیف بنام "**گلستان محدثین**" دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے، جو عوام وخواص کی معلومات میں مزید اضافے میں معاون ومددگار ثابت ہوگی۔

اہل علم حضرات سے تو یہ بات مخفی نہیں مگر عوام کے لئے شائد یہ بات نئی ہوگی کہ بڑے بڑے فقہائے کرام جن سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے، صرف فقیہہ ہی نہیں بلکہ عظیم محدث بھی تھے، کیونکہ فقہہ وحدیث کوئی الگ الگ شئے نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے یعنی ہر فقیہہ محدث ہوتا ہے۔

بڑے بڑے عظیم نام ایسے ہیں جنہیں عوام محض مفتی یا فقیہہ کے طور پر جانتی ہے یا محض عبادت گزار بزرگ ہستی یا کوئی با کرامت ولی وصوفی سمجھتی ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر تالیف اس لحاظ سے بھی آج کے مسلمانوں کے علم وشعور میں اضافے کا باعث ہوگی کہ ہمارے بزرگوں کی ایک بڑی تعداد محدثین پر مبنی ہے۔ اس علمی وتحقیقی تالیف کو پیش کرتے وقت اس بات کو بطورِ خاص مدِ نظر رکھا گیا ہے کہ یہ پڑھنے اور سمجھنے میں آسان ہوتا کہ ہر کوئی اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکے۔

بعض احباب کے دل میں یہ اشتیاق تھا کہ فقیر کا قلم مشاہیر آئمہ اور بعض مشہور محدثین کا تعارف اور انکی سیرت وکردار اور علمی خدمات کے حوالے سے کچھ مختصراً ذکرِ خیر کرنے کی سعادت حاصل کرے۔ چنانچہ امتِ مسلمہ خواہ وہ کسی بھی درجہ کے ہوں، کو نفع

پہنچانے کی نیت سے اپنے وقت کے بعض محدثین کے حالات وواقعات، ان کے عظیم علمی و دینی کارناموں کو جمع کر کے ایک جگہ اکٹھا کرنے کی سعی کی۔ اس سلسلے میں اہلِ علم مصنفین کی کتب سے استفادہ کیا، خصوصاً مشہور محدث حضرت محمد وصی احمد محدث سورتی علیہ رحمۃ کے متعلق تحقیقی مواد اکٹھا کرنے میں سید صابر حسین شاہ بخاری قادری کی تصنیف شامل کی گئی ہے۔

اپنے وقت کے بڑے بڑے اکابر محدثین سے سجے خوش رنگ وخوشنما مہکے مہکے چمنستانِ محدثین سے بعض نامور محدثین کا انتخاب کر کے اس گلدستہ کو تحدیثِ نعمت کی نیت سے "گلستانِ محدثین" کے نام سے آپ کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اسے قبول فرما کر اپنے مطالعہ میں لائیے اور اس میں مہکتے مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجائیے۔

تحقیقی حوالے سے اگر کوئی کمی یا خامی پائیں تو فقیر کی لاعلمی اور تحقیقی کاوش میں سستی وکاہلی پر محمول کر کے فوراً مطلع فرمائیں۔ فقیر آپ کا شکر گزار ہوگا۔

جزاکھم اللہ خیرا و احسن الجزاء

طالبِ دعا

ناصر حسین المدنی القادری

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

الحمد للہ علی احسانہ العظم کتاب مستطاب و حسین مستمی ”گلستان محدثین“ کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا، یوں تو محدثین اور فقہا کرام کی سیرت اور شان میں بہت کچھ لکھا گیا ہے مگر عوام کے لئے عام فہم نہ ہونے کی وجہ سے ان کے حالات جاننے سے محروم رہے۔ اس کتاب کی پہلی خصوصیت کہ جس کو فقیر نے محسوس کیا وہ یہ ہے کہ اس میں ان فقہا کرام کے ذکر کو مقدم رکھا جو فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ محدثین میں بھی شمار ہوتے ہیں اور اس کے بعد بالترتیب فقہا کا ذکر ہے اور دوسری خاص بات یہ ہے کہ مؤلف نے اس کو عام فہم اور سادہ الفاظ میں تالیف کرنے کی سعی کی ہے تاکہ قاری کو پڑھنے کے دوران کسی لفظ کے سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہو۔ برادرم مولانا ناصر القادری صاحب کی یہ کاوشِ مسعودہ ماشاء اللہ عزوجل احسن ہے، علماء اور فقہا و محدثین کی شان میں لکھنے کے لئے محنت شاقہ درکار ہے کیونکہ یہی علماء و فقہا ورثائے انبیاء کہلاتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم **العلماء ورثہ الانبیاء**

﴿روہ البخاری﴾

کیونکہ انبیاء علیہم السلام کسی کو اپنی جائیداد کا وارث نہیں بناتے اور نہ ہی انبیاء علیہم السلام کسی کے وارث بنتے ہیں، مگر علم ایک ایسی وراثت ہے جو انبیاء علیہم السلام سے ورثہ میں ملتی ہے اور اس کو پانے والے علماء کرام ہیں، لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کے ورثا

صرف وہی لوگ قرار پائیں گے جو علم والے ہیں۔

نتیجہ علم ہی ایسا خزانہ ہے کہ جو انبیائے کرام علیہم السلام سے وراثت میں ملتا ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں وہ تمام معلومات ہیں جو آپ جاننا چاہتے ہیں۔

ان بزرگانِ دین کے کارنامے جاننے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کی محبت و عقیدت دل میں پیدا ہوتی ہے اور ان کی محبت سرمایۂ نجات بن جاتی ہے۔ نیز ان کے حالات پڑھنے سے ان کی پیروی کا جذبہ دل میں پیدا ہوتا ہے۔

بحر حال میں ان علماء کرام کی شان میں کیا لکھ سکتا ہوں۔ ان شاء اللہ عزوجل یہ کتاب آپ کو تمام معلومات فراہم کرے گی۔

اللہ عزوجل مؤلف کی اس سعی محمودہ کو اپنی بارگاہِ عزت میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں علماء کے طریقے پر چلنے کی توفیقِ رفیق نصیب فرمائے اور برادرم مولانا ناصر القادری کی سعی کو قبول فرمائے اور ہمیں علماء کرام کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ابنِ ظفر اقبال ابو حنظلہ عبد الجبار العطاری المدنی عفی عنہ الباری

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی الک و اصحابک یا حبیب اللہ

1......حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت، نام و نسب:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسمِ گرامی نعمان بن ثابت اور کنیت ابوحنیفہ ہے اور لقب امام اعظم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے۔ آئمہ اربعہ میں (یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل علیہم الرضوان) میں سے صرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تابعی ہیں یہی وجہ ہے کہ چاروں اماموں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عجمی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اسماعیل بن حماد اپنا شجرہ نسب یوں بیان کرتے ہیں؛ ''اسمٰعیل بن حماد بن ثابت بن نعمان بن مرزا۔'' امام اعظم کے والد بزرگوار ثابت پیدا ہوئے تو ان کے والد انہیں لے کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت سیدنا المرتضیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ثابت اور انکی اولاد کے حق میں دعا فرمائی۔

ابتدائی تعلیم:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیدائشی شہر کوفہ ان دنوں عظیم ترین اسلامی شہر اور علمی مرکز تھا۔ آپ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اندر موجود علمی صلاحیت کے بل بوتے پر شوق و جذبے سے انتھک محنت کر کے تمام علوم دینیہ پر عبور حاصل کرلیا یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء و فقہاء نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی صلاحیت و قابلیت کا اعتراف کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام الائمہ تسلیم کیا۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رات خواب دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کھود رہے ہیں، چنانچہ بیدار ہونے پر تعبیر رویاء کے عظیم عالم اور تابعی بزرگ امام محمد سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور خواب کی تعبیر پوچھی تو امام سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعبیر بتائی: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور سنتوں سے فقہی مسائل اجاگر کریں گے۔'' چنانچہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خواب کو مشیتِ الٰہی عزوجل اور اشارہ غیبی سمجھ کر اپنی پوری توجہ علوم فقہہ حاصل کرنے کی طرف مبذول کر دی اور حضرتِ حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقہ درس سے وابستہ ہو گئے۔

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی صلاحیتوں کے پیشِ نظر حضرتِ حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ممتاز حیثیت حاصل ہو گئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرتِ حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منظورِ نظر ہو گئے۔ دس برس تک ان کی صحبت سے فیض حاصل کرتے رہے یہاں تک کہ حضرتِ حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔ فقہی علوم کے ساتھ ساتھ علمِ حدیث کی تحصیل بھی جاری رکھی اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے علمِ حدیث حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کے علاوہ تابعین میں سے جو محدثین امام الحدیث وشیخ الحدیث تسلیم کیے جاتے تھے، ان کی صحبت سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیضیاب ہوتے رہے، یہاں تک کہ علومِ دینیہ کے درجہ کمال تک پہنچ گئے اور بڑے بڑے علماء وفقہا، محدثینِ کرام نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی قابلیت کو سراہا۔ علمِ دین کی تحصیل کیلئے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **25** سے مرتبہ زائد بصرہ کا سفر کیا اور ایک ایک سال وہیں گزار کر علم حاصل کرتے رہے۔ اس کے علاوہ تقریباً **6** برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہ کر علمِ حدیث حاصل کیا، یہی نہیں بلکہ **55** حج کرنے کے دوران دنیا کے گوشے گوشے سے حج کیلئے آنے والے محدثین سے بھی احادیث حاصل کیں۔

اساتذہ:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو براہِ راست جن صحابہ کرام علیھم الرضوان سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ان میں سے چند کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:۔

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(2) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) حضرت عائشہ بنتِ عجزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ صحابیہ ہیں۔

(4) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبار تابعین کی صحبت سے بھی فائدہ اٹھایا، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ و مشائخ کی تعداد تقریباً 4 ہزار بیان کی گئی ہے، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عاصم بن ابی النجود، حضرت ابو جعفر محمد بن علی، حضرت عطیہ بن سعید اوفی، حضرت نافع عبدالرحمٰن، حضرت ربیعہ، حضرت ابو بکر بن عاصم بن ابی النجود، حضرت عطا ابنِ رباح، حضرت علی بن احمد ابو سفیان، حضرت سعدی، حضرت قتادہ، حضرت عمرو بن دینار، حضرت زید بن اسلم، حضرت عامر بن شرجیل، علقمہ بن مرثد، زیاد بن علاقہ، عبدالکریم ابو امیہ، ابو اسحاق مشیہ ین حجاج حماد بن ابی سلیمان، سعید مسروق ثوری، یحییٰ بن سعید انصاری، عدی بن ثابت انصاری، ہشام بن عروہ، عبداللہ طاؤس بن کہان، امام زہری عکرمہ مولیٰ ابن عباس، امام شعبی منصور بن معمر، عطا بن سائب امام اعمش، ابو ہند حارث بن عبدالرحمٰن وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تلامذہ:

جس طرح حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ و مشائخ علمی قابلیت و مہارت کا بلند ترین مقام رکھتے ہیں اسی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد بھی اپنی علمی جلالت کے باعث ماہرین فقیہہ و حدیث کی نظر میں سب سے منفرد ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کی تعداد بھی اعداد و شمار سے باہر ہے، چنانچہ کچھ کے

نام مبارک یہ ہیں:۔

عبداللہ بن مبارک، امام ابو یوسف، امام محمد، حسن بن زیاد، عباد بن القوام، ابو مطلیع حکم بن عبداللہ بلخی، یحییٰ حمانی، حسن بن غیاث، نقعی کوفی، یوسف بن خالد، یمنی، وکیع بن الجراح، اسد بن عمرو داؤد طائی، ابو عصمہ نوح ابن ابی مریم مروزی، حماد بن ابی حنفیہ، یزید بن ہارون، علی بن عاصم، حماد بن نعمان، ابراہیم بن طہمان، حمزہ بن حبیب، عیسیٰ بن یونس، یزید بن ذریع حکام بن یعلی بن سلمہ رازی، خارجہ بن مصعب، عبدالمجید بن رواد، علی بن نعیم، محمد بن بشیر، عبدی عبدالرزاق، مصعب بن مقدام، ابو نعیم، ابو عاصم وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

علمی مقام:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی علمی جلالت و مہارت کے سبب اپنے معاصرین، اپنے اساتذہ و مشائخ اور بعد میں آنے والے آئمہ و مجتہدین میں بلند ترین مقام رکھتے ہیں۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "اہلِ بیت کے درخشاں ستارے حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان چند مسائل پر گفتگو ہوئی تو حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی صلاحیتوں اور کمالات سے خوش ہو کر حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسرت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی چوم لی۔"

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ و مشائخ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی قابلیت کے مداح رہے۔ حضرت حماد بن ابی سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منظورِ نظر شاگرد تھے۔ جلیل القدر محدث علی بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: " اگر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل آدھی دنیا کی عقل سے تولی جائے تو حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل سب پر حاوی ہوگی۔" خارجہ معصب نے فرمایا: "میں تقریباً ایک ہزار علماء کرام کے دیدار سے مشرف ہوا ہوں جن میں سے بعض تو بہت ہی عاقل و عالم و فاضل تھے، ان میں سے ایک ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔"

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر پتھر کے ستون کو سونا ثابت کرنا چاہیں تو اپنی قابلیت اور صلاحیت کے زور پر ایسے دلائل پیش کریں گے کہ واقعی پتھر سونا ثابت ہو جائے گا۔'' حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں پایا۔'' حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہو جاتے، آگے بڑھ کر ان سے گرم جوشی سے معانقہ کرتے اپنی مسند پر ان کو بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ جاتے اور فرماتے: ''میں ان کی تعظیم، ان کی بزرگی ان کی علمی قابلیت ان کی فقہی مہارت ان کے تقویٰ کے باعث کرتا ہوں۔''

حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ میں ماہر، تقویٰ میں مشہور، بہت سخی، عبادت گزار اور کم گفتگو فرمانے والے مردِ فقیہہ تھے۔'' صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے تھے: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس سے زیادہ فیض رساں اور کوئی مجلس نہیں۔''

حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف فقیہہِ حدیث بلکہ تمام اسلامی علوم وفنون میں مجتہد اور امام تھے۔ شافعی، مالک اور حنبل فقہ میں ان کے پروردہ اور صحاح ستہ کے شیوخ محدثین ان کے فیض یافتہ ہیں، انہی کی وجہ سے فقہہ محدثین کو یہ عروج و بلندی نصیب ہوئی۔

تصانیف :

تابعین یعنی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ کاغذ قلم کی بجائے اپنی قوتِ حافظہ پر اعتماد کیا کرتے تھے اور علمی قابلیت تحریر کی محتاج نہ تھی۔ بہت ہوتا تھا تو یہ کہ اساتذہ ومشائخ کا بیان اور ان کی تقریر و گفتگو لکھ لیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خود حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تصنیف کی طرف زیادہ زور

نہ دیا۔ اسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کم ہیں، لیکن ہم یہ ضرور کہیں گے کہ تصانیف کم سہی مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمیت، قابلیت اور مہارت رہتی دنیا تک فیض رساں رہے گی۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ہم ذکر کرتے ہیں، جو علماء فقہا و محدثین کی نظر میں گرانقدر خزانہ ہے۔

☆ فقه اکبر
☆ العالم و المتعلم
☆ کتاب الصیاء
☆ کتاب الوصیاء
☆ کتاب الاوسط
☆ کتاب المقصود
☆ کتاب السیر
☆ الفقه الابسط
☆ کتاب الردعلی القدریه
☆ کتاب الرائی
☆ کتاب اختلاف الصحابه
☆ رساله الامام ابی عثمان الیتمی فی الاوجا
☆ کتاب الجامع
☆ کتاب الآثار

مسانید :

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسانید کے کافی تعداد میں نسخے موجود تھے، ان تمام نسخوں کو محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی 665ھ نے یکجا فرمادیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(1) مسند حافظ ابو محمد عبداللہ
(2) مسند امام ابوالقاسم طلحہ

(3) مسند حافظ ابوالحسن محمد

(4) مسند حافظ ابونعیم الاصبہائی

(5) مسند شیخ ابوبکر محمد

(6) مسند امام ابواحمد عبداللہ بن عدی

(7) مسند امام حافظ عمر

(8) مسند ابوبکر احمد بن محمد بن خالد

(9) مسند امام ابویوسف

(10) مسند امام محمد

(11) مسند حماد بن امام ابوحنیفہ

(12) مسند امام ابوالقاسم عبداللہ بن ابی العوام

(13) آثار امام محمد

ان کے علاوہ جو نسخے علیحدہ موجود ہیں ان میں **مسند حافظ ابو عبد اللہ جیسی بن خسرو، مسند امام حقی، مسند مادری، مسند ابن البزاری** شامل ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعیت:

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی خصوصیت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تابعی ہونا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرون اول میں پیدا ہوئے، جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس قرون کے لوگ تمام زمانہ کے لوگوں سے بہتر ہیں۔'' حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دیدار اور صحبت سے مشرف ہوئے، بلکہ بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سماعِ حدیث کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دیدار اور صحبتِ فیض سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستفید ہوئے ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء مبارکہ درج ذیل ہیں:

(1) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(2) حضرت اسعد بن سہیل بن حنیف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(3) حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(4) حضرت سائب بن یزید کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(5) حضرت سہل بن زاعد سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(6) حضرت صدی بن عجلان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(7) حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(8) حضرت طارق بن شہاب عجلی کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(9) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(10) حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(11) حضرت عبد اللہ بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(12) حضرت عبد اللہ بن الحارث نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(13) حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(14) حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(15) حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(16) حضرت ابو طفیل عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(17) حضرت عمرو بن حدیث قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(18) حضرت مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(19) حضرت مالک بن خریدث رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(20) حضرت محمود بن بید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(21) حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(22) حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(23) حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(24) حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زہد و تقویٰ میں باکمال اور عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے۔ عمر بھر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی، کبھی کسی سنت کو ترک نہیں کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخلاق و کردار میں یکتا اور بلند مرتبہ پر فائز تھے، اتنی علمی قابلیت اور فقہی مہارت اور دیگر خصوصیات کے حامل ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ کسی شخص سے کوئی لالچ و غرض نہ رکھتے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصف میں سے تھا، کہ اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو کچھ عنایت فرماتے اور اس پر وہ ان کا شکر گزار ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسوس ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے فرماتے: ''شکر کا حق تو صرف اللہ عزوجل ہی رکھتا ہے۔ اُس کا مال تھا، جو میں نے تم تک پہنچا دیا۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت ہی فیاض تھے۔ ایک دفعہ راستہ میں ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آتا دیکھ کر چھپ گیا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھ لیا۔ اسے بلا کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''مجھے دیکھ کر تم چھپ کیوں گئے تھے؟'' تو اس شخص نے عرض کی: ''حضور! میں کافی عرصہ سے آپ کے 10 ہزار درہم کا مقروض ہوں، مگر تنگدستی کی وجہ سے اُب تک آپ کا قرضہ نہیں اتار سکا، چنانچہ شرمندگی کی وجہ سے میں آپ کو دیکھ کر چھپ گیا۔'' اس کی بات سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر گہرا اثر ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جاؤ میں اللہ عزوجل کو گواہ کرتا ہوں کہ تمہارا سارا قرضہ میں نے معاف کیا۔''

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک مقروض مجوسی (آتش پرست) کے یہاں قرضہ وصول کرنے کے لئے تشریف لے گئے اتفاق سے اس کے مکان کے قریب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعل پاک میں کیچڑ لگ گئی۔ کیچڑ چھڑانے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعل پاک کو جھاڑا تو کچھ کیچڑ اڑ کر مجوسی کی دیوار سے لگ گئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پریشان ہو گئے کہ اب کیا کروں، اگر کیچڑ صاف کرتا ہوں تو دیوار کی مٹی بھی اکھڑے گی اور صاف نہیں کرتا تو دیوار خراب ہو رہی ہے۔ اس شش و پنج میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی۔

مجوسی نے باہر نکل کر جب حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو اس نے قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا شروع کر دی، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرض کا مطالبہ کرنے کی بجائے دیوار پر کیچڑ لگنے کی بات بتا کر نہایت ہی لجاجت کے ساتھ معافی مانگتے ہوئے فرمایا: ''آپ کہیں کہ آپ کی دیوار کو کس طرح صاف کروں؟'' مجوسی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقوق العباد کے معاملے میں بے قراری اور خوفِ خدا عزوجل دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اور کچھ یوں گویا ہوا: ''اے مسلمانوں کے امام دیوار کی کیچڑ تو بعد میں صاف ہوتی رہے گی پہلے آپ میرے دل کی کیچڑ صاف کر کے مجھے مسلمان بنا دیجئے۔'' چنانچہ وہ مجوسی حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ دیکھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں پر بھی بہت مہربان تھے۔ کبھی ان کے حق میں بد عا نہ کی۔ درگزر اور معافی کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار کسی حاسد نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت برا بھلا کہا، گندی گالیاں دیں اور معاذ اللہ عزوجل گمراہ اور زندیق کہہ دیا۔ مگر حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل جانتا ہے کہ جو کچھ تم میرے بارے میں کہہ رہے ہو میں ایسا نہیں ہوں۔'' اتنا فرمانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو دعا مانگی: ''یا اللہ عزوجل جس نے میری برائی بیان کی اس کو معاف فرما دے۔''

اسی طرح ایک بار کسی حاسد نے مسلمانوں کے بے تاج بادشاہ، امام و پیشوا حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زور دار طمانچہ رسید کر دیا۔ اس پر حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی عاجزی کے ساتھ فرمایا: ''میں بھی آپ کو طمانچہ مار سکتا ہوں، مگر نہیں ماروں گا، عدالت میں دعویٰ دائر کر سکتا ہوں، مگر نہیں کروں گا۔ اللہ عزوجل

کی کی بارگاہ میں آپ کے ظلم کی فریاد کر سکتا ہوں، مگر نہیں کروں گا اور بروز قیامت اس ظلم کا بدلہ حاصل کر سکتا ہوں مگر یہ بھی نہیں کروں گا، بلکہ اگر بروز قیامت اللہ عزوجل نے مجھ پر خصوصی کرم فرمایا اور میری سفارش آپ کے حق میں قبول کر لی گئی تو میں آپ کے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔'' (سبحان اللہ عزوجل)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زھد و تقویٰ:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زہد و تقویٰ کی ایک بے مثال جھلک ہمیں یہاں یہ بھی نظر آتی ہے، کہ بنو امیہ دورِ حکومت میں عمر بن عُبیر گورنر نے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے ٹھکرا دیا۔ گورنر نے بطورِ سزا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے لگوائے اور اس عہدے کے لئے مجبور کیا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ظالم حکومت کا چیف جج بننا قبول نہ کیا۔ پھر دورِ عباسی میں خلیفہ منصور نے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی عہدے کے لئے مجبور کیا مگر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ منصور نے اس بات کو اپنی توہین سمجھتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جیل بھجوا دیا۔ روزانہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارکہ پر 10 کوڑے مارے جاتے جس سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ اقدس سے خون بہہ کر ٹخنوں تک پہنچ جاتا۔ اِسی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یومیہ 10 کے حساب سے 110 کوڑے مارے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجبور کیا گیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاضی بننے کی حامی بھر لیں۔ مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی ایذا رسانیوں کے باوجود اس کا عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم اس شخص کی بات کرتے ہو جس کے سامنے ساری دنیا پیش کی گئی مگر اس نے ٹھکرا دی۔''

(التذکرہ الحمد و نیۃ، ب 1 فصل رابع فی اخبار تابعین و سائر طبقات صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنھم ...... الخ، ج 1 ص 54)

حضرت سیدنا محمد بن شجاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے؛ حضرت سیدنا امام

اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''خلیفہ ابوجعفر نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 10 ہزار درہم دینے کا حکم دیا ہے۔'' مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے۔ جب مال دینے کا دن آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ فجر پڑھتے ہی خود کو اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا اور کسی سے بات نہ کی۔ جب حسن بن قحطبہ کا قاصد مال لے کر آیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے بھی کوئی کلام نہ فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جو شخص ہمارے پاس آیا ہے وہ ہم سے یوں کلام کرے گا کہ ایک کلمہ کے بعد دوسرا کلمہ بولے گا۔'' یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی عادت بیان فرمائی۔ پھر فرمایا: ''اس مال کو جراب میں ڈال کر گھر کے کسی کونے میں پھینک آؤ۔'' اس کے بعد جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کے سامان کے متعلق وصیت کی تو بیٹے کو ارشاد فرمایا: ''جب میری وفات ہو اور لوگ مجھے دفن کر دیں تو یہ تھیلی حسن بن قحطبہ کو دینا اور کہنا: ''یہ آپ کی امانت ہے جو آپ نے ابوحنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس رکھی تھی۔'' صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کے حکم پر عمل کیا۔ یہ دیکھ کر حسن بن قحطبہ کہنے لگا: ''تمہارے والد پر اللہ عزوجل کی رحمت ہو، وہ اپنے دین پر کس قدر حریص تھے۔''

(المجع السابق ص 55)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادات:

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زاہد و متقی ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر العبادات بھی تھے۔ حضرت معصر ین بن کدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے طویل عرصہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قیام کیا لیکن اس دوران میں نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی دن میں بغیر روزہ اور رات کو عبادت سے غافل نہیں پایا۔ نمازِ فجر کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو سارا دن علم دین پڑھاتے۔ اسی دوران صرف نمازوں کے وقفے ہوتے البتہ نمازِ ظہر سے قبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑا سا آرام فرماتے۔ بعد نمازِ عشاء آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دولت کدہ تشریف لے جاتے اور سادہ لباس زیب تن کر کے، عطر لگا کر واپس آ جاتے اور مسجد کے کونے میں نوافل میں مشغول ہو جاتے، یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی۔'' عبد اللہ بن

مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 45 سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔'' الخیرات الحسان میں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلسل 30 سال تک روزے رکھے، 30 سال تک ایک رکعت میں قرآنِ پاک ختم کرتے، جیل خانے کی جس کوٹھڑی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے، اس مقام پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 7 ہزار قرآنِ پاک ختم کیئے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان المبارک میں 62 قرآنِ پاک ختم کرتے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مال میں سخاوت کرنے والے اور علم سکھانے میں صابر تھے۔'' سلمان داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں 20 سال حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہا، مگر خلوت یا جلوت کبھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ننگے سر نہ دیکھا، نہ کبھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹانگیں پھیلائے دیکھا۔'' ایک بار عرض کیا: ''حضرت تنہائی میں تو ٹانگیں پھیلا لیا کریں۔'' تو فرمایا: ''مجمع میں تو لوگوں کا احترام کروں اور تنہائی میں اللہ عزوجل کا احترام نہ کروں، یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا۔'' حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی زندگی میں اپنے استادِ محترم سیدنا امام حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں لیٹے، حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور استادِ محترم کے مکان کے درمیان تقریباً سات گلیاں پڑتی تھیں۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے اور بامُروّت تھے۔''

حضرت سیدنا حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات بیدار رہ کر گزارتے۔'' حضرت سیدنا علی بن یزید صدائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ ماہِ رمضان میں 60 بار قرآنِ پاک ختم فرماتے، روزانہ دن رات میں ایک ایک بار۔'' حضرت سیدنا ابو جویریہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت حماد بن سلمان، سیدنا علقمہ بن مرثد، سیدنا محارب بن وثار اور سیدنا عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم کی صحبت اختیار کی اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

صحبت میں بھی رہا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ شب بیداری کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں 6 ماہ رہا، مگر کسی رات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوتے نہیں دیکھا۔" منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف شب جاگا کرتے تھے، ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرکے دوسرے شخص کو بتایا کہ یہی وہ ہیں جو تمام رات جاگ کر گزارتے ہیں، اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات عبادت میں بسر کرنے لگے اور فرمایا: "مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ اس عبادت کے ساتھ میری تعریف کی جائے جو میں نہیں کرتا۔"

(المرجع السابق، ج 13ص 353 تا 360۔ التذکرہ الحمدونیۃ، ب 1 فصل رابع فی اخبار تابعین و سائر طبقات صالحین رضی اللہ تعالیٰ عنھم ...... الخ، ج 1 ص 54)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلند مرتبہ :

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک بڑی خصوصیت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تابعیت ہے، جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاروں اماموں میں بلند مرتبہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار صحابہ کرام علیہم الرضوان کا دیدار اور صحبت فیض حاصل ہوئی اور پھر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بے حد لطف و کرم بھی تھا۔ مدینہ منورہ میں جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ پُر انوار پر سلام عرض کیا "**السلام علیکم یا سید المرسلین**" تو جواب ملا" **وعلیکم السلام یا امام المسلمین**۔" یہی نہیں بلکہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب تحصیل علم سے فراغت حاصل کر لی تو گوشہ نشینی کی نیت فرمائی، تو ایک رات سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا: "اے ابو حنیفہ! تمہیں اللہ عزوجل نے میری سنت کو زندہ کرنے کے لئے پیدا فرمایا ہے، تم گوشہ نشینی کا قصد ہرگز نہ کریں۔"

یہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصف ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حنفیوں کے لئے مغفرت کی بشارت لے کر آئے۔ الخیرات الحسان میں ہے کہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آخری بار حج کی سعادت حاصل کی تو خدامِ کعبہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواہش پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بابِ کعبہ کھول دیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت عجز وانکسار کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر دو رکعت میں پورا قرآنِ پاک ختم کیا پھر دیر تک رو رو کر دعا کرتے رہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشغولِ دعا ہی تھے کہ بیت اللہ کے ایک گوشے سے آواز آئی: ''تم نے اچھی طرح ہماری معرفت حاصل کر لی اور خلوص کے ساتھ خدمت کی ہم نے تم کو بخشا اور قیامت تک جو تمہارے مذہب (یعنی تمہاری تقلید کرے گا) پر ہو گا اسے بھی بخش دیا۔''

یہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی خصوصیت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنتوں کی خدمت کا عَلَم ارشاد فرمایا۔

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام:

حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُخروی اور دینی معاملات کا علم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معرفتِ الٰہی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شدید خوفِ الٰہی اور دنیا سے بے رغبتی پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت سیدنا ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا: ''میں نے تمہارے اس کو (فی امام نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں) سنا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ الٰہی کے پیکر ہیں۔''

(تاریخ بغداد، الرقم 7297، ج 13 ص 355)

حضرت سیدنا شریک رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ خاموش اور ہمیشہ مُتَفَکِّر رہتے اور لوگوں سے بہت کم بات کرتے۔

(التذکرۃ الحمدونیۃ ، ب 1 فصل رابع فی اخبار تابعین و سائر طبقات صالحین رضی اللہ تعالٰی عنھم ...... الخ ، ج 1 ص 54)

یہ اس بات کی واضح علامت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ باطنی علم رکھتے اور اہم دینی مقاصد میں مصروف رہتے تھے اور جسے خاموشی اور زہد دیا گیا اُسے سارا علم عطا کر دیا گیا۔

خارجی گروہ تائب ہو گیا :

منقول ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ خوارج کے کچھ سرغنے اپنی تلواریں لہراتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ''ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ)! ہم تم سے دو مسئلے پوچھتے ہیں، اگر تم نے جواب دے دیا تو بچ جاؤ گے ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ (معاذ اللہ عزوجل)۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''اپنی تلواریں میان میں ڈال لو کیونکہ انہیں دیکھ کر میرا دل مشغول ہو جائے گا۔'' وہ کہنے لگے: ''ہم ان کو کیسے چھپا لیں حالانکہ ہم تمہاری گردن میں ڈال کر بہت زیادہ اجر و ثواب پائیں گے۔'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''چلو، جو پوچھنا ہے پوچھو۔'' انہوں نے پوچھا: ''دروازے پر دو جنازے ہیں، ان میں سے ایک شرابی ہے، اس کو اُچھو لگا اور نشہ کی حالت میں مر گیا اور دوسرا جنازہ زنا سے حاملہ عورت کا ہے جو توبہ سے قبل ہی بچے کی ولادت سے مر گئی تو کیا وہ دونوں کافر مرے یا مسلمان؟'' ان سوال کرنے والے خارجیوں کا یہ مذہب تھا کہ اگر کوئی مسلمان ایک گناہ بھی کر لے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اب اگر حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان دونوں کو مسلمان کہتے تو وہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قتل کر دیتے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے استفسار فرمایا: ''ان کا تعلق کس فرقے سے تھا؟ کیا یہودی تھے؟'' انہوں نے کہا: ''نہیں'' پھر پوچھا: ''کیا عیسائی تھے؟'' تو کہنے لگے، ''نہیں'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پھر پوچھا کیا مجوسی یعنی آگ کی پوجا کرنے والے تھے؟'' جواب ملا، ''نہیں'' تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے پوچھا: ''بُت پرست تھے؟'' کہا ''نہیں'' پھر آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''آخر وہ کون تھے؟'' انہوں نے کہا: ''وہ مسلمان تھے۔'' تو آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جواب تو تم نے خود ہی دے دیا ہے۔'' کہنے لگے، ''وہ کیسے؟'' آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ''تم

نے اعتراف کیا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ لہٰذا تم کسی مسلمان کو کیسے کافر قرار دے سکتے ہو؟''
انہوں نے پھر پوچھا: ''کیا وہ جنتی ہیں یا دوزخی؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا
:''میں ان کے متعلق وہی کہوں گا جو حضرت سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کے شریر ونافرمان لوگوں کے متعلق اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی تھی کہ،

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ ج وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o

(پارہ 13 ابراہیم 36)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا نا مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔

اور وہی کہوں گا جو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ خداوندی میں اپنے نافرمان امتیوں کے متعلق عرض کی تھی:

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ o

(پ 7 المائدہ: 118)

ترجمۂ کنزالایمان: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

چنانچہ وہ خوارج تائب ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی۔

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ للامام الموفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ، ج 1 ص 421)

سراج الأمہ، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں بصرہ میں داخل ہوا۔ سوچا کہ جو بھی مجھ سے سوال کرے گا میں اس کو جواب دوں گا، لیکن بصرہ والوں نے مجھ سے ایسے سوالات کئے کہ میرے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ پھر میں نے عزم کرلیا کہ آئندہ اپنے استاذ حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت کبھی نہ چھوڑوں گا۔ چنانچہ 20 سال ان کی صحبت میں رہا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں ہر نماز میں اپنے والدین، تمام اساتذہ اور بالخصوص حضرت سیدنا حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے

دعائے مغفرت کرتا ہوں۔"

(تاریخ بغداد، الرقم 7297، النعمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ذکر خیر ابتداء ابی حنیفہ بالنظر فی العلم، ج 13، ص 334 بتغیر)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جود و کرم:

حضرت سیدنا قیس بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کمائی سے مال تجارت جمع کرتے پھر اس سے کپڑے خرید کر مشائخ، محدثین اور حاجت مندوں کو پیش کرتے اور فرماتے: "اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرو کہ اسی نے تمہیں یہ عطا فرمایا۔ اللہ عزوجل کی قسم! میں نے اپنے مال میں سے کچھ بھی نہیں دیا۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی شخص حاضر ہوتا تو اس کے متعلق دریافت کرتے، اگر محتاج ہوتا تو اسے کچھ عطا فرماتے۔ چنانچہ ایک شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس کے کپڑے بوسیدہ تھے، جب لوگ چلے گئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا جب وہ تنہا رہ گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "اس مُصلّے کو اٹھاؤ اور نیچے سے ہزار درہم لے کر اپنی حالت اچھی کر لو۔" اس نے عرض کی: "حضور! میں تو خوشحال ہوں، نعمتوں میں ہوں۔" تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "کیا تمہیں یہ حدیث نہیں پہنچی "اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنی نعمت کا اثر بندے پر دیکھے۔" (جامع الترمذی، ابواب الادب، باب ما جاء ان اللہ عزوجل یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ، الحدیث 2819، ص 1934) تجھے اپنی حالت بدلنی چاہیے تاکہ تیرا دوست تیری حالت سے غمگین نہ ہو۔"

(تاریخ بغداد، الرقم 7297، النعمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ما ذکر من جود ابی حنیفہ و سماجہ و حسن عھدہ، ج 13، ص 357-358 بتغیر)

جو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی حاجت کا سوال کرتا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے پورا فرما دیتے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی احتیاطیں:

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تقوٰی کی ایک اور مثال یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ایک بکری چوری ہوگئی تو اندازاً جتنا عرصہ وہ بکری زندہ رہ سکتی تھی اس مُدّت میں آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کسی بکری کا گوشت نہ کھایا۔ منقول ہے کہ خلیفۂ وقت (ابوجعفر منصور) نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اور حضرت سیدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں خلیفہ کے لئے بھی اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟'' اور حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر مجھے مارا جائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگادو پھر بھی میں نہیں چھوؤں گا۔''

(مناقب الامام اعظم للامام البزازی الکردری، الفصل الخامس، جمع المنصور مالکاوابن ابی ذئب والامام و مقالتھم لہ، ج 2 ص 16)

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہر شبہ والی چیز سے مکمل اجتناب فرماتے۔ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے شریکِ تجارت حضرت سیدنا حفص بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میرے ساتھ تجارت فرماتے تھے اور مجھے مالِ تجارت بھیجتے ہوئے فرمایا کرتے: ''اے حفص! فلاں کپڑے میں کچھ عیب ہے جب تم اسے فروخت کرو تو عیب بیان کر دینا۔'' حضرت حفص رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک بار مالِ تجارت فروخت کیا اور بیچتے ہوئے عیب بتانا بھول گئے۔ جب حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو علم ہوا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تمام کپڑوں کی قیمت صدقہ فرما دی۔

سب سے بڑا عابد:

حضرت سیدنا محمد بن حسین لیثی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ''میں کوفہ آیا اور اہلِ کوفہ سے وہاں کے سب سے بڑے عابد کے متعلق دریافت کیا، تو مجھے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام بتایا گیا۔ پھر میں دوبارہ بڑھاپے میں یہاں آیا اور سب سے بڑے فقیہ کے بارے میں پوچھا، تو مجھے پھر بھی آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا نام ہی بتایا گیا۔''

(تاریخ بغداد، الرقم 7297، النعمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ما ذکر من عبادۃ ابی حنیفۃ، ج 13، ص 356-357 بتغیر)

غیبت سے دور:

حضرت سیدنا خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''ایک بار حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیبت سے اتنے دور رہتے ہیں کہ میں نے کبھی ان کو دشمن کی غیبت کرتے ہوئے نہیں سنا۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی قسم! آپ اس معاملے میں بہت سمجھ دار ہیں کہ کسی ایسی چیز کو اپنی نیکیوں پر مُسلَّط کریں جو انہیں (دوسروں کے نامۂ اعمال میں) منتقل کردیں۔'' حضرت سیدنا علی بن عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر نصف اہلِ زمین کی عقلوں سے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل کا موازنہ کیا جائے تو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل زیادہ ہوگی۔''

(تاریخ بغداد، الرقم 7297، النعمان بن ثابت ابو حنیفہ التیمی، ماذکر من ق فور عقل ابی حنیفہ و تلطفہ، ج 13، ص 361)

وصال:

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورِ عباسی میں قاضی القضا کا عہدہ قبول نہ فرمایا، جس کی سزا کے طور پر خلیفہ منصور نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قید کروادیا اور روزانہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے لگواتا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر بھی عہدہ قبول نہ کیا اور بلاآخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دھوکے سے زہر کا پیالہ پینے کے لئے دیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مومنانہ فراست سے زہر پہچان گئے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زبردستی لٹا کر حلق میں زہر انڈیل دیا گیا۔ زہر نے جب اپنا اثر دکھانا شروع کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہوگئے اور حالتِ سجدہ ہی میں جام شہادت نوش فرمایا، لیکن سرکاری عہدہ قبول نہ فرمایا۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک 70 برس تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ میں اس قدر ہجوم تھا کہ 5 مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی۔ بغدادِ معلّٰی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار پُرانوار آج بھی مرجع الخلائق ہے۔

2.........حضرت سیدنا امام مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت و نام و سلسلہ نسب :

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام امام مالک بن اَنَس بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ میں 93ھ میں پیدا ہوئے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکم مادر میں 3 سال تک رہے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردادا حضرت ابوعامر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔

تحصیل علم :

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ ہی میں پروان چڑھے اور تابعین کرام سے علم حاصل کیا، یہاں تک کہ امامِ حجاز کہلائے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ و حدیث دونوں میں بے مثال مہارت حاصل کی۔ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حصولِ علم کا بے حد شوق اور جذبہ تھا۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں کتابیں خریدنے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال نہ تھا، چنانچہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کر کے کتابیں خریدیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہترین اور اعلیٰ درجہ کے حافظے کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بارے میں تحدیثِ نعمت کے طور پر ارشاد فرمایا: ''جس چیز کو میں ایک بار دیکھتا ہوں، اس کو یاد کر لیتا ہوں اور پھر کبھی نہیں بھولتا۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحصیلِ علم کی لگن دیکھتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم کا حریص کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

علمی خدمات :

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پوری زندگی علمی خدمات

انجام دیتے ہوئے گزاری۔ فنِ حدیث میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باقاعدہ ایک کتاب "مؤطا" تصنیف کی جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہرت کی بلندیوں پر لے گئی۔ اس کے بعد تصنیفاتِ کتبِ حدیث کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور و معروف تصنیف "مؤطا" 40 سال کے عرصے میں احادیث کی چھان ٹھیک کے سلسلے میں حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محنتِ شاقہ کے بعد مکمل ہوئی۔ جسکو تقریباً ایک ہزار محدثین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان مبارک سے سن کر تحریر کیا ہے۔

جہاں تک حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ نویسی کا تعلق ہے تو ابو مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے سنا کہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے اس وقت تک فتویٰ لکھنا شروع نہیں کیا جب تک 70 علماء نے میری اہلیت کی گواہی نہیں دی۔" اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار فتاوٰی منظرِ عام پر آئے۔ امام فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کیں۔" 17 سال کی عمر میں درسِ حدیث شروع کیا۔ خواص اہلِ علم اور طلباء کا ایک کثیر مجمع آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر موجود رہتا تھا۔ الغرض آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام تر عمر علمِ دین کی تحصیل میں بسر ہو گئی۔

اساتذہ و تلامذہ:

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت علمی میدان میں قدم رکھا، تابعین و تبع تابعین کا زمانہ تھا۔ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ میں زیادہ تر مدینہ منورہ کے بزرگانِ دین تھے۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 9 سو سے زائد مشائخ و بزرگان دین سے کسبِ فیض کیا۔ جن میں سے 300 تابعین تھے۔" اپنے اساتذہ میں سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ ویسے امام زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے زیادہ مستفید ہوئے مگر حضرت نافع مولیٰ بن ابنِ عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت فائدہ اٹھایا، حتیٰ کہ محدثینِ کرام نافع سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو "سلسلۃ الذہب" (یعنی سونے کی زنجیر) کہتے ہیں۔ سند یوں ہے "مالک بن نافع عن ابنِ عمر" اس کے علاوہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے کثیر اساتذہ کرام ہیں، چند کے نام یہ ہیں۔ ''عامر بن عبداللہ، نعیم بن عبداللہ، نافع مولیٰ ابنِ عمر، حمید الاطویل، سعید المقبری، ابو حازم مخرجہ بن کبیر، محمد بن یحییٰ بن حبان، محمد بن عمرو بن حلملۃ، ابوالاسود عروہ، قطعن بن وہب، مسلمۃ بن دینار، شریک بن عبداللہ، صالح بن کیسان زہری، صفوان بن مسلیمہ، عبداللہ بن ابی عبداللہ التمر، عمرو بن مسلم بن عمارۃ بن اکمیلہ، عمرو بن یحییٰ بن عمارۃ، ربیع بن ابی عبدالرحمٰن، ابوزہب ابن المفلد ر، عبداللہ بن دینار، عبداللہ بن القفل الہاشمی، عبداللہ بن یزید، عبدالرحمٰن بن ابی صعتہ، ابوطوالتہ عبدربہ، عبدالرحمٰن بن القاسم، یحییٰ بن سعید، عمرو بن ابی عمر، علاعہ بن عبدالرحمٰن، ہشام بن عروہ، یزید بن المہاجر، صیفی مولیٰ ابوایوب ضمرۃ بن سعید طلحتہ بن عبدالمالک الایلی، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، یزید بن عبداللہ بن خصیفہ ابوالزبیر المکی، ابراہیم موسیٰ بن عقبہ، ایوب السختیانی داؤد بن الحسن، زیاد بن سعد، زید بن رباح، سالم ابی النفر، سہیل بن ابی صالح، حمید بن عبدالرحمٰن، جعفر بن محمد صادق، حمید بن متیس مکی وغیرھم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

درسِ حدیث وفقہ میں حضرت سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے مثال مہارت کے پیشِ نظر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''عالمِ المدینہ اور امام دارالہجرۃ'' کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ مدینہ منورہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مستقل سکونت اختیار کی ہوئی تھی اور یہ شہر مسلمانوں کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ دور دور سے لوگ یہاں آتے اور یوں طالبانِ علم پروانوں کی طرح اس شمع علم کے گرد منڈلانے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی شہرت کمال درجہ پر پہنچی ہوئی تھی، چنانچہ بے شمار لوگوں کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علمِ حدیث سیکھنے کا موقعہ میسر ہوا۔ سماع حدیث کرنے والوں میں صرف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ ہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشائخ معاصرین بھی شامل ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیشمار شاگردوں میں سے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے امام الحدیث ومجتہد بھی ہیں، جو علم وفضل میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے ہم پلہ ہیں۔ اس کے علاوہ معن بن عیسیٰ، عبداللہ بن مسلمہ قعنبی، عبداللہ بن وہب وغیرہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں، جو امام بخاری وامام مسلم وامام ابوداؤد وامام ترمذی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ کے اساتذہ ومشائخ

حدیث ہیں۔

اس کے علاوہ ابن شہاب زہری، یزید بن الہاد، یحییٰ بن سعید انصاری، ورقد بن عمر الشعید بن الحجاج، اوزاعی؛ سفیان ثوری بن جریج، ابراہیم بن طہمان، لیث بن سعید ابن عیینہ، ابوحذافہ احمد بن اسماعیل مدنی، عتبہ بن عبداللہ مروزی، ہشام بن عمار، معصب بن عبد اللہ زبیری، سوید بن سعید، عبدالاعلی بن حماد الدرسی، ابواسحاق فزاری، یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، حسین بن ولید نیشاپوری، روح بن عبادہ، زید بن الحباب، ابن مبارک، ابن قاسم، قاسم بن یزید، خلف بن ہشام اسماعیل بن موسیٰ فزاری، ابومعصب زہری، قتیبہ بن سعید، یحییٰ بن قزعۃ، یحییٰ بن عبداللہ بن بیسر مکی بن ابراہیم، عبدالعزیز رویسی، ابومسہر عبد اللہ بن یوسف، یحییٰ بن ایوب مصری، ابوعلی مصری حنفی، ابونعیم، ابوعاصم، ابوالولید طیالسی، احمد بن عبداللہ بن یونس اویسی، یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری، اسماعیل بن یونس، قصبنی، عبداللہ بن رجاء مکی، سعید بن منصور، اسحاق بن عیسیٰ بن العباع، بشیر بن عمر الذاہدی، جویرۃ بن اسماء خالد بن مخلد وغیرھم کا شمار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں ہوتا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

تعظیمِ مدینہ منورہ :

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منہ بولتی تصویر تھی اور مدینہ منورہ کے ذرے ذرے، چپے چپے سے انہیں بہت ہی عقیدت و پیار تھا۔ مدینۃ الرسول کے احترام کا یہ عالم تھا کہ تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے۔ معصب بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو شدتِ جذبات سے ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور اسمِ مبارک کی تعظیم کے لئے بے اختیار جھک جاتے تھے۔ حرمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گلیوں اور بازاروں کا بھی احترام رکھتے تھے۔''

بیماری کی حالت کے سوا کبھی مدینہ منورہ کے اندر قضائے حاجت نہیں فرمائی بلکہ ہمیشہ حرمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے باہر میدانوں، جنگلوں اور پہاڑوں میں رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے۔ بادشاہوں و امراء نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہترین گھوڑے نذر کئے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں کبھی ان سواریوں کو مدینہ منورہ میں استعمال نہیں فرمایا، کبھی ان گھوڑوں پر سوار نہیں ہوئے۔ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ارشاد فرماتے ہیں: ''مجھے بڑی شرم آتی ہے کہ میں اس مبارک زمین کو اپنے جانوروں کے پاؤں سے روندوں کہ جس مبارک زمین کے چپے چپے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کا فخر و شرف حاصل ہوا ہے۔'' وہ یہ گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ جس جگہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدل چلے ہوں وہاں غلام سوار ہو کر چلے۔

مدینہ منورہ سے عشق و عقیدت اور محبت کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی میں صرف ایک حج کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حج کے لئے جاؤں تو مدینہ منورہ سے باہر مجھے موت آجائے۔ گویا مدینہ منورہ سے جدائی گوارا نہ تھی۔ ان کی عقیدت و محبت ہی تھی کہ اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصال کے بعد بھی مدینہ منورہ سے جدا نہ ہونے دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خلیفہ ہارون الرشید :

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: ''کیا آپ کا کوئی مکان ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے 3 ہزار دینار پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان سے مکان خرید لیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینار لے لئے مگر انہیں خرچ نہیں کیا۔ جب ہارون الرشید نے بغداد روانگی کا ارادہ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: ''آپ بھی میرے ساتھ چلیں، میں نے عزم کیا ہے کہ لوگوں کو اسی طرح ''مؤطا'' کی ترغیب دلاؤں جس طرح امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو قرآنِ پاک کی ترغیب دلائی۔''

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں کو ''مؤطا شریف'' کی

ترغیب دلانے کی حاجت نہیں کیونکہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ (فرمانے کے) کے بعد صحابہ کرام علیہم الرضوان مختلف شہروں میں پھیل گئے اور لوگوں کو احادیثِ مبارکہ بیان کرتے رہے جس کی بدولت آج ہر شہر میں کثیر علمِ حدیث موجود ہے۔(احیاء علوم الدین، ج 1 ص 47)اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:" اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ یعنی میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔"(شرح صحیح مسلم، ج 11، ص 91)اور تمہارے ساتھ بغداد جانے کی بھی ضرورت نہیں، کیونکہ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے،" ان (لوگوں) کے لئے مدینہ بہتر تھا اگر وہ جانتے۔"(شرح صحیح مسلم، حدیث 1181/1183، ص 907) اور یہ ہیں تمہارے دینار، جو تم نے دیئے تھے ویسے ہی ہیں۔ اگر چاہو تو لے لو اور چاہو تو چھوڑ دو یعنی تم نے یہ دینار دے کر مجھے مدینہ چھوڑنے پر مجبور کیا ہے لہٰذا اب تم انہیں واپس لے لو کیونکہ میں مدینہ منورہ پر دنیا اور اس میں جو کچھ ہے کو ترجیح نہیں دوں گا۔"

(حیلۃ الاولیاء، مالک بن انس، الحدیث 8942، ج 6 ص 361۔ احیاء العلوم الدین، کتاب العلم، ج 1 ص 48)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرم :

حضرت سیدنا محمد بن رمح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:" میرے بچپن کا واقعہ ہے جبکہ میں ابھی نابالغ تھا۔ میں اپنے والدِ محترم کے ساتھ حج کو گیا۔ میں مسجد نبوی شریف میں مزارِ اقدس اور منبر شریف کے درمیان جنت کی کیاری میں آرام کر رہا تھا کہ مجھے نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پہلو میں لئے مزارِ پُرانوار سے باہر تشریف لائے۔ میں نے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جواب مرحمت فرمایا۔ میں نے عرض کی:" یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟" ارشاد ہوا:" مالک کے لئے سیدھی راہ قائم کر رہا ہوں۔" بیدار ہونے کے بعد جب میں اور میرے والدِ محترم باہر آئے تو لوگوں کو حضرت

سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع دیکھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "**مؤطّا شریف**" نکالی ہوئی تھی اور یہ "**مؤطّا شریف**" کی پہلی آمد تھی۔

(ترتیب المدارک و تقریب السالک، ج 1 ص 60)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شان :

حضرت سیدنا محمد بن عبدالحکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: "میں نے حضرت سیدنا محمد بن ابوسری عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا: "میں خواب میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور عرض کی: "یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے علم کی ایسی بات ارشاد فرمایئے جسے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے بیان کروں۔" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل پڑا اور دوبارہ عرض کی: "یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے کچھ علم عطا فرمایئے جسے میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حوالے سے بیان کروں۔" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا: "میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔" پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جانے لگے تو میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ہولیا اور تیسری بار بھی یہی عرض کی: "یا رسول (اللہ عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے کچھ علم عطا فرمایئے جسے میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے حوالے سے بیان کروں۔" تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے ابنِ سری! میں نے مالک کو ایک خزانہ عطا فرمایا ہے جو وہ تم میں تقسیم کرے گا۔ سن لے! وہ "**مؤطّا**" ہے اور قرآن مجید اور میری سنت کے بعد مسلمانوں کے گروہ میں "**مؤطّا**" (امام مالک) سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں۔ لہٰذا تو اسے سن کر اس سے نفع حاصل کر۔"

(مؤطّا اما محمد، ج 1 ص 72)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علم کی قدر:

حضرت سیدنا عتیق بن یعقوب زبیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خلیفہ ہارون الرشید مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور انہیں خبر پہنچی کہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس احادیث کی ''**مؤطا**'' نامی کتاب ہے، جو وہ لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ تو خلیفہ ہارون الرشید نے (اپنے وزیر) برمکی کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ کہتے ہوئے بھیجا کہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ وہ کتاب لے کر میرے پاس آئیں اور مجھے پڑھ کر سنائیں۔ برمکی نے جب آ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جاؤ، خلیفہ کو میرا سلام کہو اور پھر کہو: ''علم کے پاس جانا پڑتا ہے، یہ خود کسی کے پاس نہیں آتا اور علم حاصل کرنا پڑتا ہے، یہ خود حاصل نہیں ہوتا۔'' برمکی نے خلیفہ کے پاس آ کر جب یہ سب بیان کیا تو اس وقت دربار میں قاضی ابو یوسف بھی بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہنے لگے: ''اے امیر المؤمنین! اہلِ عراق کو یہ بات پہنچ سکتی ہے کہ آپ نے (امام) مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم دیا اور انہوں نے نافرمانی کی لہٰذا آپ ان پر سختی کریں۔'' ابھی یہ گفتگو چل رہی تھی کہ حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے پوچھا: ''اے ابن ابی عامر! میں نے آپ کو پیغام بھیجا اور آپ نے انکار کر دیا۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ''میں رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں وحی لکھا کرتا تھا، میں نے یہ آیت لکھی: '' **لَا يَسْتَوِى الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ** ترجمہ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ جہاد سے بیٹھے رہیں اور وہ کہ جہاد کرتے ہیں۔'' اس وقت حضرت ابنِ امِ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدارِ رسالت شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، انہوں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! میں ایک نابینا ومعذور شخص ہوں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے جہاد کی بہت فضیلت ارشاد فرمائی ہے۔'' تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنے اندازے سے نہیں جانتا (کہ معذور کیا کریں)۔''

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میرا قلم ابھی روشنائی سے تر تھا، خشک بھی نہیں ہوا تھا کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ران مبارک (وحی کے بوجھ سے) مجھ پر بھاری ہونے لگی۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا: ''اے زید! اب لکھو: '' غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ '' یعنی آیتِ مبارکہ کی ترتیب اس طرح ہوگئی: ''' لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَ أَنْفُسِهِمْ ط (پ 5، النساء: 95) ترجمہ: برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں اور وہ کہ راہِ خدا میں مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔''

پھر فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! جب ایک حرف کے لئے جبرائیل علیہ السلام اور دیگر فرشتوں نے 5 ہزار سال کی مسافت برداشت کی تو کیا مجھ پر اس کی عزت وجلالت کا پاس رکھنا ضروری نہیں؟ اور آپ کو تو اللہ عزوجل نے بلند مرتبہ عطا فرمایا اور مسندِ خلافت پر فائز کیا ہے۔ پس آپ علم کا مرتبہ گھٹانے والے سب سے پہلے شخص نہ بنیں ورنہ اللہ عزوجل آپ کی قدر ومنزلت کم کردے گا۔''

راوی فرماتے ہیں: ''خلیفہ ہارون الرشید اٹھے اور حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کے گھر کی طرف چل پڑے تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے '' مؤطّا '' سنیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کو اپنی مسند پر بٹھایا۔ جب خلیفہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے '' مؤطّا '' پڑھنے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے: ''آپ مجھے پڑھ کر سنائیں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اے خلیفۃ المسلمین! میں نے آج تک کسی کو پڑھ کر نہیں سنایا۔'' ہارون الرشید نے کہا: ''لوگ باہر چلے جائیں تو میں پڑھ کر سناتا ہوں۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جب خاص لوگوں کی وجہ سے عام لوگوں سے علم کو روک دیا جائے تو اللہ عزوجل خاص لوگوں کو بھی اس سے نفع نہ دے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے فرمایا: ''معن بن عیسیٰ قزار کو پڑھ کر سناؤ۔'' جب خلیفہ نے پڑھنا شروع کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے امیر المؤمنین! میں نے اپنے ملک کے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ علم کے لئے عاجزی کرنا پسند کرتے ہیں۔'' یہ سن کر ہارون الرشید مسند سے نیچے اترے اور

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گئے۔"

(تاریخ دمشق، الرقم 4120)

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حصول علم کے متعلق سوال ہوا تو ارشاد فرمایا: "علم سیکھنا بہت اچھا ہے، لیکن یہ خیال رکھو کہ جو شخص صبح سے شام تک تمہارے ساتھ رہے تم بھی اسے لازم پکڑو۔"

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث 8870 ج 6، ص 349)

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ دین کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب حدیثِ پاک بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو وضو کر کے دو نفل پڑھتے پھر داڑھی میں کنگھی کرتے اور خوشبو لگاتے اور عزت و وقار کے ساتھ اپنی مسند کے صدر مقام پر تشریف فرما ہو کر حدیثِ پاک بیان کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو ارشاد فرمایا: "مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثِ پاک کی تعظیم کروں۔"

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث 8858 ج 6، ص 347)

یوں ہی علم کی تعظیم کی جاتی ہے۔ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جب علم کی تعظیم کرتے ہیں تو اللہ عزوجل لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت ڈال دیتا ہے بادشاہوں اور دوسرے افراد کے دلوں میں ان کا رعب و دبدبہ بٹھا دیتا ہے۔

اے علم کے طلب گار! علم کے لئے عاجزی اختیار کر۔ جو اس کے لئے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ عزوجل اس کا مرتبہ بلند فرما دیتا ہے۔ بلاشبہ مٹی قدموں کے نیچے آ کر حقیر ہوتی ہے تو چہرے کے لئے پاکی کا باعث بن جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط (پ 6، المائدہ: 6) ترجمہ: تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرو۔"

اے میرے اسلامی بھائی! علم کے اجتماع میں حاضری اس طرح یقینی بنا لے جس طرح بچہ ہر وقت دودھ کا محتاج ہوتا ہے مگر جب وہ بڑا ہوتا ہے تو اسے چھوڑنے پر صبر کر لیتا ہے۔ یاد رکھ! فضائل کا راستہ مصیبتوں سے بھرا ہوا ہے تاکہ ناپختہ ارادے والا راستے ہی سے

لوٹ آئے۔ اے نوجوان! تیرے نفس کا موتی علم سیکھنا ہے اور اس کا زیور عمل ہے۔ اگر تو نے میری نصیحت مان لی تو تیرے لئے مسندِ صدارت ہے یا منبر کی اونچائی۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْهُ — وَلَوْ عَظَّمُوْهُ فِي النُّفُوْسِ لَعَظَّمَا
أأغْرِسُهُ عِزًّا وَ اَجْنِيْهِ ذِلَّةً — إذًا فَاِتِّبَاعُ الْجَهْلِ قَدْ كَانَ أحْزَمَا
تَعَلَّمْ فَلَيْسَ الْمَرْءُ يَخْلُقُ عَالِمًا — وَلَيْسَ اَخُوْ عِلْمٍ كَمَنْ هُوَ جَاهِلُ
وَاِنَّ كَبِيْرَ الْقَوْمِ لَا عِلْمَ عِنْدَهٗ — صَغِيْرًا اِذَا الْتَفَتَ عَلَيْهِ الْمَحَافِلُ

ترجمہ: اگر علماء کرام علم کی حفاظت کریں گے تو یہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اگر وہ دل سے اس کی تعظیم کریں گے تو یہ بھی ان کو عزت دے گا۔ کیا میں عزت کا بیج بو کر ذلت کا پھل توڑوں گا؟ اگر ایسا ہے تو جاہل کی اتباع میں ہی احتیاط ہے۔ اے بھائی! علم حاصل کر کیونکہ انسان پیدائشی طور پر عالم نہیں ہوتا اور علم والا جاہل کی طرح نہیں ہوسکتا۔ قوم کا بے علم سردار چھوٹا ہے جب کہ لوگ اس سے منہ موڑ لیں۔

اہلِ علم کے آگے بڑے جابروں کے سر جھک جاتے ہیں۔ یہ دنیا کے تمام گوشوں میں چاند کی طرح اپنے علم کی روشنی پھیلاتے ہیں، البتہ! جو اپنے عمل میں ریاکاری کرتا ہے اور اہلِ دنیا کے لئے اچھے اعمال کرتا ہے۔ اسے جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔ وہ ایسی خوبیوں پر اپنی تعریف چاہتا ہے جو اس میں نہیں پائی جاتیں (یعنی اپنی جھوٹی تعریف کی خواہش کرتا ہے) تو یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اُلٹے دماغ اور گھٹیا سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جب کوئی ایسی بات سنتے ہیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی اور ان کا علم اس سے قاصر ہوتا ہے تو ان کے اصول وقواعد بگڑ جاتے ہیں۔ ان کے لئے اپنے مقصد کا حصول مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نیکیوں کی صورت میں گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ برائیوں کو اچھائیاں سمجھ کر ان کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور یوں عمل میں خیانت کرتے اور حصولِ مراد میں ناکام و بے مراد ہو جاتے ہیں۔

تعجب اس پر نہیں جو ناواقف ہے اور جہالت کی وجہ سے مرتکبِ گناہ ہوا اور نافرمانی کا اعتراف بھی کر چکا ہے کیونکہ اس کے لئے تو بخشش ہے جیسا کہ اللہ عزوجل فرمایا ہے: "قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ ط (پ 9، الانفال: 38)

ترجمہ: تم کافروں سے فرماؤ! اگر وہ باز رہے تو جو ہو گزرا وہ انہیں معاف فرمادیا جائے گا۔"

بلکہ تعجب تو اس پر ہے جو علم کا دعویٰ کرے مگر اس کا مقصد حصولِ دنیا ہو۔ ایسے شخص کی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ملامت کی جائے گی۔ یہ لوگوں کے نزدیک قابلِ مذمت اور اجر وثواب سے محروم ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کے دین کو ہنسی مذاق اور کھیل کود بنالیا۔ انہوں نے اپنے مواعظ وبیانات کو خوش کن اور تیز کرلیا لیکن ان کی بات دل سے نہیں سنی جاتی، یہ وعظ ونصیحت کرتے ہیں مگر ان کا بیان لوگوں کے دل پر اثر نہیں کرتا اور نہ ہی آنکھوں سے اشک زاری ہوتی ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ط (پ: 16، الکہف: 104)

ترجمہ: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔"

جب یہ کوئی حکم سنتے ہیں تو اس میں تبدیلی اور تحریف کرلیتے ہیں اور جب کوئی چیز ناپ تول کردیتے ہیں تو کمی کردیتے ہیں۔ اللہ عزوجل کی قسم! یہ سب شریعت میں حرام ہے۔ ربّ العزت عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ط (پ: 16، الکہف: 104)

ترجمہ: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔"

یہ لوگ بغیر عزم وحوصلے کے اظہارِ غم کرتے ہیں، بغیر علم کے بحث مباحثہ کرتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے سوال کرتے ہیں۔ یقیناً یہی وہ لوگ ہیں جو جہالت کی تلوار سے پچھاڑ کھائے ہوئے ہیں۔

چنانچہ اللہ عزوجل قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

"وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ط (پ: 16، الکہف: 104)

ترجمہ: اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔"

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سحری کے وقت کثرت کے ساتھ نماز، ذکر الٰہی عزوجل اور اوراد ووظائف کا اہتمام فرماتے۔ پھر درس وتدریس میں مشغول ہوجاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے خوش بخت ہیں جن کی تعریف اللہ عزوجل

کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ حق ترجمان سے ہوئی، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر کبھی فخر نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ حصولِ علم کے لئے مشکل ترین راستوں کا سفر کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کی خاطر تمام مشکلات کا سامنا کیا۔

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعظیم خاکِ مدینہ :

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر خراسان یا مصر کے گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطورِ ہدیہ پیش کئے گئے تھے۔ ان سے زیادہ عمدہ گھوڑے میں نے کبھی نہیں دیکھے تھے۔'' چنانچہ میں نے عرض کی: ''یہ کتنے عمدہ گھوڑے ہیں۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں یہ سب آپ کو تحفے میں دیتا ہوں۔'' میں نے عرض کی: ''ایک گھوڑا آپ اپنے لئے رکھ لیجئے۔'' تو فرمایا: ''مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے کہ اس مبارک زمین کو اپنے گھوڑے کے قدموں تلے روندوں جس میں اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا روضۂ انور ہے۔''

(احیاء علوم الدین، ج 1، ص 48)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علمی مقام :

حضرت سیدنا یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امت کے لئے رحمت ہیں۔''

حضرت سیدنا ابوقدامہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے ''حافظ الحدیث'' تھے۔''

(ترتیب المدارک و تقریب المسالک، ج 1، ص 37)

حضرت سیدنا ابوعبداللہ منتاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک لاکھ احادیث یاد تھیں۔''

(شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک، ج 1، ص 35)

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کی نظر میں :

حضرت سیدنا لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل کی قسم!

مجھے روئے زمین پر سب سے زیادہ محبت حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دعا فرمایا کرتے: ''یا اللہ عزوجل! میری عمر بھی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لگا دے۔''

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعظیم کیا کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات کرتے تو تعظیم القابات سے یاد فرماتے ہوئے یوں گویا ہوتے: ''عالم العلماء نے یوں کہا، عالمِ مدینہ نے یہ فرمایا اور مفتیِ حرمین کا فرمان یہ ہے۔''

(سیر العلام النبلاء، الرقم 1180)

حضرت سیدنا مُثنیٰ بن سعید قصیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں ہر رات سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرتا ہوں۔''''

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث 8855، ج 6، ص 346)

جهنم سے نجات کی بشارت :

حضرت سیدنا ابنِ قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرضِ وصال میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت سیدنا ابنِ دراوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوئے اور عرض کی: ''اے ابوعبداللہ! گذشتہ رات میں نے ایک خواب دیکھا ہے، کیا آپ سننا پسند فرمائیں گے؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''سنایئے۔'' تو انہوں نے خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ''میں نے سفید لباس میں ملبوس ایک آدمی دیکھا جو آسمان سے اُترا اُس کے ہاتھ میں ایک ایسا رجسٹر تھا جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ اس نے تین مرتبہ کہا: '' ھٰذَا بَرَاْءَةٌ لِمَالِكٍ مِنَ النَّارِ (ترجمہ) یہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دوزخ سے برأت نامہ ہے۔''

ابھی یہ گفتگو چل ہی رہی تھی کہ خلیفہ کا قاصد حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: ''اے ابوعبداللہ! مسجد نبوی شریف کے مؤذن نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے جو میں نے اس سے سنا

ہے۔ چنانچہ اس نے بھی پہلے خواب کی مثل خواب سنایا۔'' اس پر حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل ہی حقیقی مددگار ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

عالم مدینہ کون ھیں ؟

تابعین و تبع تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عالم ہیں کہ جن کی بشارت آقائے دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔'' چنانچہ حضرت سیدنا امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''**جامع ترمذی**'' میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں: ''علم منقطع ہوجائے گا تو ''**عالِم مدینہ**'' سے زیادہ علم والا باقی نہ رہے گا۔''

(جامع ترمذی، الحدیث **2680**، ص **1922**)

دوسری حدیثِ مبارکہ میں ہے: ''دنیا میں اس (**عالِم مدینہ**) سے بڑھ کر کوئی عالم نہ ہوگا، لوگ اس کی طرف سفر کر کے آئیں گے۔''

(ترتیب المدارك و تقریب المسالک، ج **1**، ص **18**)

ایک حدیثِ پاک میں یوں ہے: ''عنقریب لوگ (علم کے لئے) سفر کریں گے تو ''**عالِم مدینہ**'' سے زیادہ علم والا کوئی نہ پائیں گے۔''

(المستدرك، الحدیث **314**، ج **1**، ص **280**)

حضرت سیدنا ابنِ عُیَیْنہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''محدثین کرام کے نزدیک ''**عالِم مدینہ**'' سے مراد حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔''

(التمهید لا بن عبد البر، زید بن رباح، تحت الحدیث **122**، ج **2**، ص **674**)

حضرت سیدنا عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی بھی ''**عالِم مدینہ**'' کے نام سے معروف نہیں۔ لوگوں نے حصولِ علم کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جتنا سفر کیا اتنا کسی طرف نہیں کیا۔''

(جامع ترمذی، تحت الحدیث **2680**، ص **1922**)

حضرت سیدنا ابو مصعف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم لگا رہتا اور لوگ بہت زیادہ بھیڑ کی وجہ سے طلبِ علم کے شوق میں ایک دوسرے سے لڑ پڑتے۔''

(مالک الامام، ج 7، ص 422)

حضرت یحییٰ بن شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں مدینہ منورہ میں سن 144ھ میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی اور سر کے بال سیاہ تھے۔ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد خاموش بیٹھے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رعب کی وجہ سے کسی کو بات کرنے کی ہمت نہ تھی۔ مسجد نبوی شریف میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کوئی فتویٰ نہ دیتا تھا۔ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھ گیا اور ایک سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے حدیثِ مبارکہ سے جواب دیا۔ میں نے پھر سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر جواب ارشاد فرمایا۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوستوں نے مجھے جھنجھوڑا تو میں خاموش ہو گیا۔''

(ترتیب المدارک و تقریب المسالک، ج 1، ص 48)

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''میں افتاء اور حدیث کے لئے اس وقت تک مسند نشین نہ ہوا جب تک کہ 70 علماء کرام و مشائخِ عظام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے میری اہلیت کی گواہی نہ دے دی۔''

(ترتیب المدارک و تقریب المسالک، ج 1، ص 34)

حضرت سیدنا حماد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک شخص کوئی مسئلہ پوچھنے آیا، جس میں لوگوں کا اختلاف تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اے بھائی! اگر تو اپنے دین کی سلامتی چاہتا ہے تو '' عالِمِ مدینہ '' سے پوچھ اور ان کی بات توجہ سے سن کیونکہ وہ حجت (یعنی دلیل) ہیں اور لوگوں کے امام ہیں۔''

(المرجع السابق، ص 37)

حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اگر مجھے کہا جائے کہ امتِ محمدیہ کے لئے کوئی امام اختیار کرو جس سے لوگ علمِ دین حاصل کریں تو میں حضرت سیدنا

امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا حق دار اور اہل سمجھتا ہوں اور میری یہ رائے امت کی بہتری کے لئے ہے۔''

(المرجع السابق، ص 36)

حضرت سیدنا لیث بن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم پرہیز گاری کا علم ہے اور اس کے لئے حفظ و امان کا باعث ہے جو اسے حاصل کرے۔''

(ترتیب المدارك و تقريب المسالك، ج 1، ص 36)

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''میں اپنے دین میں دو آدمیوں کی پیروی کرتا ہوں، عمل میں حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور تقویٰ میں حضرت سیدنا سلیمان بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔''

(حلية الاولياء، الحديث 8855، ج 6، ص 346)

سبحان اللہ (عزوجل)! یہ کیسے عظیم لوگ تھے، جنہوں نے اپنی جانیں لوگوں کے نفع کے لئے راہِ خدا عزوجل میں وقف کر دیں، طلبِ علم میں خوب جدوجہد کی تو اللہ عزوجل نے انہیں کامیابی عطا فرمائی۔

شہنشاہِ مدینہ منورہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص طلبِ علم کے لئے کسی راستے پر چلے اللہ عزوجل اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔''

(صحيح مسلم، الحديث 2699، ص 1147)

حدیثِ پاک میں ہے: ''ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔''

(جامع ترمذی، الحديث 2681، ص 1922)

اگر اسلام میں ایک عابد فوت ہو جائے تو اس میں صرف ایک شخص کی کمی ہوگی اور اگر ایک عالم چل بسے تو گویا لوگوں میں سے ایک قبیلہ فوت ہو گیا۔ روئے زمین پر جب کوئی عالم انتقال کر جائے تو اسلام میں ایک ایسا شگاف پڑتا ہے جسے اس وقت تک کوئی بند نہیں کر سکتا جب تک دن رات آتے جاتے رہیں گے۔

جان لو! ''طالبِ علم کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے ملائکہ اپنے پَر بچھا دیتے ہیں۔''

(الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، الحديث 1316، ج 2، ص 307)

علماء کے قلموں کی سیاہی اللہ عزوجل کے ہاں شہداء کے خون سے افضل ہے۔

(الجامع الصغیر، الحدیث 2699، ص 1147)

بروزِ قیامت جب راہِ خدا عزوجل میں شہید ہونے والے علماء کی فضیلت دیکھیں گے تو تمنا کریں گے، کاش! اللہ عزوجل ہمیں بھی علماء میں اٹھاتا۔ جس نے علم کو پالیا تحقیق اس نے دنیا وآخرت کی بھلائیوں کو پالیا اور جس نے علماء کو اذیت دی اس نے اللہ عزوجل سے اعلانِ جنگ کیا۔

تعظیمِ درسِ حدیث :

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 17 سال کی عمر میں درسِ حدیث شروع کیا اس وقت ان کا حلقہ درس اپنے معاصرین کے حلقوں میں سب سے بڑا حلقہ تھا۔ درسِ حدیث کا بہت زیادہ اہتمام فرماتے۔ حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل فرماتے اور بیش قیمت صاف ستھرا لباس زیب تن فرماتے پھر خوشبو استعمال فرماتے، پھر درسِ حدیث دینے کے لئے ایک تخت پر بیٹھ جاتے عجز وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے درسِ حدیث شروع کرتے اِس دوران انگیٹھی میں عود اور لوبان جلتا رہتا۔ درسِ حدیث شروع کرتے وقت جس پہلو سے بیٹھتے اختتام تک اسی پہلو پر بیٹھے رہتے اور درمیان میں کبھی پہلو نہیں بدلتے، یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ کمال کا ادب تھا کہ جس حالت و نشست پر بیٹھ کر درس شروع کرتے آخر تک اسی حالت وہیئت پر بیٹھے رہتے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک دن میں درسِ حدیث میں حاضر ہوا حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث روایت فرما رہے تھے، اس دوران ایک بچھو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیراہن میں گھس گیا اور حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند مرتبہ ڈنگ مارا تکلیف کے باعث حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کا رنگ بدلتا رہا مگر اس کے باوجود احترام درس حدیث کی وجہ سے نہ پڑھنا بند کیا نہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تسلسلِ کلام میں کچھ فرق آیا اور نہ ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلو بدلا بعد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرا اس تکلیف پر صبر کرنا اپنی طاقت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ محض

رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔'' درسِ حدیث کی ایسی باوقار محافل کا انعقاد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احترامِ حدیث کا منہ بولتا ثبوت ہے۔''

ادبی مقام :

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی مہارت وخدمات کو دیکھتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام حجاز، عالمِ مدینہ اور امام دارالہجرۃ کے القابات سے پکارا جانے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیائے علم میں بیک وقت حدیث وفقہ کے امام کہلائے۔

ابوعبداللہ نامی ایک بزرگ سے منقول ہے کہ میں خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مشک رکھا ہوا ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مٹھی بھر بھر کر امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما رہے ہیں اور حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام حاضرین پر وہ مشک چھڑکتے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر میرے دل میں آئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس حدیثیں بارگاہِ نبوت سے حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا ہوئیں اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے ساری امت کو حدیثیں پہنچ رہی ہیں۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خود بھی اپنی علمی جلالت کی وجہ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں ایک دن حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درسِ حدیث کی محفل میں تشریف لائے تو محفل میں برستے انوار وبرکات دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وشان میں یہ قصیدہ تحریر فرمایا:۔

''اگر وہ (امام مالک) جواب نہ دیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت سے دوبارہ کوئی سوال نہ کرسکے اور سب سائل سر جھکائے بیٹھے رہیں۔''

''وقار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ادب کرتا ہے اور تقویٰ کی بادشاہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کرتی ہے۔ ساری دنیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کرتی ہے حالانکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی بادشاہ نہیں ہیں۔''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارک ہے: ''عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کر کے اونٹوں کے جگر بٹھلا دینگے لیکن انہیں ''**عالمِ مدینہ**'' سے بہتر کوئی عالم نہیں مل سکے گا۔'' سفیان بن عینیہ اور امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان میں حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء کے درمیان ایک درخشاں ستارے کی مانند ہیں۔''

امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک تبع تابعین کی جماعت میں حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ عظیم کوئی شخص نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث میں مامون تھا۔''

اسماعیل بن مزاحم مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہم کس سے سوال کیا کریں، فرمایا مالک بن اَنَس سے۔''

محمد بن رمح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''میرے علم کا وارث مالک (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے۔'''''

امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے: ''حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ استاذ العلماء، عالمِ حجاز اور مفتی حرمین ہیں۔''

شخصیت و عادات مبارکہ:

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراز قد، فربہ بدن، سفیدی مائل بہ زردی رنگ، بڑی اور خوبصورت آنکھیں، بلند ناک اور ہلکے بالوں کے مالک تھے۔ تمام عمر داڑھی میں خضاب نہ لگایا ضرورت کے علاوہ سرمہ استعمال نہ فرماتے، عمدہ بیش قیمت سفید رنگ کا لباس زیب تن فرماتے، عطر لگاتے، عمامہ باندھتے اور دونوں شانوں کے

درمیان شملہ لٹکایا کرتے تھے اور چاندی کی انگوٹھی جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ اور **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** کندہ تھا پہنا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت پر وقار اور سادہ زندگی گزاری۔ بہترین اخلاق و تواضع کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمر علمی خدمات میں گزری، لوگوں سے معاملات میں بے حد حُسنِ سلوک کرنے والے تھے۔ نمازِ جنازہ میں شرکت فرماتے، بیماروں کی عیادت فرماتے۔ مسجد میں نماز پڑھنے تشریف لاتے تو مجلس بھی منعقد فرماتے، جس میں لوگ اپنے مسائل کو حل فرماتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرمایا کرتے: ''کسی کو نماز کے مسائل بتانا زمین کی تمام دولت صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا یا کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لینا اور کسی شخص کی دینی الجھن کو دور کر دینا ایک سو حج اور ایک سو نوافل اور جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔''

درسِ حدیث کے بعد تلاوتِ قرآنِ مجید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہترین مشغلہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی بار قرآنِ پاک ختم فرمایا کہ جس کا شمار ناممکن ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحبِ کرامت بھی تھے اور لوگوں کے دل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت و کرامت اور عظمت سے منور تھے۔

حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسوۃ الرسول اور سنتِ نبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عملی تصویر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ساری زندگی عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تعظیمِ مدینہ منورہ سے معمور ہے۔ جب بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک آتا تھا عشق و محبت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور نامِ مبارک کی تعظیم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر بے اختیار جھک جاتا۔ مدینہ منورہ کی ہواؤں اور فضاؤں گلیوں، کوچوں، بازاروں الغرض ذرہ ذرہ چپے چپے سے انہیں عشق تھا۔ مسجدِ نبوی سے احترام میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی اس میں بلند آواز سے بات نہ کی۔ شہرِ مدینہ میں ساری عمر نہ کبھی سواری پر سوار ہوئے نہ ہی قضائے حاجت فرمائی اور سوائے ایک دفعہ حج کرنے کے ساری عمر کبھی شہرِ مدینہ سے

جدا نہ ہوئے اور آج بھی مدینہ شریف سے وابستہ ہیں۔

وصال :

جب دنیا سے پردہ فرمانے کا وقت آیا تو حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کرنے کے لئے تقریباً 130 علماء، فقہا اور محدثین موجود تھے اور اس بات کے منتظر اور خواہشمند تھے کہ اس آخری وقت میں حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہِ کرم اُن پر پڑ جائے اور انہیں دنیا اور اخروی سعادتیں اور کامیابیاں حاصل ہو جائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں کھولیں اور یحییٰ بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اللہ عزوجل کی حمد ہے، جس نے ہمیں کبھی ہنسایا اور کبھی رولایا، اسی کے حکم سے ہم زندہ ہیں اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔'' پھر فرمایا: ''موت آ پہنچی اور رب عزوجل سے ملنے کا وقت قریب آ گیا۔'' لوگوں نے پوچھا، ''اس وقت آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''الحمد للہ میں اس وقت اولیاء اللہ کے درمیان موجود ہوں اور علمائے کرام کی اس مجلس سے بے حد خوش ہوں اور یقیناً حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے بعد اللہ عزوجل کو علمائے کرام بے حد محبوب ہیں، یہ علمائے کرام ہی انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور اہلِ علم کو ہی اولیاء اللہ سمجھتا ہوں۔'' نیز ارشاد فرمایا: ''میں اس پر بھی بیحد خوش ہوں کہ میری تمام عمر علمِ دین کے حصول اور علمِ دین دوسروں تک پہنچانے میں صرف ہوئی اور میں اللہ عزوجل سے پُر امید ہوں کہ اس نے میری ان کاوشوں کو مستجاب فرمایا ہوگا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی: ''کسی شخص کی دینی الجھن دور کرنا سوچ کرنے سے افضل ہے اور کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو مرتبہ جہاد میں شرکت سے بہتر ہے۔'' اس گفتگو کے بعد حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں بند کر لیں اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 179ھ میں وصال فرمایا اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفن ہونے کی سعادت حاصل کی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال پر اہل عراق کا صدمہ :

جب حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی خبر پہنچی تو

گویا عراق کی سرزمین لرزنے لگی۔ وہاں کے لوگوں کو حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بہت صدمہ پہنچا۔ ایک شخص نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی: ''اے ابومحمد! ایک شخص کی خواہش ہے کہ وہ کسی ایسے عالم سے مسئلہ دریافت کرے جو اس کے اور اللہ عزوجل کے درمیان دلیل ہو۔'' تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''ایسے عالم تو حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہیں کہ جنہیں آدمی اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان دلیل بنا سکتا ہے۔'' لیکن جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا گیا کہ وہ تو وصال فرما چکے ہیں تو بصد حسرت و افسوس کہنے لگے: ''ہائے! اچھے لوگ دنیا سے چلے گئے۔''

ایک کلمے کے سبب بخشش:

کسی نیک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بعدِ وصال خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' ارشاد فرمایا: ''اس نے مجھے بخش دیا۔'' پوچھا: ''کس سبب سے؟'' فرمایا: ''ایک کلمہ کے سبب، جو میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کسی سے سنا تھا کہ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مردے کو دیکھتے تو پڑھتے:''

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ

ترجمہ: وہ اللہ عزوجل ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ آپ زندہ ہے دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جو خود زندہ ہے کہ اسے کبھی موت نہیں۔'' تو میں بھی اپنی زندگی میں مردے کو دیکھتا تو ہمیشہ یہ کلمہ پڑھا کرتا، جس کی برکت سے اللہ عزوجل نے مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔''

(ترتیب المدارك و تقریب المسالک، ج 1، ص 78)

روئے زمین کا سب سے بڑا عالم:

حضرت ابو زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جب ہم مکہ میں مقیم تھے تو میری پھوپھی نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے کہا: ''سنائیے، کیا

خواب دیکھا ہے؟'' تو انہوں نے فرمایا: ''میں نے فلاں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آج رات اہلِ زمین کا سب سے بڑا عالم فوت ہو گیا ہے۔'' جب ہم نے حساب لگایا تو وہ حضرت سیدنا امام مالک بن اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا دن تھا۔''

(حلیۃ الاولیاء، الحدیث 8934، ج 6، ص 360۔ ترتیب المدارک و تقریب المسالک، ج 1، ص 78)

حضرت یونس بن عبد الاعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت بشر بن بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''میں نے حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک گروہ کے ساتھ جنت میں دیکھ کر پوچھا: ''حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟'' تو انہوں نے بتایا: ''ان کے درجات بہت بلند ہیں۔'' میں نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' جواب ملا: ''اُن کی سچائی کی بدولت۔''

(التمهيد لابن عبد البر، مقدمه المصنف باب ذکر عيون من اخبار مالک و ذکر فضل موطنه، ج 1، ص 56)

3............حضرت سیدنا امام شافعی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت و سلسلہ نسب :

فقیہہ وحدیث کے مشہور ومعروف امام حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع ہے، لقب شافع اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف وفخر حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع السائب بن عبید بن عبد یذید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 150ھ میں فلسطین کے قریب شہر غزہ میں پیدا ہوئے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص اسی دن پیدا ہوئے جس دن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔

جب حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکمِ مادر میں تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کے شکم سے ستارہ مشتری نکل کر فضا میں بکھر گیا اور اس کے ٹکڑے چاروں طرف پھیل گئے۔ معبرین نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ تمہارے شکم سے ایسا فرزند پیدا ہونے والا ہے کہ جس کے علم کی نورانی شعاعیں پورے عالم میں اجالا کر دیں گی، پھر ایسا ہی ہوا۔ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام دوسری صدی کے عظیم امام، فقیہہ ومحدیث اور مجتہدین میں ہوتا ہے۔

تحصیل علم :

دو سال کی عمر میں حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ میں لے آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہیں پرورش پائی اور بہت چھوٹی عمر سے ہی علوم حاصل کرنے لگ گئے اور حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف علوم وفنون ابتدائی عمر سے ہی حاصل کرنا شروع کر دیے، پہلے شعر گوئی، لغت،

تاریخ، تجوید، قرات، حدیث اور فقہ پر توجہ مبذول کی۔ 12 برس کی عمر میں "مؤطا" حفظ کرلی اور مدینہ منورہ جاکر حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قرأت کی، یوں 13 برس کی عمر میں حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی کا شرف اختیار کیا۔ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ علم کے عروج کا زمانہ تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس زمانے کے علمیت و مہارت کے کمال کو پہنچے ہوئے اساتذہ سے استفادہ کا فخر حاصل ہوا، اسکے علاوہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف سے خوب فیض حاصل کیا اور اخیارِ تابعین کی صحبتِ فیض کی سعادت حاصل ہوئی، جس کا ثمرہ یہ ملا کہ کتاب وسنت سے مسائل کے استخراج کے اصول اور پیمانے وضع کرنے میں مہارت حاصل ہوگئی۔ فقہ میں ایسا نام پیدا کیا کہ دور دور تک عالمِ اسلام میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمیت کی شہرت پھیل گئی اور بڑے بڑے محدثین ومفسرین نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض حاصل کیا۔ علمِ دین کے حصول کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے مکہ مکرمہ کا سفر کیا پھر مدینہ شریف کے سفر کی سعادت حاصل ہوئی، اس کے بعد یمن، عراق (بغداد) اور مصر وغیرہ جاکر علم کی تحصیل فرمائی اور یوں جہاں جہاں گئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم وفضل کی بے حد شہرت ہوئی۔

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے کے بہترین اور اپنی علمیت ومہارت میں یکتا افاضلِ کرام سے علمی فیض حاصل کیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد زنجی کی خدمت میں فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ پھر مدینہ منورہ میں حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام ممدوح کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔ اس کے علاوہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کے درج ذیل اسماء مبارکہ ذکر کیے ہیں:۔

"مالک بن انس، ابراہیم بن سعد، سعید بن سالم القداح، ہشام ابن یوسف الصعانی، عطاف بن خالد المخزومی، عمر بن محمد بن علی بن شافع، دراوردی، عبدالوہاب ثقفی،

ابنِ علیۃ، محمد بن خالد الجندی، اسماعیل بن جعفر، ابن عیینہ، ابی نمرہ، حاتم بن اسماعیل، ابراہیم محمد بن ابی یحیٰ، حاتم بن اسماعیل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) اس کے علاوہ محمد بن علی اور عبدالعزیز بن ماجشون کا نام بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ میں آتا ہے۔"

ان اساتذہ کرام کے علاوہ جس کی نظرِ کرم کا حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خصوصی محور تھے، وہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردِ عظیم امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رنگ سب سے زیادہ نظر آتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ سے نکاح فرمالیا تھا، چنانچہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بے حد شفیق اور مہربان تھے۔ انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی تمام کتابیں اور مال سونپ دیا۔ یہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ ہی ہے جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہ و حدیث میں کمال مہارت حاصل ہوئی۔ خود حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے اور جو شخص فقہ میں نام کمانا چاہتا ہو وہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صحبت یافتہ سے فیض حاصل کرے۔" نیز فرماتے ہیں: "قسم بخدا مجھے فقاہت ہرگز نصیب نہ ہوتی اگر میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب کا مطالعہ نہ کرتا۔"

تلامذہ:

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کی ایک کثیر جماعت ہے، جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فقہ و حدیث کا علم حاصل کیا حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جن تلامذہ کا ذکر کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:۔

"امام احمد بن حنبل، ابوثور، ابراہیم بن خالد، ابوابراہیم مزنی، سلیمان بن داؤد ہاشمی، ابوبکر عبداللہ بن الزبیر حمیدی، ابراہیم بن منذر حزامی، ابویعقوب یوسف بن یحیٰ مزنی، ربیع بن سلیمان جنیدی، عمرو بن سواد عامری، ربیع بن سلیم مرادی، حسن بن محمد بن صباح زعفرانی، ابو الولید موسیٰ بن جارود مکی، ابویحیٰ محمد بن سعید بن غالب عطا اور یونس بن عبدالاعلیٰ وغیرہ الغرض

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں اعلیٰ درجے کے سینکڑوں باکمال محدثین شامل ہیں۔"

تصانیف :

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کا بیشتر حصہ تدریس، فتاویٰ نویسی، مسائل کے استخراج وعلمی مباحث میں صرف ہوا، لیکن اس بے شمار مصروفیات کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھا کر تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نوجوانی کے دور میں کتاب **الرسالة** کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جس میں قرآن کے معانی، معتبر احادیث، اجماع، ناسخ ومنسوخ کا بیان بھی ہے۔ یہ کتاب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبدالرحمٰن بن مہدی کی درخواست پر تحریر فرمائی۔ اس کے علاوہ ندنی بیان فرماتے ہیں: "حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہ سواری اور تیر اندازی کے انوکھے موضوع پر بھی ایک کتاب **السبق الرمی** کے نام سے تصنیف فرمائی۔ علمِ حدیث کے موضوع پر مشتمل کتب **کتاب الام** اور **کتاب المبسوط** کے نام سے موجود ہیں۔" اس کے علاوہ ان احادیثِ مرفوعہ کا مجموعہ جنہیں خود حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شاگردوں کے سامنے بمع اسناد بیان کیا **مسند امام شافعی** کی شکل میں موجود ہے۔

الغرض آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے شمار تصانیف کا خزانہ بے پناہ مقبولیت کا حامل ہے۔

سیرت و کردار :

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنِ صورت میں بھی باکمال تھے اور حسنِ سیرت کا بھی جواب نہیں رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد ذہین، محنتی زبردست قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ طبعاً بے حد فیاض اور اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینے والے تھے۔ مال ودولت، شہرت واقتدار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی رغبت نہ رہی بارُعب اس قدر تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت لوگوں کے دلوں پر حاوی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ بے حد ملنسار اور بامروت وخلیق تھے۔ خلوص ومحبت سے دیئے گئے تحائف کبھی رد نہ کرتے، مگر فیاضی کے باعث دوسروں کو تقسیم فرما دیتے۔

ربیع کہتے ہیں: "ایک روز حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

صرف ایک دینا تھا۔ ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینار اسے دے دیا۔ کسی نے ان سے کہا، ''آپ اس شخص کو ایک یا دو درہم دے دیتے باقی اپنی ضرورت کے لئے رکھ لیتے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ''مجھ سے کوئی شخص ایسی چیز طلب کرے جو میرے پاس ہو اور میں پھر بھی اسے نہ دوں ایسا کرتے مجھے شرم آتی ہے۔''

کئی بار ایسا بھی ہوا کہ خلیفہ ہارون الرشید نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشرفیوں کی تھیلیاں نذر کیں مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام کی تمام اشرفیاں لوگوں میں تقسیم فرمادیں، یہاں تک کہ ایک درہم بھی باقی نہ رہا۔

حمیدی روایت بیان فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس 10 ہزار دینار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ خیمہ نصب کر کے قیام فرمایا۔ لوگوں کو پتا چلا تو بے شمار لوگ مختلف جگہوں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، جن میں بہت سے ضرورت مند بھی تھے۔ چنانچہ اپنی فیاضی کے باعث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بھی دینار باقی نہ رہنے دیا سب کے سب لوگوں میں تقسیم فرمادیئے۔''

مزنی بیان فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص فیاض نہیں دیکھا۔ ایک شب میں ان کے ساتھ تھا، اتنے میں ایک غلام آیا اور کہنے لگا، میرے آقا نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کہا ہے اور یہ تھیلی نذر کی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تھیلی رکھ لی۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص آیا، اس نے کہا میرے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تھیلی اٹھا کر اسے دے دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کرم اور سخاوت انسان کے دنیا اور آخرت کے عیوب کی پردہ پوشی کرتے ہیں۔''

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ با کمال محدث اور بے مثال فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی بے مثال تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پرہیزگاری کے باعث صاحبِ ولایت اور باکرامت بزرگ تھے۔ ہمیشہ آپ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ایک تہائی رات سوتے اور ایک تہائی رات عبادت کرتے اور ایک تہائی رات تصنیفات تحریر فرماتے۔ روزانہ بلاناغہ ایک قرآنِ پاک ختم کرتے۔ ربیع بن سلیمان روایت کرتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان کے نوافل میں **60** مرتبہ قرآنِ کریم ختم فرماتے۔''

اللہ عزوجل کا خوف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ہر وقت جاگزیں رہتا۔ ایک مرتبہ کوئی شخص تلاوت کررہا تھا، آیاتِ ربانی کو سنتے ہی حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت غیر اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا جسم پر کپکپی طاری ہو گئی اور خوفِ الٰہی عزوجل کی شدت سے ہوش وحواس جاتے رہے، وہیں سجدے میں گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے، کافی دیر بعد افاقہ محسوس ہوا۔

زندگی بھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، نہ ہی کبھی قسم کھائی۔ سخت ترین سردیوں میں بھی غسلِ جمعہ کی سنت ترک نہیں کی۔ **16** برس تک پیٹ بھر کر کھانا تناول نہ فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنتوں کی عملی تصویر تھے۔ بدعقیدہ و بددینوں سے انتہائی نفرت کرتے اور ان سے دور رہتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''اگر کوئی بدعقیدہ اور بدمذہب ہوا میں بھی اُڑنے لگے، جب بھی وہ میری نظر میں قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔''

اہلِ بیت اطہار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کی انتہا کی وجہ سے بعض حاسدوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رافضی ہونے کی تہمت لگائی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حاسدوں اور کذابوں کو جواب دیا، ''تم لوگوں کے فاسد گمان میں آلِ پاکِ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھنے کا نام ہی رافضی ہونا ہے تو تمام انسان وجن گواہ ہو جائیں کہ اس معنی کے اعتبار سے میں رافضی ہوں کہ میں اہل بیت اطہار سے عشق ومحبت رکھتا ہوں۔''

تعریفی کلمات :

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمیت، فقہ وحدیث میں مہارت اور ان کی عبادت وریاضت میں جانفشانی کے باعث ان کے معاصرین نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات ادا کیے۔

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''ہر قلم و دوات پکڑنے والے کی گردن پر حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احسان ہے اور ہمیں ان کی صحبت سے مجمل و مفسر ناسخ و منسوخ کا فرق معلوم ہوا۔'' علامہ زعفرانی فرماتے ہیں: ''علمائے اسلام میں حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہیں۔'' علامہ کراسی کا قول ہے: ''میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل کر کتاب وسنت کا ادراک حاصل کیا، میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی بڑا عالم اور فصیح شخص نہیں دیکھا۔'' ابو عبید کہتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ کسی کو دانشمند و عقل والا نہیں پایا۔''

خصوصی کرم:

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شروع سے ہی سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خصوصی کرم تھا۔ بچپن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریب بلا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ترازو اپنی آستین سے نکال کر عطا فرمائی۔ مکہ مکرمہ کے ایک معبر نے اس خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی سچی پیروی کرنے والے اور علمِ حدیث و آثار سنت کے امام ہوں گے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم و عمل حق و باطل کی پہچان کا ایک معیار و میزان ہوگا۔''

یہی نہیں بلکہ ایک اور بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں ڈالا اور فرمایا: ''جاؤ اللہ عزوجل تمہیں برکت عطا فرمائے۔'' حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خصوصی کرم کا ہی نتیجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم فقیہہ اور محدث بن کر عالمِ اسلام میں جلوہ گر ہوئے۔

نوجوان کو نصیحت:

حضرت سیدنا عبداللہ بن محمد دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بغداد کے کسی علاقے میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا، جو اچھے طریقے سے وضو نہیں کر رہا تھا، اسے ارشاد فرمایا: ''اے لڑکے! اپنا وضو ٹھیک کر، اللہ عزوجل دنیا و آخرت میں تجھ پر احسان فرمائے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے۔ نوجوان نے جلدی سے وضو مکمل کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملا۔ وہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچانتا نہ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور استفسار فرمایا: ''کیا کوئی کام ہے؟'' عرض کی: ''جی ہاں! مجھے بھی وہ علم سکھائیں جو اللہ عزوجل نے آپ کو سکھایا ہے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''جان لے! جس نے اللہ عزوجل کی معرفت پالی وہ نجات پا گیا، جس نے اپنے دین کے معاملے میں خوف کیا وہ تباہی سے بچ گیا، جس نے دنیا میں زہد اختیار تو کل (بروز قیامت) جب وہ اللہ عزوجل کی طرف سے اس کو ثواب دیکھے گا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔''

(پھر فرمایا) ''کیا تجھے کچھ مزید نہ بتاؤں؟'' اس نے عرض کی: ''جی ہاں! ضرور بتائیے۔'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''جس میں 3 خوبیاں جمع ہو گئیں اس کا ایمان مکمل ہو گیا:

(1)...... جو نیکی کا حکم دے اور خود اس پر عمل کرے،

(2)...... جو برائی سے منع کرے اور خود بھی اس سے باز ہے اور

(3)...... جو حدودِ الٰہی عزوجل کی حفاظت کرے۔''

پھر ارشاد فرمایا: ''کیا کچھ اور بھی بتاؤں۔'' اس نے عرض کی، کیوں نہیں ضرور بتائیے۔'' تو ارشاد فرمایا: ''دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کا شوق رکھنے والے بن جاؤ اور اپنے ہر کام میں اللہ عزوجل سے سچ کا معاملہ کر، نجات پانے والوں کے ساتھ نجات پا جائے گا۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل دیئے۔ بعد میں اس نوجوان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو اسے بتایا گیا: ''یہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود و المذموم ...... الخ، ج 1، ص 45)

خوفِ خدا عزوجل :

ایک دن کسی نے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس آیاتِ مبارکہ کی تلاوت کی:

" هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ○ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ○ "

(پ 29 المرسلٰت: 35 ، 36)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے اور نہ انہیں اجازت ملے گی کہ عذر کریں۔"

تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رنگ متغیر ہو گیا، رونگٹے کھڑے ہو گئے اور جسم کے جوڑ کپکپانے لگے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے۔ جب افاقہ ہوا تو عرض کی: "یا الٰہی عزوجل ! میں جھوٹوں کے ٹھکانے اور غافل لوگوں کے منہ پھیرنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یا اللہ عزوجل ! مجھے اپنا فضل و کرم عطا فرما اور اپنے پردۂ بخشش میں چھپا لے اور اپنے لطف و کرم سے میری کوتاہیاں معاف فرما دے۔"

(احیاء علوم الدین، کتاب العلم، باب ثانی فی العلم المحمود و المذموم ...... الخ، ج 1، ص 45)

غیبت سے پرہیز :

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی۔ لغو اور بے ہودہ باتوں سے اجتناب فرماتے تھے، چنانچہ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کسی عالم کی برائی کر رہا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ چلنے والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اپنے کانوں کو غیبت سننے والا سے پاک رکھو جیسے اپنی زبان کو غیبت سے بچاتے ہو۔ اس لئے کہ غیبت سننے والا بھی کرنے والے کا شریک ہوتا ہے۔ بلاشبہ بے وقوف شخص جب اپنے برتن میں گندگی دیکھتا ہے تو اسے تمہارے برتنوں میں انڈیلنا چاہتا ہے اگر بے وقوف کی بات کا سختی سے انکار کر دیا گیا تو انکار کرنے والا اسی طرح خوش بختی سے سرفراز ہوگا جیسے بے وقوف بدبختی کا مستحق بنتا ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء، الامام شافعی، الحدیث 13364، ج 9، ص 130)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحثیت مجدد :

حضرت سیدنا عبدالملک بن عبدالحمید میمونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت تعظیم کر رہے تھے۔'' پھر فرمایا: ''مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''اللہ عزوجل اس امت میں ہر **100** سال کے سرے پر ایک ایسا شخص بھیجے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو قائم کرے گا۔'' (سنن ابی داوٗد، کتاب الملاحم، باب مایذکر فی قرن المائۃ، الحدیث **4291**، ص **1535**) (پھر فرمایا) حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلی صدی کے مجدد تھے اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری صدی کے مجدد ہیں۔''

(المستدرک، تحت الحدیث **8639**، ج **5**، ص **730**)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سونا ہماری عبادت سے بہتر ہے :

حضرت سیدنا اَمام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت عزت کرتے تھے۔ کثرت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکرِ خیر فرمایا کرتے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرماتے۔ حضرت امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیک سیرت بیٹی تھی جو رات شب بیداری میں اور دن روزے میں گزارتی۔ وہ صالحین کے واقعات کو بہت پسند کرتی تھی اور حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا چاہتی تھی کیونکہ ان کے والدِ محترم امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی بہت زیادہ عظمت وشان بیان کرتے تھے۔ ایک بار اِتِّفَاقاً حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں رات گزاری۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی بہت خوش ہوئیں۔ اُسے امید تھی کہ آج حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افعال یعنی ان کی عبادت اور کلام کو دیکھنے اور سننے کا خوب موقع ملے گا۔ جب رات ہوئی تو امام احمد رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نماز اور یادِ الٰہی کے لئے کھڑے ہو گئے جبکہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چت لیٹے رہے۔ بچی فجر تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی حالت میں دیکھتی رہی اور صبح اپنے باپ سے عرض کی: ''میں نے دیکھا کہ آپ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت تعظیم کرتے ہیں لیکن میں نے تو ان کو آج رات نماز، ذکر یا دیگر اوراد و وظائف میں مشغول نہیں پایا۔'' ابھی یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ حضرت سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا، ''رات کیسی گزری؟'' ارشاد فرمایا: ''اس سے بابرکت و نفع والی اور اچھی رات میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی۔'' حضرت سیدنا احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''وہ کیسے؟'' تو ارشاد فرمانے لگے: ''وہ یوں کہ میں نے آج رات پیٹھ کے بل لیٹے لیٹے **100** مسائل اخذ کئے، جو تمام کے تمام مسلمانوں کے نفع کے لئے ہیں۔'' پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخصت لی اور تشریف لے گئے۔ حضرت سیدنا امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: ''یہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آج رات کا عمل تھا۔ وہ سوئے ہوئے اس سے افضل عمل کر رہے تھے جو میں نے کھڑے ہو کر عبادت کرتے ہوئے کیا۔''

وصال:

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام عمر علمِ دین کے حصول و ترویج میں بسر کی اور اس سلسلے میں بے شمار خدمات انجام دیں۔ فقہ و حدیث کا یہ چمکتا دمکتا ستارا **54** برس اپنی جگمگاہٹ سے عالمِ اسلام کو منور کرتا رہا۔ پھر ہمیشہ کیلئے نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ آخرِ عمر میں بغداد سے مصر تشریف لے جانے کے بعد ماہ رجب کی آخری تاریخ کو شبِ جمعہ بعد نمازِ مغرب **255** ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار مبارک مصر کے شہر قرافتہ میں ہے۔

4...... حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت، نام و سلسلۂ نسب :

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد اللہ شیبانی مروزی بغدادی ہے کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 164ھ میں شہر بغداد میں ماہِ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم :

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی تعلیم بغداد کے جن محدثین وفقہا سے حاصل کی ان میں حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بصرہ، یمن، شام اور جزیرہ وغیرہ میں تحصیلِ علم کے لئے سفر اختیار فرمایا اور وہاں کے شیوخ سے سماعِ حدیث کیا اور یوں علمِ حدیث وفقہ میں یکتا روزگار ہو گئے اور فقہ وحدیث کے امام کہلائے اور اپنے علم کا فیض عالمِ اسلام میں جاری کر دیا۔

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی کی سعادت حاصل کی اور ان سے فقہ کا درس لیا پھر انہی سے علم حدیث پڑھنے لگے، اس کے بعد بغداد کے مشہور شیخ ہشیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چلے گئے۔ ان کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیگر بے شمار اساتذہ ومشائخ کی صحبتِ فیض اختیار کی، جس میں امام ابو یوسف یزید بن ہارون، بشر بن مفضل، اسماعیل بن علیہ، مجتبیٰ بن سعید قطان سفیانی بن عینیہ، عبدالرزاق، جریر بن عبدالحمید، ابوداؤد وطیالسی، عبداللہ بن عنیر، غندر علی بن عیاش حمصی، معتمر بن سلیمان، علامہ زہبی، عمبادہ بن عبادہ، یحیٰی بن ابی زائرہ، ابراہیم بن سعیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسے ہزاروں باکمال فقہا ومحدثین

شامل ہیں۔

تلامذہ :

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کی بھی فہرست طویل ہے۔علم وحدیث میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابوزرعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں صاحبزادے صالح بن احمد، عبداللہ بن احمد اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی حنبل بن اسحاق وغیرہ بہت ہی معروف محدثین گزرے ہیں۔ اس کے علاوہ اسود بن عامر، شاذان اور ابنِ مہدی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی اختیار کی۔

یہی نہیں بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ میں سے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبدالرزاق اور ابوالولید وکیع، یحیٰی بن آدم اور یزید بن ہارون آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے اکابرین میں سے ہیں۔قیتبہ، داؤد بن عمرو خلف بن ہشام معاصرین میں سے احمد بن ابی حوارمی، محمد بن یحیٰی بن ابی نمینہ، یحیٰی بن معینہ، محمد بن رافع، علی بن مدینی، ابوقدامہ سرحسی، حسین بن منصور، رحیم، زیاد بن ایوب اور اس کے علاوہ ابوبکر، حرب کرمانی بقی بن مخلد، شاہین بن سمیدع میمونی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سماع حدیث کیا۔

تصانیف :

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گرانقدر تصانیف میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور تصنیف **مسند احمد** ایک امتیازی مقام رکھتی ہے، جس کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیاض کی صورت میں جمع فرمایا مگر باقاعدہ ترتیب دینے سے پہلے ہی زندگی کی مہلت ختم ہوگئی۔اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ نے اس کی ترتیب مرتب فرمائی۔**مسند احمد** اٹھارہ مسندوں کا مجموعہ ہے، اس میں تقریباً چالیس ہزار احادیث ہیں، جن کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس لاکھ احادیث میں سے منتخب فرمایا۔یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دس لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عظیم حافظ الحدیث تھے۔اس کے علاوہ آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنی دیگر تصانیف:

- ☆ کتاب الذید،
- ☆ کتاب الاشربہ،
- ☆ الناسخ و المنسوخ، التاریخ،
- ☆ المسلک کبیر،
- ☆ مناقب الصدیق الحسنین،
- ☆ المسلک صغیر،
- ☆ فضائل الصحابہ،
- ☆ حدیث،
- ☆ شعبہ

اور ایک مشہور تفسیر یادگار چھوڑی ہیں۔

سیرت و کردار :

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں توکل و استغنا کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ حسن بن عبدالعزیز نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں 3 ہزار دینار کا نذرانہ پیش کیا اور کہا یہ میرا حلال مال ہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول فرمالیجئے اور اپنی ضروریات پوری کر لیجئے، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استغنا کا مظاہرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''میرے پاس جو کچھ ہے، میرے لئے بہت ہے مجھے مزید اس کی حاجت نہیں۔''

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: ''میرے والد نمازوں کے بعد دعا فرماتے کہ یا اللہ عزوجل جس طرح تو نے میرے چہرے کو غیر اللہ کے سجدے سے بچایا اسی طرح میرے چہرے کو کسی کے آگے سوال کرنے سے بھی بچا۔''

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فقر و فاقے میں بھی استغنا کی شان نرالی تھی۔ ایک مرتبہ کھانے کے لئے کچھ نہ تھا، مجبور ہو کر اپنی نعلین گروی رکھوا دیں اور

ان پیسوں سے روٹیاں خرید لیں۔ امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو فوراً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ رقم دے کر امداد کرنے لگے، مگر حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خوددار اور غیور ضمیر و خصلت کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی قسم کی مالی امداد لینا گوارا نہ کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محنت مشقت کر کے اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت میں بھی ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سوکھی روٹی پانی میں بگھو کا تناول فرماتے، کبھی کبھار سرکہ روٹی بھی تناول فرماتے، مگر شوربہ وغیرہ کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گوشہ نشین ہو کر رب کی عبادت کرنا بہت محبوب رکھتے تھے، اسی لئے کبھی بلا ضرورت گھر سے باہر نہیں نکلے۔ رات بھر شب بیداری کرتے اور روزانہ 3 سو رکعت نوافل ادا فرماتے۔ 56 برس کی عمر میں جب خلق قرآن فتنہ کھڑا ہوا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس فتنہ کی کاٹ کی تو بطور سزا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر کوڑے مارے جاتے۔ ان کوڑوں کی مار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نڈھال ہو جاتے مگر اس حالت میں بھی 150 رکعت نوافل روزانہ پڑھا کرتے۔ عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں: ''رات بھر نوافل میں تلاوت قرآن کرتے اور اس طرح سات راتوں میں ایک قرآنِ پاک ختم فرما لیتے۔ کوئی اگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھونڈنا چاہتا تو مسجد میں یا نمازِ جنازہ میں یا کسی مریض کی عیادت کرتے ہوئے پاتا۔''

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 5 حج فرمائے جن میں سے 3 پیدل چل کر اور 2 سواری پر مگر کسی حج پر بھی اپنے اوپر 20 درہم سے زیادہ خرچ نہیں ہونے دیا۔ ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں کبھی دنیا کا کوئی تذکرہ نہیں ہوتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس آخرت کی مجلس ہوا کرتی تھی۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک باکرامت اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ علی بن ابی حرارۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: ''میری ماں اپاہج تھیں، چل نہیں سکتی تھیں، میں دعا کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا دروازہ کھٹکھٹایا

تو اندر سے پوچھا: ''کون ہے؟'' بتایا: ''میں ابن حرارۃ ہوں''، پھر پوچھا: ''کیا کام ہے؟'' تو میں نے اپنی ماں کے متعلق بتایا: ''وہ اپاہج ہیں چل پھر نہیں سکتیں آپ دعا فرمائیں۔'' یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تمہاری ماں سے زیادہ ہم خود دعا کے محتاج ہیں، ان سے کہو ہمارے لئے دعا کریں۔'' جب علی بن حرارۃ گھر واپس لوٹے تو اپنی والدہ کو بالکل ٹھیک ٹھاک چلتا پھرتا پایا۔''

میمون بن اصبح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''میں بغداد میں تھا جب حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوڑے لگائے جا رہے تھے، تو یہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوڑوں کی مار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمر بند ٹوٹ گیا اور پائجامہ نیچے کو آنے لگا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے، اس حال میں ایک عجیب کرامت ظاہر ہوئی کہ تمام اہل بغداد حیران رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ستر کھلتا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہونٹ ہلنے لگے۔ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پائجامہ خود بخود اوپر چڑھ گیا اور کمر بند ٹوٹنے کے باوجود پائجامہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ستر کو نہ دیکھ سکا۔''

حبِ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بھی حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ چُور چُور نظر آتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل و دماغ ہر وقت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مہکی مہکی ذاتِ پُر انوار میں گم رہتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا۔ جسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی متاعِ جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ کبھی اسے بوسہ دیتے، کبھی آنکھوں سے چومتے اور کبھی بیمار ہوتے تو اس موئے مبارک کو پانی میں ڈال کر وہ پانی پی جاتے اور شفا پاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر ہر عمل حبِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی منہ بولتی تصویر ہے۔

فتنہ خلق قرآن کیا تھا؟

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نظریہ تھا کہ قرآن کلام اللہ ہے،

لہٰذا صفتِ الٰہی ہے، اسے مخلوق نہیں مانا جا سکتا۔ اگر یہ حادث ہو تو اللہ عزوجل کی ذات محل حوادث بن جائے گی جو کہ محال ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عقیدے کے باعث طرح طرح کے مصائب اور ابتلاء کا شکار ہونا پڑا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درس اور افتاء سے روک دیا گیا اور گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا، جہاں روزانہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حساب کوڑے مارے جاتے۔ ایک جلاد جب کوڑے مار مار کر تھک جاتا تو دوسرا جلاد آجاتا اسی طرح بار بار جلاد بدلتے رہتے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس عقیدے پر صبر و استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہتے ہوئے کوڑوں کی ضرب سہتے رہتے یہاں تک کہ **56** برس کی عمر کو پہنچے شباب اور جوانی کی طاقت نہ رہی جسم پر بڑھاپے کا ضعف طاری ہو گیا، لیکن اس کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عقیدہ قرآن کلام اللہ پر ڈٹے رہے اور یہ کوڑے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ یہاں تک کہ فرقہ معتزلہ کا زور ٹوٹا تو پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوکل باللہ کے دورِ حکومت میں جیل سے رہا کئے گئے۔

بلند مقام :

حدیث و فقہ کے امام و بے تاج بادشاہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی علمیت، عبادت و پرہیز گاری اور حرمتِ قرآن کی پاسبانی کے باعث بڑے بڑے فقہاء و علماء و محدثین کی نظر میں قابلِ تحسین قرار دیئے گئے۔ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''میں بغداد سے مصر روانہ ہوا تو امام احمد سے بڑھ کر کوئی صاحبِ فقیہہ و صاحبِ علم متقی بغداد میں موجود نہ تھا۔''

حضرت سیدنا ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس آخرت کی مجلس تھی جس میں کبھی بھی کوئی دنیا کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔''

حضرت سیدنا ابو داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مزید فرماتے ہیں: ''میں نے **2** سو علماء سے استفسار کیا، لیکن ان میں امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثل کوئی نہ دیکھا، کبھی عام دنیاوی کلام نہ فرماتے بلکہ ہمیشہ علمی موضوع پر ہی مصروفِ گفتگو رہتے۔''

ہلال بن علاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''خلقِ قرآن کے فتنے میں اگر امام

احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑے کی سزا پانے کے باعث حق پر ثابت قدم نہ رہتے تو ہزاروں مسلمان کافر ہو جاتے۔ اللہ عزوجل امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے کوڑوں کی مار برداشت کر لی اور حق پر ثابت قدم رہ کر ساری امت کو گمراہی سے بچالیا۔"

حافظ ابو رعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وفن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔" قتیبہ بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "اگر امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو دنیا سے تقویٰ اٹھ جاتا۔" اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اگر اسلام کی خاطر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیاں نہ ہوتیں تو آج ہمارے سینوں میں اسلام نہ ہوتا۔"

حفظ حدیث اور اس کے جمع واحاطہ میں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوجِ کمال پر فائز ہوئے اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلے میں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تکالیف برداشت کیں اس نے لوگوں کے دل جیت لیے۔ لوگوں کے دلوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بے پناہ ادب واحترام اور چاہت ومحبت وخلوص کے جذبات پیدا ہو گئے، چنانچہ سب نے بلا اختلاف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام اہل سنت قرار دیا۔

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان ہی دینی خدمات اور صبر و استقامت کے صلے میں اللہ عزوجل نے انہیں انعام واکرام سے نوازا۔ حشیش بن ورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: "میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو میں نے پوچھا: "حضور احمد بن حنبل کا کیا حال ہے؟" تو فرمایا: "عنقریب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تشریف لاتے ہیں ان سے پوچھنا" جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے ان سے پوچھا "اے اللہ عزوجل کے نبی، احمد بن حنبل کا کیا حال ہے؟" فرمایا: "انہیں عیش وراحت اور تنگی وتکلیف میں مبتلا کیا گیا لیکن ہر حال میں ان کو صدیق پایا گیا۔ پس ان کو صدیقین کے ساتھ ملا دیا گیا۔"

امام مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد انہیں خواب میں دیکھا کہ انہوں نے سبز رنگ

کے دو حلے پہنے ہوئے ہیں پیروں میں چمکتے ہوئے سونے کی دو نعلین ہیں، جن کے تسمے سبز زمرد کے ہیں اور سر پر جواہر سے مرصع ایک تاج ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ناز سے چل رہے ہیں۔ میں نے پوچھا: ''اے ابوعبداللہ! یہ کیسی چال ہے؟'' فرمایا: ''اللہ عزوجل نے مجھے بخش دیا ہے، اپنی جنت میں داخل کرلیا، میرے سر پر تاج رکھا اور اپنا دیدار مجھ پر مباح کردیا اور فرمایا اے احمد! یہ تیرے القرآن کلام اللہ غیر مخلوق کہنے کا صلہ ہے۔''

احمد بن محمد کندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: ''ربِ کریم نے میری مغفرت فرمادی اور مجھ سے فرمایا: ''اے احمد بن حنبل تو نے میری رضا کے لئے کوڑوں کی سزا برداشت کی اور صبر کیا، تو اب میرے جمالِ پاک کا دیدار کرلے، میں نے تیرے لیے اپنا دیدار مباح کردیا۔''

وصال :

فتنۂ خلق قرآن میں مبتلا ہونے کے بعد **21** سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات رہے مگر کوڑے کھانے سے جو تکلیف پہنچی تھی وہ آخر عمر تک باقی رہی بالآخر **77** سال کی عمر میں **241**ھ میں شہرِ بغداد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر سن کر ہر طرف تہلکہ مچ گیا۔ لوگ ڈھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ عبداللہ بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ میں **8** لاکھ **60** ہزار اور بعض کے نزدیک **20** لاکھ افراد شریک ہوئے اور اس جنازہ و دفن کے منظر سے متاثر ہوکر **20** ہزار یہودی، نصرانی اور مجوسی مسلمان ہوگئے۔'' ابو الحسن بن زاعولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے: ''حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے **230** برس بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے ساتھ جعفر بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے قبر کھودی گئی، تو اتفاق سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر بھی کھل گئی۔ لوگوں نے دیکھا کہ **230** برس گزر جانے کے باوجود امام حضرت سیدنا احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفن صحیح و سالم اور جسم تروتازہ تھا۔'' (سبحان اللہ)

5......... حضرت سیدنا امام محمد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا نام ابو عبداللہ محمد بن حسن شیبانی ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ 132ھ میں عراق کے شہر واسطہ میں پیدا ہوئے اور پرورش کوفہ میں پائی۔ شیبانی کہلانے کی وجہ بعض علماء کے نزدیک یہ ہے کہ یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کا نام ہے، بعض کے نزدیک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد بنو شیبان کے غلام تھے اسی لئے شیبانی کہلائے جاتے ہیں۔

(تاریخ بغداد ج 2 ص 172)

تحصیل علم :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم و تربیت کا آغاز شہر کوفہ سے ہوا، جہاں انہوں نے سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے علاوہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سفیان ثوری، حضرت عمرو بن دینار، حضرت مسعر بن کدام، حضرت امام اوزاعی اور حضرت ربیعہ بن صالح وغیرہ سے بھی استفادہ کیا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حاصل کرنے کا انتہائی شوق تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں: ''مجھ کو اپنے والد کی میراث میں سے 30 ہزار درہم ملے تھے، ان میں سے 15 ہزار میں نے علمِ نحو، شعر و ادب اور لغت وغیرہ کی تعلیم و تحصیل پر خرچ کئے اور بقیہ 15 ہزار حدیث و فقہ کی تعلیم و تکمیل پر۔''

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کے نہایت لائق و ہونہار شاگرد تھے تقریباً 4 سال تک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علوم دینیہ میں استفادہ کیا سفر ہو یا حضر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہتے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری دی اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ فقہ کے ساتھ علمِ حدیث کی لگن و شوق کی خاطر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام مالک بن اَنَس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درسِ حدیث حاصل کیا۔ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں: ''میں 3 سال سے زیادہ عرصہ تک حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہا اور ان سے 700 سے زیادہ احادیث کا سماع کیا۔''

(لسان المیزان ج 5 ص)

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ میں حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام مالک، سیدنا مالک بن اَنَس کے علاوہ حضرت معصر بن کدام، حضرت سفیان ثوری، حضرت عمرو بن دینار، حضرت اوزاعی، حضرت ربیعہ، حضرت عمر بن فدا، حضرت مالک بن مغول، حضرت بکیر بن عامر وغیرہ شامل ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تاریخ بغداد ج 2 ص 172، لسان المیزان 5 ص 121 تہذیب الاسماء)

تلامذہ :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی قابلیت و مہارت کے سبب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور دور تک شہرت پھیل گئی، جس کی بناء پر دنیا کے گوشے گوشے سے طالبانِ علم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔ ان سب کا ذکر تو ناممکن ہے البتہ چند کے نام بیان کئے جاتے ہیں۔ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ میں محمد بن ادریس شافعی، ہشام بن عبیداللہ رازی، ابوسلیمان جوزجانی، ابوعبید القاسم بن سلام، اسماعیل بن توبہ، علی، بن مسلم، ابوحفص کبیر، خلف بن ایوب وغیرہ شامل

ہیں۔ الغرض حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ بے شمار ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درس میں اس کثرت سے طلبہ وسامعین شرکت کرتے کہ کوفے کی تمام سڑکیں اور راستے بند ہو جاتے تھے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تاریخ بغداد، لسان المیزان)

علمی خدمات :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام زندگی درس وتدریس میں بسر کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام وقت علمی مشاغل میں صرف کرتے آئمہ حنفیہ میں حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جن کی تعداد ایک ہزار ہے اور ایک لاکھ سے زائد مسائل مستنبط کیے۔

ذھانت و قابلیت :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ذہانت اور علمی قابلیت ومہارت میں بے مثال و یکتا ہیں۔ اپنی اسی ذہانت ومہارت کے سبب بڑے پیچیدہ مسائل کو بھی آسانی کے ساتھ حل فرمالیا کرتے تھے۔

مجاشع بن یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: ''میں مدینہ منورہ میں سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے سوالات پر فتوے دے رہے تھے۔ اتنے میں وہاں حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اس وقت ان کی عمر بہت کم تھی۔ انہوں نے حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا: ''اس جُنبی شخص کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں کہ جو مسجد کے سوا کہیں پانی نہ پائے؟'' حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''مسجد میں ناپاک آدمی داخل نہیں ہوسکتا۔'' حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: ''پھر وہ کیا کرے جبکہ نماز کا وقت جا رہا ہو اور وہ مسجد میں پانی بھی دیکھ رہا ہے۔'' حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار یہی فرما رہے تھے کہ ناپاک آدمی مسجد میں نہیں جاسکتا۔ جب امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار یہی سوال دوہرایا تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: ''آخر تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''اُسے تیمم کرنا چاہیے اور مسجد میں جا

کر پانی باہر لانا چاہئے اور غسل کرنا چاہئے۔'' حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جواب کو بہت سراہا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا قربِ خاص عطا فرمایا۔''

محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسائلِ فقہیہ اور شرعیہ کے استنباط و استخراج اور تدوین و تربیت میں مشغولیت کا یہ عالم تھا کہ گھر والوں کو اپنا ایک وکیل دے رکھا تھا اور فرمادیا تھا کہ جو کچھ مصارف ہوں ان سے لے لیا کرو اور مجھے دین کی خدمت کے لئے چھوڑ دو۔''

ایک بار خلیفہ ہارون الرشید نے حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''میں نے زبیدہ سے کہا: ''میں امام عادل ہوں اور امام عادل جنت میں ہوتا ہے۔ زبیدہ نے پلٹ کر کہا نہیں تم ظالم و فاخر ہو اور جنت کے اہل نہیں ہو۔'' حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ہارون الرشید سے کہا: ''کبھی گناہ کے وقت یا گناہ کے بعد تم کو خوفِ خدا لاحق ہوا؟'' ہارون الرشید نے کہا: ''خدا عزوجل کی قسم! مجھے گناہ کے بعد اللہ عزوجل کا بے حد خوف ہوتا ہے۔'' تو حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''تم 2 جنتوں کے وارث ہو کیونکہ اللہ عزوجل خود قرآنِ پاک میں فرماتا ہے۔ جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اللہ عزوجل اس کو 2 جنتیں عطا فرماتا ہے۔''

(مناقب کروزی ج 2 ص 158)

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاگردی اختیار کرنے کی اجازت طلب فرمائی تو حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''پہلے قرآن حفظ کرو پھر آنا۔'' 7 دن بعد پھر حاضر ہوئے، حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں نے کہا تھا، پہلے قرآن حفظ کرو پھر آنا۔'' تو حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: ''میں نے قرآن مجید حفظ کر لیا ہے۔'' سبحان اللہ عزوجل 7 دن میں حفظِ قرآن کی سعادت انکی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

تصانیف:

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصانیف کے ذریعے سب سے

زیادہ حنفی مذہب کی اشاعت فرمائی اسی لئے فقہائے حنفیہ کی تاریخ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب **محرر المذہب** (مذہب کا لکھنے والا) ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً **1** ہزار کتب تصنیف فرمائیں، جو سب علومِ دینیہ سے متعلق ہیں۔ ان سب کا نام یہاں ذکر کرنا تقریباً ناممکن ہے، البتہ چند مشہور تصانیف کے نام بیان کئے جاتے ہیں؛۔ حدیث کے موضوع پر لکھی گئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سب سے پہلی تصنیف **مؤطا امام محمد**، دوسری کتاب جو حدیث پر تصنیف فرمائی وہ **کتاب الآثار** ہے، حدیث پر ایک اور مشہور تصنیف **کتاب الحج**، علم فقہ میں حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے ضخیم تصنیف **مبسوط** ہے جو کہ **6** جلدوں میں **3** ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں **10** ہزار سے زیادہ مسائل مذکور ہیں، فقہ کے موضوع پر دوسری کتاب **الجامع الکبیر** اور فقہ کی تیسری تصنیف **الجامع الصغیر** ہے، جس میں **1536** مسائل موجود ہیں۔ علمِ فقہ پر لکھی گئی چوتھی تصنیف **السیر الصغیر**، پانچویں تصنیف **السیر الکبیر** ہے۔ ظاہر الروایۃ میں حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی تصنیف "**زیادات**" کے نام سے ہے۔ اس کے علاوہ فقہ کے موضوع پر لکھی گئی متعدد کتابوں کے نام یہ ہیں؛

☆ "الاحتجاج علی املک"،

☆ الالکتساب فی الرزقِ المستطاب،

☆ الجرجانیات،

☆ الرتیات فی المسائل،

☆ عقائد الشیبانیہ،

☆ کتاب الاصل فی الفروع،

☆ کتاب الکراہ،

☆ کتاب الحیل،

☆ کتاب السجلات،

☆ کتاب الشروط،

☆ کتاب الکسب،

☆ کتاب النوادر،

☆ الکیسانیات،

☆ مناسک الحج،

☆ انوار الصیام،

☆ الھارو وغیرہ"

تعریفی کلمات:

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وحکمت کا وہ روشن ودرخشاں ستارہ ہیں کہ جن کی علمی مہارت وقابلیت وذہانت مطانت، زہد وتقویٰ پر بڑے بڑے علماء وفقہہ نے انھیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "علمِ فقہ میں مجھ پر سب سے بڑا احسان حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور میں نے حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی فصیح اللسان نہیں دیکھا اور جب میں انھیں قرآن پڑھتا ہوا دیکھتا ہوں تو لگتا ہے کہ جیسے قرآن ان کی زبان پر اترا ہے۔" امام حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دیافت کیا کہ آپ اتنے باریک وگہرے مسائل کہاں سے بیان فرماتے ہیں؟" تو انہوں نے فرمایا: "یہ سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کا فیض ہے۔"

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریری فرماتے ہیں: "ایک بار ابنِ اکثم نے یحییٰ بن صالح سے کہا: "آپ امام مالک بن انس اور امام محمد بن حسن دونوں کی خدمت میں رہے ہیں، ان دونوں میں کون زیادہ فقیہہ تھا۔" تو یحییٰ بن صالح نے بغیر کسی تردد کے جواب دیا: "امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ فقیہہ تھے"۔

ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے محمد بن حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے زیادہ کوئی صاحبِ عقل نہیں دیکھا۔" حرملۃ بن یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: "حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "جب امام محمد

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی مسئلہ پر تقریر کرتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا گویا ان پر قرآن نازل ہو رہا ہے۔'' نیز فرمایا: ''اگر یہود و نصاریٰ امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتب کا مطالعہ کریں تو فوراً مسلمان ہو جائیں۔''

مولانا فقیر محمد جہلمی نے یہ واقعہ لکھا ہے: ''عیسائیوں کے ایک عالم نے متعدد مسلمان علماء سے تبادلہ خیال کیا لیکن وہ شخص مسلمان نہیں ہوا اتفاق سے اس نے حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ علیہ کی **جامع الکبیر** کا مطالعہ کیا تو فوراً مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا اگر یہ شخص پیغمبری کا دعویٰ کر کے اپنی اس کتاب کو دلیل قرار دے تو کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میں نے سوچا جس کے امتیوں کی یہ شان ہے تو اس نبی کا خود علم میں کیا مقام ہوگا۔''

(تاریخ بغداد، حدائق حنفیہ)

شخصیت، سیرت و کردار:

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد خوبصورت شخصیت اور حسین چہرے کے مالک تھے۔ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی شاگردی میں لینے سے قبل ان کے والد سے فرمایا کہ اس کے بال منڈوا دو۔'' لیکن منڈوانے کے بعد ان کا حسن اور بھی دمکنے لگا۔ ابونواس نے اس موقعہ پر یہ اشعار کہے؛

لوگوں نے ان کا سر منڈوا دیا کہ ان کی خوبصورتی کم ہو
انکے چہرے میں صبح بھی تھی اور رات بھی
رات کو انہوں ہٹا دیا
صبح تو پھر بھی باقی رہی

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمی کمالات و قابلیت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ تقویٰ و دینداری میں بھی بہت بلند نظر آتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد عبادت گزار تھے۔ رات کے تین حصے کرتے، ایک حصہ میں عبادت، ایک حصہ میں مطالعہ کرتے اور باقی ایک حصہ میں آرام کیا کرتے تھے۔

حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں: ''ایک رات میں امام

محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ٹھہرا، میں ساری رات نفل پڑھتا رہا اور حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ چارپائی پر لیٹے رہے۔ صبح حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا: ''تم نے ساری رات اپنے نفس کے لئے عمل کیا اور نفل پڑھے اور میں نے تمام رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے عمل کیا اور کتاب اللہ سے مسائل کا استنباط کرتا رہا اور آج رات میں نے 1 ہزار سے زائد مسائل کا استخراج کیا ہے۔'' حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ سن کر میں نے اپنی شب بیداری پر حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شب بیداری کو ترجیح دی''۔

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت نرمی و شفقت اور خندہ پیشانی سے سائل کے مسائل کا حل بیان فرماتے اور اُسے ہر طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کرتے۔ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے جس سے بھی کوئی مسئلہ پوچھا تو اس کی تیوری پر بل آ گئے ماسوائے حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، ان سے جب بھی کوئی مسئلہ پوچھا انہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے وہ مسئلہ حل کیا۔''

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت کا اثر تھا کہ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقویٰ و توکل و غنا میں بھی کمال رکھتے تھے۔ امام ابوعبید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ہم ایک بار امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں خلیفہ ہارون الرشید آ گیا۔ سب لوگ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے مگر حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے نہیں ہوئے بلکہ بیٹھے رہے۔ خلیفہ دوبارہ دروازے سے نکل کر واپس داخل ہوا تاکہ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو جائیں اور خلیفہ کو خفت نہ اٹھانی پڑے مگر پھر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے رہے۔ خلیفہ نے شرمندہ ہو کر پوچھا: ''جب تمام مجلس میرے لئے کھڑی ہو گئی ہے، تو آپ کیوں نہیں کھڑے ہوئے۔'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اے ہارون! یاد رکھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ ہے، ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے لئے قیام میں کھڑے رہا کریں اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیا۔'' خلیفہ پر اس جواب سے بڑی ہیبت سوار ہوئی اور اس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سا مال نذرانے میں پیش کیا جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکھ لیا، مگر جیسے

ہی خلیفہ باہر نکلا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سب تقسیم فرما دیا۔

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق گوئی اور بے باکی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اور اظہارِ حق میں کسی مصلحت کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احباب کے بے حد اصرار پر عہدہ قضاء (چیف جسٹس) پر متمکن ہوئے اور جتنا عرصہ رہے بلا جھجک حق گوئی کو اپنائے رکھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے: ''عبداللہ نامی ایک شخص کو خلیفہ ہارون الرشید پہلے امان دے چکا تھا، بعد میں کسی وجہ سے خلیفہ اس شخص پر غضبناک ہوا تو اس کو قتل کرنا چاہا۔ چنانچہ اپنے اس مذموم فعل پر شرعی جواز کا تحفظ حاصل کرنے کے لئے خلیفہ نے تمام قاضیوں کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ سب نے خلیفہ کی مرضی کے مطابق فیصلہ دے دیا لیکن حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے اختلاف کیا اور برملا فرمایا: ''عبداللہ کو جو امان دی جا چکی ہے وہ صحیح ہے اور اس امان کو توڑنا اور اس کو قتل کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔''

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بے باکی و حق گوئی کے سبب خلیفہ برہم ہو گیا۔ لیکن حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق کی راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو عبور کر جاتے تھے اور اپنے دل میں خالص اللہ عزوجل کا خوف رکھتے اور مخلوق کی ناراضگی کو بھی خاطر میں نہ لاتے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دیئے گئے اس فیصلہ کے ردِعمل کو قبول کرنے کے لئے تیار تھے۔ لہٰذا اس حق گوئی کی پاداش میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدۂ قضاء سے ہٹا دیا گیا اور افتاء سے بھی روک دیا گیا یہاں تک کہ ہارون الرشید کی بیوی اُمِ جعفر کے توسط سے کچھ عرصے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افتاء کی اجازت مل گئی اور خلیفہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ بھی پیش کر دیا۔

وصال :

حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دوبارہ عہدہ قضاء سنبھالا تو ایک مرتبہ خلیفہ انہیں اپنے ساتھ ایران لے گیا جہاں مقامِ رے میں بنویہ نامی بستی میں حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا اور یوں اپنی عمر فقہی تحقیقات اور مسائل کے

استنباط واستخراج میں صرف کرتے ہوئے 58 برس کی عمر میں 189ھ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔

اتفاق ہے کہ دنیائے نحو کے امام الکل امام کسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی دن اور ایک جگہ فوت ہوئے۔ خلیفہ ہارون الرشید نے دونوں کی تدفین کے بعد کہا کہ آج میں نے فقہ اور نحو دونوں کو ایران کی زمین میں دفن کر دیا۔

الغرض حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی علمی جلالت ومہارت، کثرتِ عبادت و تقویٰ کے سبب بڑے عابد وزاہد مشہور تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باکرامت وصاحبِ ولایت تھے کہ عام طور پر لوگ انہیں اولیائے ابدال سمجھتے تھے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔

روایت ہے کہ بعدِ وصال کسی نے حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نزع کے وقت کیا حال تھا؟'' تو حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میں اس وقت ایک فقہی مسئلہ پر غور کر رہا تھا، مجھے روح نکلنے کی کچھ خبر نہیں ہوئی۔'' (سبحان اللہ عزوجل)

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمویہ نامی ایک بہت بڑے بزرگ (جن کا شمار ابدال میں ہوتا ہے) سے ایک روایت نقل کرتے ہیں: ''وہ فرماتے ہیں؛ ''میں نے محمد بن حسن کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اے عبداللہ آپ کا کیا حال ہے؟ '' تو انہوں نے جواب دیا: ''اللہ عزوجل نے مجھ سے فرمایا'' اگر تمہیں عذاب دینے کا ارادہ ہوتا تو میں تمہیں یہ علم نہ عطا فرماتا''، پھر میں نے پوچھا: ''ابو یوسف کا کیا حال ہے۔'' تو فرمایا: ''مجھ سے درجے میں بلند ہیں۔'' پھر پوچھا: ''اور ابوحنیفہ؟'' کہا: ''وہ ہم سے بہت زیادہ بلند درجوں پر فائز ہیں۔''

(تاریخ بغداد ج 2 ص 171)

غرض یہ کہ حضرت سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلیل زندگی میں اتنے رسیدہ و دقیق علمی کارنامے انجام دیئے اور اپنی قابلیت ومہارت وکمالات سے علومِ دینیہ کے سمندر جاری کر دیئے کہ جس سے تشنگانِ علم رہتی دنیا تک اپنی پیاس بجھاتے اور سیراب ہوتے رہیں گے۔

6........حضرت سیدنا امام طحاوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابوجعفر، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ونسب احمد بن سلامہ بن عبدالمالک بن سلمۃ بن سلیم بن جناب ازدی المصری الطحاوی الحنفی ہے۔ مصر میں وادی طحانام کا ایک گاؤں ہے، اس میں پیدا ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طحاوی کہلاتے ہیں۔ قبیلہ زاد سے نسبت ہونے کی وجہ سے نام کے آگے ازدی لگایا جاتا ہے اور چونکہ مصر کے فقہائے حنفیہ کے اماموں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار ہوتا تھا اور فقہ وحدیث میں ان کی مہارت اور امامت پر تمام علماء کرام متفق ہیں، اس لئے حنفی کہا جاتا ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سنِ ولادت 239ھ بیان فرمایا ہے، یعنی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیسری صدی کے عظیم محدث اور فقیہہ تھے۔

حصول علم :

حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور ابراہیم مذنی کے بھانجے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں ابوابراہیم مذنی سے حاصل کرنی شروع کی، جو شافعی مذہب کے مقلد تھے، مگر حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتابوں کا مطالعہ کثرت سے کرتے تھے لہٰذا جلد ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ مسلکِ شافعیت سے ہٹ کر مسلکِ حنفیت کی طرف مبذول ہوگئی۔ چنانچہ 268ھ میں مصر کے مشہور ومعروف استاذ العلماء ابوجعفر حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں جا کر علمِ فقہ حاصل کرنے لگے۔ مصر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شام چلے گئے اور وہاں کے قاضی القضاۃ ابوخازم عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کرنے بعد مصر چلے آئے اور وہاں کے باقی مشائخ وعلماء سے علم حاصل کیا، یہاں تک کہ اپنی ایک درس گاہ قائم کر لی اور درس وتدریس کا سلسلہ

شروع ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مذہبِ حنفی کے مقلد بن گئے۔

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ میں سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماموں ابو ابراہیم مزنی تھے، جو حضرت سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد و مقلد تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رخ شافعیت سے حنفیت کی طرف منتقل ہوا اور مسلکِ حنفیہ سے وابستہ اساتذہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقی تعلیم حاصل کی۔ ان اساتذہ وعلماء کے نام یہ ہیں۔ مصر کے ابو جعفر احمد بن ابی عمران، موسیٰ بن عیسیٰ جو کہ فقہ حنفی میں زبردست مہارت رکھتے تھے اور آپ کا سلسلہ 2 واسطوں سے حضرت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مل جاتا ہے۔ اس لئے حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حضرت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متصل سند یوں بیان کی جاتی ہے، احمد بن ابی عمران عن محمد بن سماعۃ عن ابی یوسف عن ابی حنیفہ۔

اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ میں شام کے قاضی القضاۃ ابو حازم عبد المجید حنفی ہیں۔ اس کے علاوہ مصر کے جن مشائخ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمِ حدیث حاصل کیا ان میں سلیمان بن شعیب کیسانی، ابو موسیٰ یوسف بن عبد الاعلیٰ المزنی، ہارون بن سعید ایلی، بکار بن قتیبہ، ابراہیم بن ابی داؤد انسر، عبد الغنی بن رفاعۃ، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم وغیرہ شامل ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تلامذہ :

حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی علمی مہارت اور فقہ وحدیث میں زبردست دسترس حاصل ہونے کی وجہ سے جلد ہی اپنی ایک دینی درس گاہ قائم کی، جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی شہرت اس قدر عروج پر پہنچی کہ دور دراز سے طلباءِ علم کی پیاس بجھانے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آتے اور سیراب ہوتے۔ جن بے شمار تشنگانِ علم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علمی استفادہ حاصل کیا، ان میں سے چند کے نام یہ ہیں،

''ابو محمد عبد العزیز بن محمد التمیمی الجوہری، حافظ ابو بکر محمد بن ابراہیم بن علی المقری، ابو الحسن علی بن احمد طحاوی، حافظ بن قاسم بن عبد اللہ البغدادی المعروف بابن الخشاب، ابو

القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی صاحب المعجم، ابوبکر علی بن سعدویہ البروعی، حافظ ابو بکر بن جعفر بن الحسین بغدادی، میمون بن عمرہ العبیدی، ابوالقاسم مسلمۃ بن القاسم بن ابراہیم القرطبی، حافظ ابوسعید عبدالرحمٰن بن محمد بن یونس مصری، ابوالحسن محمد بن احمد اجفینی، قاضی ابنِ ابی العوام اور حسن بن قاسم بن عبدالرحمٰن المصری وغیرھم۔" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تصانیف:

اپنی دیگر تعلیمی و تدریسی گوناگوں مصروفیات کے باوجود حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی بڑی ضخیم و مفید معلوماتی شاندار کتب تصنیف کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کو ہر دور میں سراہا گیا۔ تقریباً تمام موضوعات مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، کلام، تاریخ، رجال اور مناقب وغیرہ پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلم اٹھایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف کردہ کتابوں میں

☆ احکام القرآن،
☆ شرح معانی الآثار،
☆ مشکل الآثار،
☆ کتاب الشروط،
☆ اختلاف العلماء،
☆ الشروط صغیر،
☆ الشروط الاوسط،
☆ کتاب النوار الحکایات،
☆ مختصر الطحاوی فی الفقہ،
☆ حکم عرض مکہ النوادر،
☆ فقیہہ حکم الغنی و غنائم،
☆ نقض کتاب المدالنین،
☆ کتاب الشربہ، الروعی،
☆ عیسیٰ بن ابان،

☆ الردعلی ابی عبید،
☆ اختلاف الروایات،
☆ الروایه شرح الجامع الکبیر،
☆ اشرح الجامع الصغیر،
☆ کتاب المحاضر السجلات،
☆ کتان الوصایا و الفرائض،
☆ کتاب التاریخ الکبیر،
☆ اخبار ابی حنیفیه،
☆ عقیده اطحاوی،
☆ تسویه بین اخبر نا و حد ثنا،
☆ سنن الشافعی اور
☆ صحیح الا آثار شامل ہیں۔

علمی مقام :

سلف صالحین میں جو حضرات حدیث اور فقہ دونوں میں یکساں مہارت رکھتے ہیں اور سند کی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں سے ایک حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔محدثین ان کو حافظ اور امام کہتے ہیں اور فقہاء نے ان کو مجتہد منتخب قرار دیا۔سمعانی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذہین اور ثقہ شخصیت کے مالک تھے اور ان کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا کوئی نہ آسکا۔'' امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق حافظ ابو شرازی کی رائے ہے: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی ریاست کے منتہا ہیں۔'' شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ثقہ، نبیل اور حدیث کا مسکن قرار دیا۔امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حدیث اور فقہ میں امام علوم دینیہ کے ماویٰ اور احادیث کے ملجاء سمجھتے تھے۔حافظ ابنِ عبدالبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوفیوں کی روایت اور مسائلِ فقیہہ کی سب سے زیادہ

معرفت رکھتے تھے اور تمام مذاہبِ فقہا کے عالم تھے۔''

اتقانی نے کہا: ''مذہبِ حنفیت تو الگ رہا، امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مثال کسی مذہب میں نہیں ملتی۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی مہارت وتقویٰ کی وجہ سے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے حد عزت واحترام کیا کرتے تھے۔ امراء واکابر سلطنت ہوں یا عوام ہر ایک کے دل میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے عقیدت تھی۔ عبدالرحمٰن بن اسحاق معمر جو مصر کے قاضی تھے، مگر اس کے باوجود حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ہمیشہ باادب رہتے، ان کے احترام میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔ جب بھی سواری پر سوار ہوتے تو ہمیشہ ان کے سوار ہونے کے بعد سوار ہوتے اور جب سواری سے اترنا ہوتا تو پہلے حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اترتے پھر وہ اترتے، وہ فرماتے ہیں: ''امام طحاوی مجھ سے 11 سال بڑے ہیں، لیکن اگر 11 گھنٹے بھی بڑے ہوتے پھر بھی مجھ پر ان کا ادب واحترام لازم ہے کیونکہ میرا قاضی ہونا اتنا اہم نہیں جسے میں امام طحاوی جیسی شخصیت پر فوقیت دوں۔''

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آکر کہنے لگا: ''ابوعبیدہ بن عبداللہ نے اپنی ماں سے اور انہوں نے اپنے باپ سے کون سی حدیث روایت کی ہے۔'' مجلس میں موجود شرکاء میں کوئی جواب نہ دے سکا تو پھر حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ وہ حدیث بیان کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس مہارت کو دیکھتے ہوئے وہ شخص کہنے لگا: ''پہلے میں نے آپ کو فقہ کے میدان میں دیکھا تھا اور اب حدیث کے میدان میں۔ شاید ہی کچھ لوگ ایسے ہوں جو آپ کی طرح حدیث وفقہ دونوں میں اس طرح مہارت وجامعیت رکھتے ہوں۔''

الغرض حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی بلندی اور اونچے مقام کو دیکھتے ہوئے عوام وخواص سب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعزاز واکرام کیا کرتے تھے۔

انتقال مُنسلک:

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداء

میں مسلک شافعی سے وابستہ تھے۔ لیکن بعد میں شافعیت چھوڑ کر حنفی مسلک اختیار کرلیا۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی اور مولانا فقیر محمد جہلمی حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تبدیلی مسلک کی وجہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابتداءً شافعی المذہب تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دن مسلک شافعی کی کتاب میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو تو عورت کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا۔ جبکہ مذہب ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں پیٹ چیر کر بچہ نکالنا جائز ہے۔'' چونکہ امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیٹ چیر کر نکالے گئے چنانچہ شافعی مسلک کے مطابق مسئلہ پڑھتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے: ''جس مذہب نے مجھے بچالیا، میں اس شخص کے مذہب پر راضی ہوں۔'' چنانچہ شافعیت چھوڑ کر حنفی مسلک اختیار کیا اور حنفیت کے عظیم مجتہد بن گئے اور فقہ حدیث میں امامِ بے نظیر اور فاضلِ بے مثال ہوئے۔

وصال:

حضرت سیدنا امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ وحدیث میں گراں قدر علمی خدمات انجام دیتے ہوئے 82 سال کی عمر میں یکم ذیعقد 321ھ میں وصال فرماگئے اور اتفاق یہ کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''اسی سال مصر میں ان کے شیخ ابوبکر احمد بن عبد الوارث، بغداد میں حافظ سعید بن محمد، ہرات میں ابوعلی احمد بن الباسانی، اصفہان میں ابوعلی الحسن بن محمد اس کے علاوہ محمد بن الحسن ازدی، مکحول، بیرونی، محمد بن نوح نیشاپوری بھی انتقال فرماگئے۔''

7............حضرت سیدنا امام بخاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام محمد کنیت ابو عبد اللہ اس کے علاوہ امیر المومنین فی الحدیث، ناصر الاحادیث النبویہ، ناشر المواریث المحمدیہ، یہ تمام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القابات ہیں، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بخاری ایسا مشہور و معروف ہوا کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی نام سے جانتے پہچانتے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے: ''محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ بخاری جعفی۔''

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پردادا مغیرہ نے اس وقت کے حاکم بخارا ایمان جعفی کے دستِ حق پر اسلام قبول کیا، کیونکہ وہاں کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تو اس کو اسی قبیلے کے نام سے منسوب کرتے تھے چنانچہ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعفی کہلائے۔

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماوراء النہر کے مشہور شہر بخارا میں 13 شوال المکرم 194ھ کو بروز جمعۃ المبارک بعد عصر پیدا ہوئے۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم اسماعیل بن ابراہیم اپنے وقت کے عظیم بزرگ مرد صالح محدث تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مستجاب الدعوات اور حرام تو حرام مشتبہات سے بھی پرہیز کرنے والے تھے۔ وصال کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''میرے پاس جس قدر مال ہے اس میں ایک بھی درہم مشتبہ نہیں ہے۔''

ابتدائی حالات :

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی کم سن ہی تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد کا وصال ہو گیا، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش کی ذمہ داری آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے اٹھائی اور اسی دوران حالتِ کم سنی میں ہی حضرت

سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بینائی جاتی رہی۔ ہر ممکن علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کو بڑا رنج وقلق رہتا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہر وقت اسی غم میں روتی رہتیں اور بینائی واپس آجانے کے لئے دعائیں کرتی رہتیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی عبادت گزار و پرہیز گار خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس قدر گریہ وزاری پر اللہ عزوجل نے اپنی اس ولیہ پر کرم فرمایا۔ ایک رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دیدار سے مشرف ہوئیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"اللہ عزوجل نے تیری گریہ وزاری اور کثرتِ دعا کے سبب تیرے فرزند کو واپس بینا کر دیا۔"

چنانچہ جب وہ صبح اٹھیں تو حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بصارت لوٹ آئی تھی اور ایسی روشنی آئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاند کی روشنی میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔

تحصیل علم:

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد **10** سال کی عمر میں حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمِ حدیث حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وقت کے مشہور محدثین کرام سے علمِ حدیث حاصل کرنے لگے اور اسی سلسلے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے حد لگن، شوق اور جذبے کا مظاہرہ کرتے ہوئے علمِ حدیث حاصل کیا۔ متن کے بعد سند کے ہر ہر راوی کو محفوظ رکھا، یہاں تک کہ ایک سال کے مختصر عرصے میں حدیث کے متن اور سند پر بے مثال وعظیم مہارت حاصل ہوگئی، حتیٰ کہ بعض اوقات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے تصحیح کر لیتے۔ چنانچہ اسی محنت اور لگن سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علومِ دینیہ حاصل کرتے رہے، یہاں تک کہ **16** سال کی عمر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن مبارک وکیع اور دوسرے اصحابِ ابی حنیفہ کی کتابوں کو حفظ کرلیا۔

16 سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی احمد بن اسماعیل اور والدہ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ حج کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی اور والدہ تو واپس آگئے مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید تعلیم کے لئے مکہ معظمہ میں رہنے کا فیصلہ کیا۔

طلبِ علمِ حدیث کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارہا علمی مراکز کا سفر کیا وطن اور اپنوں سے دور علمِ حدیث سے مستفید ہوتے رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں: ''علمِ حدیث کے حصول کے لئے میں دو مرتبہ مصر، دو مرتبہ شام اور چار مرتبہ بصرہ گیا۔ 6 سال حجازِ مقدس میں رہا اور اَن گنت مرتبہ کوفہ و بغداد گیا، اس کے علاوہ واسطہ الجزائر، بلخ، بخارا، مرو، ہرات اور نیشاپور وغیرہ کے بھی متعدد سفر کئے اور علمِ حدیث حاصل کرنے کا شوق پورا کیا۔''

قوتِ حافظہ :

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے مثال قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ اللہ عزوجل نے انہیں قوتِ حافظہ جیسی عظیم نعمت سے وافر مقدار میں نوازا تھا، چنانچہ 10 سال کی عمر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ مدرسے میں جو حدیث سنتے اس کو یاد کر لیتے۔ جلیل القدر محدث حاشد بن اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے لڑکپن کا قصہ بیان کرتے ہیں: ''میں اور میرے ساتھی امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ہم سب سوائے امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام احادیث جو سنتے اور پڑھتے لکھ لیا کرتے۔ ایک دن ہم نے امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: ''اتنے دنوں تم نے احادیث محفوظ نہ کر کے وقت ضائع کیا اور اپنی محنت برباد کی۔'' یہ سن کر امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''اچھا تم سب لوگ اپنی اپنی لکھی ہوئی احادیث لے آؤ۔'' ہم جا کر لکھی ہوئی احادیث لے آئے۔ اس کے بعد حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زبانی سلسلہ وار احادیث ٹھیک متن کے ساتھ سنانی شروع کر دیں، یہاں تک کہ احادیث کی تعداد 15 ہزار تک پہنچ گئی۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوتِ حافظہ کا کمال تھا کہ دورانِ تعلیم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 6 لاکھ احادیث حفظ کر لیں۔

محمد بن حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''ایک بار ہم حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت فریابی کے حلقۂ درس میں بیٹھے تھے۔ فریابی نے ایک حدیث کی سند بیان فرمائی اور سند میں سفیان کے علاوہ باقی تمام راویوں کی کنیت ذکر کی۔ اس کے بعد فریابی نے راویوں کے اصل نام پوچھے، تو پوری مجلس میں خاموشی چھا گئی اور کوئی جواب نہ دے سکا

،آخر کار حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ایک راوی کے نام بیان کرنے شروع کر دیئے ، یہ سن کر وہاں موجود تمام لوگ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے مثال حافظے پر دم بخود رہ گئے۔''

اسی طرح ایک دفعہ سمرقند میں موجود محدثین نے حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حافظے اور علمیت کا امتحان لینے کا فیصلہ کیا، چنانچہ انہوں نے احادیث کی اسناد بدل کر حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مغالطے میں ڈالنا چاہا۔ یمن کی اسناد حرم اور حرم کی اسناد یمن میں، اسی طرح عراق کی شام میں اور شام کی عراق میں مدغم کر دیں اور سات دن تک حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزمائش میں ڈالے رکھا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلطی پکڑ لی اور تمام احادیث کو سند اور متن صاف صاف اور صحیح صحیح بیان کر دیئے۔

سمرقند کی طرح بغداد کے محدثین نے بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابلیت اور حافظے کو پرکھنا چاہا اور متفقہ طور پر یہ طے کیا کہ تقریباً ایک سو احادیث کے متن اور اسناد بدل کر انہیں آزمایا جائے۔ چنانچہ ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں ہزاروں محدثین اور فقہاء اور علمائے کرام اور عوام و خواص کو مدعو کیا گیا۔ جلسہ شروع ہوا اور ایک مقررہ شخص کھڑا ہوا اور اس نے 10 احادیث متن اور سند میں ردوبدل کر کے پڑھی۔ ہر حدیث سن کر حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے میں اس حدیث کو نہیں جانتا، اسی طرح 10 افراد نے باری باری احادیث سند اور متن تبدیل کر کے سنائیں اور حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہی جواب دیتے رہے کہ یہ حدیث نہیں جانتا۔

جب یہ دسوں آدمی بیٹھ گئے تو حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور پہلے 10 احادیث سنانے والے شخص سے فرمایا: ''آپ نے جو پہلی حدیث پڑھی تھی اس کی سند اور متن یہ بیان فرمایا تھا، یہ غلط ہے، صحیح متن اور سند یہ ہے۔'' یہ فرما کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری حدیث مع متن اور سند کے سنا دی پھر دوسری حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور بالترتیب جیسے اس شخص نے حدیث سنائی تھی اسی طرح سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحیح متن اور اسناد سے احادیث سناتے چلے گئے اور 10 احادیث کے بعد دوسری

10 احادیث سنانے والے کی غلط سند اور متن کا ذکر کیا اور بالترتیب 10 احادیث صحیح متن اور اسناد کے ساتھ سنا دیں اور اسی طرح دسوں آدمیوں کی بیان کردہ ایک سو احادیث اسی ترتیب سے سنا دیں۔ وہاں موجود ہر شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوتِ حافظہ اور علمی کمالات کی بلندیوں کو دیکھ کر متحیر رہ گیا۔ تمام مجلس میں تعریف و تحسین کے کلمات آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بلند ہونے لگے اور ہر شخص نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابلیت اور مہارت کا لوہا مان لیا۔

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالمِ اسلام کے تقریباً کونے کونے ہر ہر شہر سے علمِ حدیث حاصل کیا یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ و مشائخ کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اساتذہ و مشائخ کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں:۔

''شہر بخارا کے محمد بن سلام بیکندی، ہارون بن الشعث، محمد بن عروہ، عبداللہ بن محمد مسندی وغیرہ۔ نیشاپور کے بشر بن حکم، اسحاق یحیٰ بن یحیٰ وغیرہ۔ بصرہ کے ابو عاصم النبیل، عبداللہ بن رجاء، عمر بن عاصم، بدل بن محر، محمد بن عبداللہ انصاری، عبدالرحمٰن بن محمد وغیرہ۔ بغداد کے شریم بن نعمان، معلیٰ بن منصور، محمد بن عیسیٰ وغیرہ۔ بلخ کے یحیٰ بن بشر الزاہد قتیبہ، مکی بن ابراہیم وغیرہ۔ کوفہ کے حسن بن عطیہ خلاد بن یحیٰ قصیبہ، خالد بن مخلد، عبیداللہ بن موسیٰ، طلق بن عنام، ابو نعیم وغیرہ۔ مروہ کے معاذ بن اسد، عبدان، صدقہ بن فضل، علی بن شقیق وغیرہ۔ مکہ مکرمہ کے احمد بن محمد ازقی، ابو عبدالرحمٰن مقدی، حمیدی وغیرہ۔ مدینہ منورہ کے عبدالعزیز اویسی، ابو ثابت محمد بن عبداللہ اور مطرف بن عبداللہ وغیرہ۔ مصر کے سعید بن طلید، سعید بن ابی مریم، عمرو بن ربیع اور عبداللہ بن صالح وغیرہ۔ دمشق کے ابو مسہر، ابو النصر وغیرہ۔ واسطہ کے عمرو بن محمد بن عون وغیرہ۔ عسقلان کے آدم بن ابی ایاس وغیرہ۔ قیساریہ کے محمد بن یوسف وغیرہ۔'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تلامذہ :

درس و تدریس کے سلسلے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کی تعداد بصرہ، بغداد

، سمرقند، بخارا، نیشاپور اور عالمِ اسلام کے بہت سے شہروں میں پھیلی ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تمام شہر جو علومِ اسلامیہ کے مراکز کی حیثیت رکھتے تھے، وہاں بے حساب شاگردوں کو علمِ حدیث پڑھایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کی تعداد تقریباً 1 لاکھ کے قریب ہے، جن میں سے کچھ کے نام یہ ہیں:۔

"علی بن عباس، ابو حامد، اعمشی ابو بکر احمد بن محمد، قاسم بن ذکریا مطراز، ابو قریش محمد بن جمعہ، محمد بن سلیمان باغندی، یعقوب بن یوسف، بن احزام، عبداللہ بن محمد بن ناجیہ، سہل بن شازویہ بخاری عمرو بن محمد بجیری، ابو بکر بن ابی دنیا ابو بکر ہزاز، حاشد بن اسماعیل بخاری، محمد بن عبداللہ بن جنید، محمد بن موسیٰ، ابو بکر بن داؤد، ابو القاسم بغوی، ابو محمد بن صاعد، اسحاق بن داؤد، ابراہیم بن موسیٰ، جوہری عبیداللہ بن واصل، محمد بن ہارون حفری، حسین بن عاملی بغدادی وغیرھم۔" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشائخ میں سے جنہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احادیث روایت کی ان میں سے عبداللہ بن محمد مسندی، محمد بن خلف بن قتیبہ، اسحاق بن محمد سرماوی، عبداللہ بن میسر، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاصرین میں ابو بکر بن اعین، موسیٰ بن ہارون جمال، ابو زرعہ، محمد بن عبداللہ بن مطین، ابو حاتم رازیان، اسحاق بن احمد بن زیرک فارسی، ابراہیم حربی، محمد بن قتیبہ بخاری، ابو بکر بن ابی عاصم اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اکبرین میں ابو عیسیٰ ترمذی، امام مسلم، ابو عبدالرحمٰن نسائی، ابو الفضل احمد بن سلمہ، ابو بکر بن اسحاق بن خزیمہ، محمد بن نصر مروزی، سلیم بن مجاہد وغیرھم شامل ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تصانیف:

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ احادیث کی تلاش، جستجو اور روایت کرنے میں گزارا۔ لیکن اس گوناگوں مصروفیت کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافی تصانیف چھوڑی ہیں۔ جن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور و معروف

☆ **كتاب الجامع الصحيح بخاری،**

☆ **كتاب الضعفاء،**

☆ كتاب الشربه،
☆ كتاب الكبير،
☆ كتاب الوحدان،
☆ التاريخ الكبير،
☆ كتاب الكنى،
☆ كتاب الهبه،
☆ التفسير الكبير،
☆ كتاب المبسوط،
☆ التاريخ الاوسط،
☆ الادب المنفرد،
☆ كتاب العلل،
☆ المسند الكبير،
☆ كتاب الفوائد،
☆ التاريخ الصغير،
☆ جزاء رفع اليدين،
☆ برالوالدين،
☆ خلق افعال العباد،
☆ اسامی صحابه،
☆ جزا القراة،
☆ خلف الامام،
☆ قفايه الصحابه و التابعين وغیر شامل ہیں۔

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں معرکۃ الآرا تصانیف کا سلسلہ شروع کیا۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف خصوصاً **صحیح بخاری** پر اللہ عزوجل کی رحمتیں اور تجلیات چھما چھم برس رہی ہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ ابوزید مروزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک بار میں بیت الحرم میں سورہا تھا کہ خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''ابوزید شافعی کی کتابیں کب تک پڑھتے رہو گے میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟'' میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ عزوجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! آپ کی کتاب کون سی ہے؟'' فرمایا: ''محمد بن اسماعیل بخاری کی **الجامع**۔''

یہی نہیں بلکہ علماء ومحدثینِ کرام فرماتے ہیں: ''مصائب وسختی سے نجات، مرض سے چھٹکارے اور حاجت روائی کے لئے بخاری شریف کا پڑھنا قبولیتِ دعا کا سبب ہے۔ بخاری شریف جس مصیب کے لئے پڑھیں وہ دفع ہوگی۔ جس مکان میں بخاری شریف ہوگی وہ جلنے سے محفوظ رہے گا۔ جس کشتی میں ہوگی وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی۔''

علمی مقام:

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم الاسلام کے مشائخِ عظام سے خراجِ تحسین وصول کیا اور علمِ حدیث میں امام الدنیا، شیخ الاسلام، امیر المومنین فی الحدیث کے القابات حاصل کئے۔ امام مسلم بن الحجاج قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر بوسہ دے کر عرض کیا: ''یا استاذ الاستاذین یا سید المحدثین و یا طبیب الحدیث آپ مجھے اپنے پاؤں چھونے کی اجازت عطا فرمائیں۔'' حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا: ''خراسان کی زمین پر حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی محدث پیدا نہیں ہوا۔''

محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خود بھی بہت بڑے عالمِ حدیث گزرے ہیں، فرماتے تھے: ''آسمان کے نیچے حضرت سیدنا امام بخاری سے بڑھ کر کوئی عالمِ حدیث نہیں ہے۔'' علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے علم کے بے پایاں سمندر نے بیان کیا: ''حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے بحر تھے کہ جس کا کوئی ساحل نہیں۔'' رجاء بن رجاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت باقی علماء پر ایسی ہے، جیسے مردوں کو عورتوں پر۔ وہ اللہ عزوجل کی آیتوں میں سے

ایک آیت ہیں۔ جو زمین پر چلتے ہیں۔"

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاصرین میں سے عبداللہ بن عبد الرحمٰن داری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "میں نے حرمین، حجاز، عراق اور شام کے علماء کو دیکھا، مگر حضرت سیدنا امام بخاری جیسا جامع کسی کو نہ پایا، وہ اللہ عزوجل کی مخلوق میں سب سے زیادہ سمجھنے والوں میں ہیں۔" عبداللہ بن حماد آملی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: "میری تمنا ہے کہ میں حضرت سیدنا امام بخاری کے جسم کا ایک بال ہوتا اور جو شرف وسعادت اس بال کو حاصل ہے مجھے حاصل ہوتی۔" اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "اے محدثین! امام بخاری کو دیکھو ان سے احادیث سیکھو کہ یہ اگر امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوتے تو امام بصیری فقہ وحدیث کے علم کی تحصیل کے لئے ان کے پاس آتے۔"

الغرض حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمیت، قابلیت، مہارت عظمت، شان اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات وفضائل کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور کے تمام اہلِ علم حضرات نے سراہا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اتنے کلمات ادا کئے گئے ہیں کہ اگر ان سب کو جمع کیا جائے تو کاغذ وقلم سب ختم ہو جائیں مگر یہ کلمات القابات ختم نہ ہوں۔

سیرت وکردار:

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت عبادت گزار، پرہیزگار اور زہدو تقویٰ کے مالک تھے۔ درسِ حدیث کے بعد باقی تمام وقت کثرتِ نوافل وتلاوتِ قرآنِ پاک میں صرف کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عمر کبھی کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ کبھی اپنی ذات کا کسی سے انتقام لیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سادہ اور زاہدانہ طبیعت کے مالک تھے۔ دورِ طالب علمی میں سوکھی گاس یا چوبیس گھنٹوں میں 2 یا 3 بادام کھا کر گزارا کرتے۔ 40 سال تک بغیر شوربے کے سوکھی روٹی تناول فرمائی، ہمیشہ نہایت قلیل خوراک لیتے، کبھی پیٹ بھر کر نہ کھاتے۔ کبھی دنیاوی عیش وعشرت قبول نہ کی۔ نہایت جفاکش تھے۔ اپنا تمام کام خود کیا کرتے تھے حالانکہ میراث میں کثیر دولت پائی تھی مگر کبھی جاہ وحشمت و

مرتبت پسند نہ کیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت فیاض تھے۔ کبھی کبھی ایک دن میں 3،3 سو درہم صدقہ کردیا کرتے۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماہانہ آمدنی 500 درہم تھی، یہ تمام رقم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلباء پر خرچ کرتے۔ سادگی کا یہ عالم کہ طالب علمی کے دور میں اگر گھر سے رقم آنے میں تاخیر ہو جاتی تو زمین کی گھاس کھا کر گزارا کر لیتے مگر کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا پسند نہ فرماتے اور نہ ہی بطورِ قرض کسی سے کچھ مانگتے۔

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت خوفِ خدا عزوجل رکھنے والے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ انتہائی عبادت گزار و پرہیزگار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت خشوع وخضوع کی منہ بولتی تصویر تھی۔ ایک مرتبہ نماز میں مشغول تھے کہ زنبور نے 17 بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈنگ مارا جس کی وجہ سے جسم بُری طرح سوج گیا مگر ادائیگی نماز میں کوئی فرق نہ آیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کثرت سے نوافل پڑھتے اور روزے رکھتے۔ رمضان شریف میں تو روزانہ ایک قرآن کریم ختم فرماتے۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مساجد کا بھی بہت زیادہ احترام کرتے۔ ایک بار ایک شخص نے اپنی داڑھی میں لگے ہوئے تنکے نکال کر مسجد میں ہی پھینک دیئے، حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ برداشت نہ ہو سکا کہ مسجد میں کوئی ایسی چیز پھینکی جائے جو انسان اپنے لئے گوارا نہ کرسکے۔ لہٰذا نگاہ بچا کر وہ تنکا اپنی آستین میں چھپا لیا اور مسجد سے باہر جا کر پھینک دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ہی بلند اخلاق کے مالک بردبار تھے، برائی کا بدلہ ہمیشہ نیکی سے دیتے۔ کسی کی غلطی پر اُس کی تنہائی میں اصلاح فرماتے۔ الغرض آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم وفاضل، عابد وزاہد، متقی وپرہیزگار، حسنِ اخلاق کے مالک، منکسر المزاج اور شانِ توکل رکھنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باطن کے نور سے ہمیشہ منور رہتا۔

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے عاشقِ رسول تھے، یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام زندگی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی جستجو حفاظت اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات دوسروں تک پہنچانے کی تگ ودو میں صرف ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری زندگی سنتوں کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کی سچائی ہی تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں مقبولیت اور پذیرائی میسر ہوئی۔ حضرت رواق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے جارہے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جس جگہ قدم رکھتے ہیں، امام بخاری بھی وہیں قدم رکھتے ہیں۔''

علامہ زبرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ جارہا ہوں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: ''کہاں جارہے ہو؟'' میں نے عرض کی: ''محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس۔'' تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: ''اور اسے جاکر میرا سلام کہنا۔'' آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی یہ نوازشات اُس حُبِ نبوی کا نتیجہ تھیں جو حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جاگزیں تھی۔''

وصال:

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخارا سے سمرقند جانے کا فیصلہ کیا، لیکن ابھی سمرقند پہنچے نہ تھے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑ گئے۔ یہاں تک کہ طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا، دعائیں پڑھیں اور لیٹ گئے، جسم سے پسینہ بہنا شروع ہوا ابھی پسینہ خشک بھی نہ ہوا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالمِ بالا پرواز کر گئے اور یوں یکم شوال **256** ھ کو **62** سال کی عمر میں رات کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا فیضان آج بھی عالمِ اسلام پر چھایا ہوا ہے۔

چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی منبع عشقِ رسول تھی اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات ونوازشات کا سلسلہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بعدِ وصال بھی جاری ہے۔ عبدالواحد بن آدم طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''انہوں نے خواب میں دیکھا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے جھرمٹ میں کسی کے منتظر ہیں سلام عرض کرنے کے بعد انہوں نے عرض کی، ''یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کس کا انتظار ہے؟'' تو ارشاد فرمایا ''محمد بن اسماعیل بخاری کا۔'' حضرت عبد الواحد طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''چند دن کے بعد خبر پہنچی کہ ٹھیک اسی دن جس دن خواب دیکھا، حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصال فرما گئے۔''

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قبر میں رکھا گیا تو فوراً قبر شریف مشک کی خوشبو سے مہکنے لگی اور لوگ زیارت کے لئے جوق در جوق آنے لگے اور خاکِ قبر کو ساتھ لے جاتے، یہاں تک کہ قبر میں گڑھا پڑ گیا۔ چنانچہ قبر کی مٹی کی حفاظت کی وجہ سے اس کے چاروں طرف جنگلے کا حصار باندھ دیا گیا، لوگ اس حصار سے باہر کی مٹی لے جاتے اور اسے بھی مشکبار پاتے۔

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور بارگاہِ قبولیت کا ذریعہ بھی ہے۔ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے **200** سال بعد سمرقند میں خشک سالی کی وجہ سے قحط پڑ گیا۔ نمازِ استسقاء کے باوجود بارش نہ ہوئی چنانچہ شہر کے لوگوں نے حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر پر جا کر بارش کی دعا کی تو اسی وقت بارش شروع ہوگئی، یہاں تک کہ لگا تار **7** یوم تک بارش ہوتی رہی اور خشک سالی ختم ہو گئی۔

(اللہ عزوجل کی ان پر رحمت ہو)

8............حضرت سیدنا امام مسلم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوالحسن نام ونسب مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القیشری ہے اور لقب عساکر الدین ہے خراسان کے شہر نیشاپور میں قبلیہ بنو قشیر میں پیدا ہوئے۔ حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنِ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے شاہ عبدالعزیز نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سال ولادت 202ھ میں، امام ذہبی نے 204ھ اور ابنِ اثیر نے 206 لکھا ہے۔

تحصیل علم :

عہدِ طفولیت ہی میں تحصیلِ علم کا آغاز کی اور ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تقریباً 18 سال کی عمر میں علمِ حدیث کا آغاز کیا طلب علم میں عالمِ اسلام کے بے شمار شہروں میں سفر کیا علمِ حدیث کو نہایت محنت و جانفشانی سے حاصل کیا، یہاں تک کہ بہت جلد نیشاپور کے عظیم محدث کہلائے جانے لگے۔

اساتذہ :

علمِ حدیث سیکھنے کی لگن میں حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے شمار شہروں کا سفر کیا پہلے نیشاپور ہی میں موجود اساتذہ سے مستفید ہوئے، اس کے بعد حجاز، عراق، شام، مصر اور بغداد وغیرہ کا سفر کیا اور ان تمام شہروں کے اساتذہ و مشائخ سے کسبِ فیض حاصل کیا۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے مورخین نے حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جن اساتذہ کے نام قلم بن کئے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں۔

''احمد بن یونس یربوعی، یحییٰ بن یحییٰ اسماعیل بن ابی اویس، سعید بن منصور، محمد بن

یحییٰ ذہلی، عون بن سلام، احمد بن حنبل، داؤد بن عمرو، زعفی ہیثم بن حارجہ، شیبان ابنِ فروخ، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، اسحاق بن رابویہ وغیرھم" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تلامذہ :

حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جن بے شمار طالب علموں نے علمِ حدیث حاصل کیا اور احادیث روایت کیں ان میں چند کے نام یہ ہیں؛۔"امام ترمذی ابومحمد بن حاتم رازی، ابرہیم بن محمد بن سفیان، محمد بن مخلّد، دوری، ابوالفضل احمد بن سلمہ، ابراہیم بن ابو طالب، ابوعمر حناف، ابراہیم بن محمد بن حمزہ، ابوعوانہ انفائنی، محمد بن اسحاق فاکہی، ابو حامد بن حسنویہ ابوحامد اعمشی، حسین بن محمد قبانی، ابوعمرو مستمل، حافظ صالح بن محمد علی بن حسن، علی بن اسماعیل الصفار، ابو حامد ابنِ الشرقی، محمد بن عبد بن حمید، محمد بن عبدالواہاب، علی بن حمزہ بن جنید ابنِ خزیمہ اور ابن ضاعہ سراج وغیرھم" رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین "

علمی مقام :

حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ حدیث میں زبردست صلاحیتوں کے مالک تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف احادیث کی تمام اقسام کی پہچان میں ماہر تھے، بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ احادیث کے تغیر وتبدل کے خفیہ علل سے بھی بخوبی واقف تھے یہاں تک کہ علمِ حدیث کی بعض چیزوں میں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ مہارت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی قابلیت ومہارت کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ اور معاصرین نے بھی تسلیم کیا ہے۔

اسحاق بن منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے فرمایا: "ہم اس وقت تک کبھی خیر سے محروم نہیں ہوں گے، جب تک ہمارے درمیان مسلم موجود ہیں۔" مسلم بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا: "وہ جلیل القدر امام تھے۔" ابو بکر رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم کا محافظ قرار دیا۔ ابن حزم نے امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیشاپور کا محدث ٹھہرایا۔

عبدالواہاب نے حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا: ''مسلم علم کا خزانہ ہیں، میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں پایا۔'' اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات اور کوششوں کا کیا خوب صلہ عطا فرمایا کہ ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا، ''اللہ عزوجل نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح فرما دیا ہے اور میں اس میں جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔''

اللہ عزوجل نے نہ صرف حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمی مقام عطا فرمایا بلکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہرہ آفاق کتاب **صحیح مسلم** کو بھی بلند مرتبہ عطا فرمایا۔ ابوعلی زاغوانی کو وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا: ''کس عملِ خیر سے تمہاری نجات ہوئی؟'' تو انہوں نے **صحیح مسلم** کے چند اوراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''ان ہی اوراق کی بدولت میری نجات ہوئی۔''

تصانیف:

حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی جامعیت و مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ تحصیلِ علم اور پھر درس وتدریس کی گوناگوں مصروفیت کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں، جن کے اسماء یہ ہیں:۔

- ☆ الجامع الصحیح،
- ☆ المسند الکبیر،
- ☆ مسند الصحابہ،
- ☆ مسند امام مالک،
- ☆ کتاب الاسماء الکنی،

☆ كتاب الجامع على الباب ،
☆ كتاب افراد الشامين ،
☆ كتاب الطبقات ،
☆ كتاب العلل ،
☆ كتاب الوجدان ،
☆ كتاب اوهام المحدثين ،
☆ كتاب اولاد الصحابة ،
☆ كتاب الافراد ،
☆ كتاب سوالات احمد بن حنبل ،
☆ كتاب المحفرمين ،
☆ كتاب من ليس له الاراو واحد ،
☆ كتاب حديث عمرو بن شعيب ،
☆ كتاب الانتفاع باهب الباع ،
☆ كتاب المشائخ شعبه ،
☆ كتاب مشائخ مالک اور
☆ كتاب مشائخ ثوری ۔

شخصیت و کردار :

حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخ و سفید رنگت، بلند قامت اور وجیہہ و باوقار شخصیت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمامہ باندھتے اور شملہ دونوں کاندھوں کے درمیان لٹکا دیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سادہ دل صوفی منش آدمی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ صرف اپنی علمی کمالات و مہارت میں بلکہ اپنی عبادت و تقویٰ میں بھی بلند و ممتاز مقام رکھتے ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی کسی کی غیبت نہ کی اور نہ کسی کو گالی دی

نہ کسی کو مارا یہاں تک کہ کسی سے سخت کلامی بھی نہیں کی۔ اتنی بڑی اور عظیم شخصیت ہونے کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی علمی مہارت کو ذریعہ معاش نہیں بنایا، بلکہ اپنی گزر بسر کپڑوں کی تجارت سے کیا کرتے تھے۔

اپنی علمی خدمات اور کردار کی بلندی نے انہیں یہ شرف بخشا کہ اللہ عزوجل ان سے راضی ہو گیا اور کیا ہی خوب صلہ عطا فرمایا کہ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس دور کے اکابر محدثین میں شمار ہوتے ہیں، بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا، اللہ عزوجل نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح فرما دیا ہے اور میں اس میں جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔''

وصال :

حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا سبب اہلِ دنیا کے لئے بہت ہی عجیب وغریب ہے۔ امام حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک دن مجلس میں حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر آ کر حدیث کی تلاش میں کتابیں کھنگالنی شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا بھی رکھا ہوا تھا۔ حضرت سیدنا امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کی تلاش میں اس قدر منہمک ہوئے کہ حدیث مبارکہ کی تلاش کے دوران کھجوریں بھی ساتھ ساتھ تناول فرمانے لگے یہاں تک کہ پورا ٹوکرا خالی ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھجوروں کی مقدار کا اندازہ نہ ہوا اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دردِ شکم ہوا اور یہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا سبب بنا۔ یوں 24 رجب 261ھ کو بروز اتوار شام کے وقت خراسان میں علمِ حدیث کا یہ چمکتا دمکتا چاند نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، مگر اپنی ضیاء پاشی سے آنے والوں کے لئے منزل تک پہنچنے کے لئے راستے روشن کر گیا۔''

9............ حضرت سیدنا امام ترمذی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابوعیسیٰ ہے اور نام ونسب محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمیٰ ترمذی بوغی ہے۔ قبیلہ بنوسلیم سے تعلق رکھتے تھے۔ شہر ترمذ سے 6 کوس پر ایک گاؤں بوغ، میں 209ھ میں پیدا ہوئے اس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بوغی کہلائے۔ شہر ترمذ بلخ کا ایک قدیم شہر ہے جو دریائے جیحون کے ساحل پر واقع ہے۔

(مرقاۃ جلد 1 ص 21)

حصول علم :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس عہد میں پیدا ہوئے اس وقت علمِ حدیث کا شہرہ عروج پر تھا۔ چنانچہ ہوش سنبھالتے ہی حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں علمِ حدیث کی تحصیل کا جذبہ جوش مارنے لگا۔ لہٰذا علمِ حدیث کے حصول کی خاطر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رختِ سفر باندھا اور اپنے علم کی پیاس بجھانے کے لئے ملکوں ملکوں کا سفر کیا اور عراق (بغداد)، حجاز اور خراساں کے مختلف شہروں میں جا کر اپنے علم کی پیاس بجھائی۔

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 388)

بے مثال حافظہ :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار جلیل القدر حفاظ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے مثال حافظے کے مالک تھے اور اپنے اس قوی حافظے کی بدولت علمیت کے بلند درجے پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باکمال حافظے کا اندازہ

اس مشہور و معروف حکایت سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "میں نے ایک شیخ سے انکی احادیث کے 2 جزو نقل کیے تھے۔ ایک بار مکے کے سفر میں وہ میرے ہمراہ تھے۔ میں نے شیخ سے درخواست کی کہ آپ ان احادیث کی قرأت کریں۔ انہوں نے میری یہ گزارش قبول فرمالی پھر میں نے ان دونوں جزو کو اپنے سامان میں تلاش کیا، مگر وہ نہ مل سکے۔ بالآخر میں نے 2 سادہ کاغذ اپنے ہاتھوں میں پکڑ لئے اور شیخ سے وہ احادیث بیان کرنے کی گزارش کی۔ چنانچہ شیخ احادیث بیان فرمانے لگے اور میں ذہن میں ان احادیث کو محفوظ کرتا رہا۔ اتفاقاً شیخ کی نگاہ میرے ہاتھوں میں موجود سادہ کاغذ پر پڑی تو شیخ ناراض ہو کر کہنے لگے، "تم میرا مذاق بناتے ہو۔" تو میں نے اوراق کے گم ہونے کا واقعہ صاف صاف عرض کر دیا اور کہا، "وہ اوراق اگرچہ میرے پاس نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے بھی زیادہ یاد ہیں۔" شیخ نے فرمایا "اچھا ذرا پڑھ کر سناؤ۔" میں نے وہ تمام احادیث پڑھ کر سنا دیں، ایک حرف کی بھی غلطی نہیں کی۔ شیخ کو انتہائی تعجب ہوا اور فرمایا، "تم نے مجھ سے صرف ایک بار سن کر ان احادیث کو یاد کر لیا ہوگا۔" لہٰذا شیخ نے دوبارہ امتحان لینے کی غرض سے اپنی روایت کردہ 40 احادیث پڑھیں۔ میں نے وہ بھی انہیں پڑھ کر سنا دیں اور ایک جگہ بھی غلطی نہیں کی۔ شیخ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوتِ حافظہ پر انتہائی تعجب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، "میں نے تمہاری مثل آج تک کسی کو نہیں دیکھا۔"

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 388)

الغرض آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے مثال حافظے کے مالک تھے کہ لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے حافظے کی مثالیں دیا کرتے تھے۔

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وقت کے بے شمار جلیل القدر علومِ حدیث کے ماہرین سے علم حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر محدثین کے شاگرد تھے اور امام مسلم و امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے شیوخ سے بھی آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمائی۔

خود حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر محدث نے بھی اپنے اس لائق شاگرد کی تحسین فرمائی کہ ایک دن حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا: ''تم نے مجھ سے اس قدر استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے۔'' اس کے علاوہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیوخ سے علی بن حجر مروزنی، نہاد بن سری، قتیبہ بن سعید اور محمد بن بشار وغیرھم کو بھی شمار کیا ہے۔ ان کے علاوہ ابو مصب ابراہیم بن عبداللہ ہروی، اسماعیل بن موسیٰ اسدی، سوید بن نصر، محمد بن عبدالمالک بن ابی سنوارن اور عبداللہ بن معاویہ بھی شامل ہیں۔'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تلامذہ :

عمران بن علان نے کہا: ''حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوت ہونے کے بعد خراسان کے لئے علم و عمل میں حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔'' پس حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا کوئی محدث خراسان میں موجود نہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عالمِ اسلام کے گوشے گوشے سے علم کے پیاسے اپنی پیاس بجھانے کے لئے آئے جن کا شمار ناممکن ہے، البتہ چند کے نام یہ ہیں؛ ۔''ابو حامد احمد بن عبد مروزی، ہیثم بن کلیب شاشی (تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 634) ابو العباس احمد محمد بن محبوب المروزی، احمد بن یوسف نسفی، عبد بن محمد انفسی، محمد بن محمود اور داؤد بن نصر سہل بزوری وغیرہ'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 387)

اس کے علاوہ حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ خود حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بعض حدیثوں میں ان کی شاگردگی اختیار فرمائی۔

تصانیف :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درس و تدریس کے سلسلے اور علمی

مشاغل کی کثرت کے ساتھ ساتھ تصانیف بھی تحریر فرمائیں، جن میں سے چند مشہور کتب کے نام یہ ہیں:۔

☆ جامع ترمذی
☆ كتاب الشمائل النبويه
☆ كتاب العلل
☆ كتاب الاسماء الكنى
☆ كتاب التاريخ
☆ كتاب الذهد
☆ الفرد

الغرض حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالٰی عنہ ثقہ عالم تھے اور آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فقہ، حدیث اور تفسیر پر بے حد عبور حاصل تھا، جس کا ثبوت آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تصانیف ہیں۔

علمی مقام:

علامہ ادریسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ''ابو عیسٰی ترمذی اُن آئمہ میں سے ہیں جن کی علمِ حدیث میں پیروی کی جاتی ہے۔'' نصر بن محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ خود حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''ایک دن حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ان سے کہا ''تم نے مجھ سے اس قدر استفادہ نہیں کیا جتنا استفادہ میں نے تم سے کیا ہے۔''
عمران بن علان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں فرمایا: ''حضرت سیدنا امام محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فوت ہونے کے بعد اہلِ خراسان کے لئے علم و عمل میں امام ترمذی رضی اللہ تعالٰی عنہ جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔''

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 388)

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالٰی عنہ واقعتاً ایک منفرد و یکتا عالم و محدث تھے۔

حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے اس لائق شاگرد پر بے حد فخر و ناز تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالِ علم کو ان الفاظ میں سراہا ''ما انتفعت بك اکثر مما انتفعت بی''

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 389)

الغرض حضرت سیدنا امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم پلہ کوئی محدث نہ تھا اور حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسی قابلیت اور علمیت کے باعث حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مرجع خلائق بن گئی اور دور دور سے لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے استفادہ حاصل کرنے آتے تھے۔

سیرت و کردار :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد عبادت گزار تھے اور انتہائی زہد و تقویٰ کے مالک تھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''زہد و تقویٰ میں حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس درجہ کا کمال حاصل تھا کہ اس سے زیادہ کا تصور ہی مشکل ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ خدا عزوجل سے بہت زیادہ گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔''

وصال :

حضرت سیدنا امام ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مشہور روایت کے مطابق 279ھ میں مقام ترمذ میں ہوا اور وہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دفن کیا گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 70 سال کی عمر پائی۔

(اتحاف البلاد ص 387)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''اسی سال جن محدثین کا وصال ہوا ان کے نام یہ ہیں:

محدث بن خلیل بن ثابت، ابو جعفر برجلانی، ابراہیم بن عبداللہ العبسی الکوفی، محدث مکہ ابو یحیٰی عبد بن احمد بن ابی مسرۃ، محدث جعفر بن محمد بن شاکر۔'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 635)

10.......... حضرت سیدنا امام ابو داؤد سجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق اسدی سجستانی ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 202ھ کو سجستان میں خاندان ازد کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم حدیث :

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حصولِ علم کی خاطر عراق وشام اور مصر وخراسان کا سفر کیا اور وہاں موجود اپنے وقت کے جلیل القدر آئمہ حدیث سے احادیث حاصل لکھیں۔

اساتذہ و تلامذہ :

حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے ،جن کا احاطۂ تحریر میں آنا بے حد مشکل ہے،البتہ چند کے نام یہ ہیں:''امام بخاری ومسلم کے شیوخ مثلاً امام احمد ابنِ ابی قتیبہ بن سعید وغیرہ ،ابوسلمہ تبوزکی ،ابوالویعد طیالسی ،محمد بن کثیر العبدی، مسلم بن ابراہیم ،ابوعمر حوضی ،احمد بن یونس ،سلیمان بن حرب م قفسی عبداللہ بن زجاء ،ابوعمروضریر قطعن بن نسیر یہ ،احمد علی یحیٰ ،ابوتوبہ حلبی ،سلیمان بن عبدالرحمن دمشقی سعید بن سلیمان واسطی ،ابوجعفر نفیلی ،صفوان بن صالح دمشقی وغیرہ'' خلال بیان کرتے ہیں:'' حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ایک حدیث کا سماع کیا تھا اور وہ اس بات پر بے حد فخر کیا کرتے تھے۔''

تصانیف :

حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی درس وتدریس سے متعلق گوناگوں مصروفیات کے باوجود اپنی متعدد یادگار تصانیف کے ذریعےعلمِ حدیث کی عظیم

خدمات انجام دیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تصانیف کے نام یہ ہیں؛

☆ "کتاب السنن،
☆ کتاب المراسیل،
☆ کتاب المسائل،
☆ کتاب التفرد،
☆ کتاب الرد علی القدریة،
☆ کتاب الناسخ و المنسوخ،
☆ کتاب الدعاء،
☆ کتاب فضائل النصار،
☆ مسند مالک بن انس،
☆ کتاب الزیع،
☆ دلائل النبوة،
☆ کتاب بدالوحی،
☆ احبار الخوارج،
☆ کتاب شریعة التفسیر،
☆ فضائل الاعمال،
☆ کتاب التفسیر،
☆ کتاب علم القرآن،
☆ کتاب فضائل القرآن،
☆ کتاب شریعة المقارئی اور
☆ کتاب البعث و النشور"

یوں تو حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی تمام تصانیف ہی مشہور و معروف ہیں مگر کتاب السنن کو کہیں زیادہ پزیرائی حاصل ہوئی۔حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے سنن کو 5لاکھ احادیث سے منتخب کر کے مرتب کیا۔اس میں

کل 4800 احادیث ہیں۔ سنن ابو داؤد میں ایسی تمام احادیث کو شامل کیا گیا ہے جن پر فقہا نے اسلامی احکام کی اساس رکھی تھی، گویا اسلامی احکام کے سلسلے میں حدیث کی یہ پہلی کتاب ہے۔

ادبی مقام :

اہلِ علم ان کے علم وفضل وفہم وادراک کے ثنا خواں تھے۔ محدث حاکم فرماتے ہیں، ''ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ اپنے عصر وعہد میں اہلِ حدیث کے امام تھے۔''

حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ حدیث کی بے مثال مہارت اور ان کی تصانیف کے ذریعے عظیم خدمات انجام دینے کے جذبے کو ان کے اساتذہ معاصرین اور دیگر اہلِ علم نے بے حد سراہا ہے، چنانچہ احمد بن محمد بن یاسین ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''وہ (ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) حافظِ حدیث تھے اور سندِ حدیث اور اس کی علل کے ماہر تھے۔''

محمد بن اسحاق صغانی اور ابراہیم حربی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے علمِ حدیث اس طرح سہل کر دیا تھا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم کر دیا تھا۔''

موسیٰ بن ہارون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دنیا میں خدمت کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کیا تھا۔''

ابو حاتم بن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمِ حدیث وعلمِ فقہ میں دنیا والوں کے امام تھے۔''

سیرت :

حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت وریاضت وتقویٰ میں بلند درجہ پر فائز تھے اور طبیعتاً بے حد سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ احمد بن محمد بن یاسین ہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ عزوجل سے بہت

ڈرتے تھے اور بے حد عبادت گزار تھے۔"

ابو حاتم بن حبان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے متعلق فرمایا: "حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقویٰ اور خدا خوفی میں دنیا والوں کے امام تھے۔"

حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خصائل میں احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مشابہ تھے اور امام احمد رضی اللہ تعالیٰ علنہ اپنی سیرت میں وکیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشابہ تھے اور وکیع سفیان کے اور سفیان منصور کے مشابہ تھے اور منصور ابراہیم نخعی علقمہ کے مشابہ تھے اور علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے، گویا ان مشائخِ عظام کے واسطوں سے حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مشابہ تھی۔"

وصال:

قابلِ رشک اور لائق تقلید زندگی کا اعلیٰ نمونہ جو حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شکل میں اہلِ علم کو میسر تھا وہ روشن چراغ 16 شوال 275ھ کو بروز جمعۃ المبارک 73 سال کی عمر میں غروب ہو گیا۔ مگر ان کی پھیلائی ہوئی روشنی سے آج بھی طلبِ علم کا ذوق وشوق رکھنے والے مستفید ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ عزوجل آنے والے بھی اِس روشنی کے سبب منزلِ مراد پالیں گے۔ حماد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت سیدنا امام ابو داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے مطابق حسن بن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مطابق غسل دیا۔

11............حضرت سیدنا امام نسائی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام احمد کنیت ابو عبد الرحمٰن ہے۔ پورا نام ونسب اس طرح ہے۔ احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن سنان بن دینار نسائی ۔ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کے مشہور شہر نساء میں تولد ہوئے اسی نسبت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسائی کہلائے۔ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سنِ ولادت 215ھ ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 698)

امام نسائی خود اپنے سن پیدائش کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں، ''اندازہ ہے کہ میری پیدائش 215ھ میں ہوئی۔''

(تہذیب ص 38)

تحصیل علم :

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کے وقت خراسان علم وفن کا مرکز بن چکا تھا، چنانچہ ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کر کے 15 سال کی عمر میں علمِ حدیث کے لئے سب سے پہلے 230ھ میں قتیبہ بن سعید بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک سال دو ماہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر استفادہ کیا۔

(تذکرۃ الحفاظ ج2 ص 698)

اس کے بعد مزید تحصیلِ علم کی خاطر عالمِ اسلام کے گوشے گوشے کا سفر کیا جن میں حجاز، عراق، شام، خراسان اور مصر خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(بستان المحدثین ص 123)

تحصیلِ علم کے بعد حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں مستقل

سکونت اختیار کر لی اور علمیت کا فیضان وہاں پھیلانے میں مصروف ہو گئے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 698)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جن بھی مشائخ سے بالواسطہ احادیث سنی تھیں وہاں جا کر ان سے بالمشافہ بھی حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احادیث کو روایت کیا۔''

(البدایہ و النہایہ ج 11 ص 163)

حضرتِ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کی اور تصانیف کا سلسلہ شروع کیا اور اطراف میں پھیلایا۔ اس کے بعد آخر عمر میں 302ھ ذیقعدہ کے مہینے میں مصر سے دمشق تشریف لے آئے۔''

(اشعۃ اللمعات ج 1 ص 17، تہذیب التہذیب ص 123)

اساتذہ :

علمِ حدیث میں حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے شمار محدثین سے استفادہ کیا۔ جن میں سے چند کے اسماء خاص طور پر ذکر کیے جاتے ہیں وہ یہ ہیں، ''قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، محمد بن بشار، ابوداؤد سلجستانی، ہشام بن عمار، عیسیٰ بن زغبہ، محمد بن نصر مروزی، ابو کریب، سوید بن نصر، محمود بن غیلان، علی بن حجر، امام بخاری۔'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 298)

اس کے علاوہ ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روایت کرنا ثابت ہے۔

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: '' **سمع من خلائق لا یحلون** '' یعنی ان لوگوں کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔''

(تہذیب ج 1 ص 37)

تلامذہ :

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ کی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علمی کمالات کا شہرہ دور دور تک پہنچا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ عالمِ اسلام کے مختلف گوشوں سے طالبانِ حدیث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر استفادہ کرتے۔ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند تلامذہ کے نام یہ ہیں: ''آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے عبدالکریم ابوبکر بن احمد نسائی، محمد ابن اسحاق ابن السنی، ابوالقاسم طبرانی، ابوجعفر طحاوی، محمد بن علی کنانی، ابوعلی الحسن بن الخضر الاسیوطی، الحسن بن اشیق، العسکری حافظ ابوالقاسم اندلسی، ابوبکر بن حداد فقیہ، ابو جعفر عقیلی، ابوعلی بن ہارون، حافظ ابوعلی نیشاپوری، محمد بن معاویہ بن الاحمر، محمد بن عبداللہ اور زکریا بن حیویہ وغیرہ'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تہذیب التہذیب ج 1 ص 37)

تصانیف :

درسِ حدیث وفتاویٰ نویسی کی مشغولیت ومصروفیت کے باوجود حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کے میدان میں بھی گرانقدر خدمات انجام دیں ان تصانیف میں

- ☆ السنن الکبریٰ
- ☆ السنن الصغریٰ
- ☆ خصائص علی
- ☆ مسند علی
- ☆ مسند مالک
- ☆ الکنی
- ☆ مسند منصور
- ☆ فضائلِ صحابہ
- ☆ عمل یوم و لیلۃ

- ☆ اسماء اکرواۃ اولتمیزر بینھم
- ☆ کتاب السین
- ☆ کتاب المغعفاء
- ☆ کتاب الحوۃ
- ☆ کتاب الجرح و التعدیل
- ☆ مناسکِ حج
- ☆ شیحۃ النسائی

شامل ہیں۔

(تہذیب ص 816، بستان المحدثین ص 125)

علمی مقام :

اپنے کمال علم کے باعث حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مقام حاصل کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔علم حدیث پر حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف ''سنن نسائی ''کا صحاح ستہ میں شامل ہونا علمِ حدیث پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہارت کا ثبوت ہے۔حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قابلیت و علیت کے باعث حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ الحفاظ محدث خراسان کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 243)

ابوسعید عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیئے ارشاد فرمایا: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث میں امام، ثقہ معتبر اور حافظ تھے۔''

(وفیات ج 1 ص 89)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دادِ تحسین دیتے ہوئے حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق فرمایا: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے تمام محدثین سے بلند و بالا تھے۔''

(تہذیب التہذیب)

حاکم نے دار قطنی کا یہ قول بھی نقل کیا: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جرح رواۃ، فنِ حدیث، فنِ تنقید اور احتیاط میں اپنے معاصرین سے کہیں فائق تھے۔''

(تہذیب التہذیب)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام مسلم، ترمذی اور ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے زیادہ علم الحدیث اور علم الرجال میں ماہر ہیں اور امام بخاری اور ابوزرعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہمسر ہیں۔''
حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس قول کی تائید میں ارشاد فرمایا: ''فنِ رجال میں ماہرین کی ایک جماعت نے امام مسلم بن حجاج پر بھی حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوقیت دی ہے۔''

(ہدی الساری مقدمہ فتح الباری ص 8)

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''میں نے حافظ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا'' حدیث کے زیادہ حافظ امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو انہوں نے فرمایا ''امام نسائی''۔''

(طبقات الشافعیہ ج 2 ص 82)

علامہ ابوبکر حداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی باوجود کثیر الحدیث ہونے کے صرف حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، فرماتے تھے: ''میں نے اسے اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان حجت بنایا ہے۔''

(التہذیب)

حافظ ابوعلی نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفعت، شان وفضل کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلامقابلہ حدیث کی امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔''

(تہذیب التہذیب)

الغرض علماء ومعاصرین نے علمی جلالت کے لحاظ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام تسلیم کیا ہے۔ آئمہ صحاح ستہ میں حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت اہمیت رکھتے

ہیں۔ حافظ ابو علی نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''میں نے اپنے وطن اور بیرونِ وطن میں صرف 4 آئمہ حدیث دیکھے ہیں، نیشاپور میں محمد بن اسحاق، اور ابراہیم بن ابی طالب اہواز میں عبدان اور مصر میں امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔''

(تہذیب التہذیب ج 1 ص 38،37)

اس کے علاوہ ابوالحسین بن المظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں: ''مصر کے تمام مشائخ نے حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقدم اور ان کی امامت کا اعتراف کیا ہے اور حافظ علی بن عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمِ حدیث میں اپنے تمام ہم عصروں پر فائق تھے۔''

(تہذیب التہذیب ج 1 ص 38،37)

شخصیت و کردار:

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے وجیہہ و شکیل روشن چہرے اور ملیح رنگ کے مالک تھے۔ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باطن کی طرح ظاہری طور پر بھی ایک خوبصورت شخص تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم بے حد توانا اور مضبوط تھا۔ بدن سے خون کی سرخی جھلکتی تھی۔ کھانے کے معاملے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ذوق رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دسترخوان پر ہمیشہ انواع واقسام کے لذیز کھانے موجود ہوتے، عموماً کھانے میں بھنا ہوا مرغ پسند کرتے اور نبیز (شربت) پیا کرتے تھے۔ لباس کے معاملے میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی خوش لباس تھے اور ہمیشہ قیمتی اور عمدہ لباس پہنا کرتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 299-298)

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حُسنِ صورت کے ساتھ ساتھ حُسنِ سیرت میں بھی مالا مال تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے حد عبادت گزار و متقی تھے۔ رات بھر جاگ کر عبادت کیا کرتے۔ تمام عمر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول رہا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یعنی صومِ داؤدی کے پابند رہے۔

(وفیات جلد 1 ص 65)

حافظ محمد مظفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے، اکثر حج کیا کرتے تھے، جہاد کا جذبہ بھی رکھتے اور ایک بار امیرِ مصر کے ساتھ جہاد میں شرکت بھی کی اور لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت اور بہادری سے واقف و معترف ہو گئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کو زندہ کیا۔ امراء و سلاطین کی محفلوں سے گریز کیا اور تا شہادت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی معمول رہا۔

(تذکرۃ الحفاظ ج 1 ص 288)

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجہ کے عبادت گزار و متقی و پرہیزگار ہونے کے باعث دیندار طبقے میں ہمیشہ معزز و مقبول رہے اور زہد و تقویٰ میں یکتائے روزگار ہونے کے باعث حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مرجع خلائق بن گئی۔ حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شافعی مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور راسخ العقیدہ تھے۔ طبیعتاً فیاض و کشادہ دست تھے۔ مسلمان قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑایا کرتے تھے۔

(تذکرۃ الحفاظ ج2 ص 700)

مرتبۂ شہادت:

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سنت کے فروغ، بدعت سے نفرت اور حق گوئی و بیباکی کا کھلا ثبوت ہے۔

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینداری اور علمی جلالت کے باعث بعض علمائے مصر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسد کرنے لگے، جس کی وجہ سے حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذیعقدہ 302ھ کو مصر سے دمشق تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مخالفین کی ایک کثیر تعداد موجود تھی جو علی الاعلان حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں بدگوئی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ لوگوں کے اصلاحِ عقائد کی غرض سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا

علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مناقب پر کتاب " **الخصائص** "تصنیف فرمائی اور دمشق کی جامع مسجد میں اسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ چونکہ وہاں بدعقیدگی کی فضا پھیلی ہوئی تھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے محسن وفضائل سن کر لوگ مشتعل ہو گئے ۔لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرنے کے لئے کہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مجھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں کوئی حدیث نہیں پہنچی۔" چنانچہ یہ بات سن کر لوگ مشتعل ہو گئے ۔حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شیعت کا الزام لگایا اور ادب و آداب کو بھول کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تشدد شروع کر دیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نازک مقامات کو بھی نشانہ بنایا گیا، جس کے باعث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید ضربات پہنچیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نڈھال اور نیم جاں ہو گئے ۔اسی حالت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "مجھے فوراً مکہ معظمہ لے چلو تا کہ مکہ شریف میں یا اس کے راستے ہی میں میرا انتقال ہو جائے۔" چنانچہ مکہ معظمہ پہنچنے پر **13** صفر **303**ھ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حق گوئی اور بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپردِ خاک کیا گیا۔ انتقال کے وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر **88** سال تھی۔

(تذکرۃ الحفاظ ج **2** ص **699** ، دعیات الاعیان ج **1** ص **59** ،دبستانِ محدثین ص **123**)

حضرت سیدنا امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق گوئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرات وشجاعت کا بین ثبوت ہے، جو کہ سرفروشانِ اسلام کا ہمیشہ سے شعار و معمول رہا ہے۔

12........... حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام محمد بن یزید کنیت ابوعبداللہ نسبت الربعی القزوینی اور عرف بن ماجہ ہے اور اسی عرف سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشہور ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج 9 ص 531)

تحصیل علم :

حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب پیدا ہوئے اس وقت قزین میں بڑے بڑے جلیل القدر علمائے کرام اپنے علم سے طالبانِ علم کو مستفید کر رہے تھے۔ حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی تعلیم کے لئے انہی علمائے کرام سے استفادہ کیا اس کے بعد علمِ حدیث کی طلب میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوشاں ہو گئے اور اس سلسلے میں۔ حجاز، عراق (کوفہ، بغداد)، شام، خراسان، مصر، بصرہ اور حرمین شریفین وغیرہ کا سفر کیا اور وطن و وطن سے باہر جہاں تک ہو سکا علمِ حدیث کے حصول کے لئے سرگرداں رہے۔ (تہذیب التہذیب) اس کے علاوہ جن ملکوں کے شیوخ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستفید ہوئے ان ممالک میں ہواز، ایلہ، بلخ، بیت المقدس، حرن، دمشق، فلسطین، عسقلان، مرو اور نیشاپور خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اساتذہ :

حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلبِ حدیث کے لئے دنیا کے ایک ایک خطے کو کھنگال ڈالا چنانچہ اس لحاظ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شیوخ کی تعداد کا اندازہ لگانا ناممکن ہے، البتہ چند کے اسماء مبارکہ یہ ہیں :۔ "یحییٰ بن حکیم، اسماعیل بن بشیر بن منصور، عبداللہ بن احمد بن بشیر بن زکوان دمشقی، محمد بن عبداللہ بن عمیر، جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر الحزامی، عثمان بن ابی شیبہ، ابوخیثمہ زہیر بن حرب، عبداللہ بن عامر بن زرارۃ،

عبداللہ بن معاویہ، ہشام بن عمار، محمد بن ارمح، داؤد بن رشید، احمد بن عبدۃ، عباس بن عبد العظیم، محمد بن عباد بن آدم، علی بن منذر، محمد بن بشار، ابوبکر بن ابی شیبہ، نصر بن علی الجھفی، ابو مروان محمد بن عثمان، محمد بن یحییٰ نیشاپوری، ابوبکر بن خلاد باہلی، اور احمد بن ثابت الجذری۔"

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تذکرۃ الحفاظ ج 2 ص 630، بستان المحدثین ص 125)

تلامذہ :

جن طالبانِ علم نے حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علمِ حدیث کا فیض حاصل کیا ان سب کا نام احاطۂ قلم میں لانا ناممکن ہے۔ البتہ چند کے اسماء بیان کئے جاتے ہیں :۔ "علی بن سعید بن عبداللہ الفلانی، حکیم المدنی الاضبہانی، ابراہیم بن دینار الجرشی الصمدانی، ابوعمر واحمد بن محمد، احمد بن ابراہیم القزوینی، محمد بن عیسیٰ الصنعار، سلیمان بن یزید القزوینی، اسحاق بن محمد القزوینی، جعفر بن ادریس حسین بن علی بن برانیاد وغیرھم۔"

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(تہذیب التہذیب ج 1 ص 531، وفیات ج 3 ص 308)

تصانیف :

حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف میں یہ کتب یادگار ہیں۔

☆ سننِ ابنِ ماجہ

☆ تفسیر ابنِ ماجہ

☆ التاریخ

علمی مقام :

آئمہ صحاح ستہ میں حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی شامل ہے۔ علمِ حدیث میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام بھی دوسرے آئمہ احادیث کی طرح بہت بلند ہے یہی وجہ ہے کہ تمام علماء محدثین آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت فن وجلالت کے باعث آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معترف اور مداحوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ بحیثیت عظیم ثقہ، امام وحافظ بے حد مقبول تھے۔

محدث علامہ یاقوت حمدی معجم البلدان آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قزوین کے ممتاز آئمہ میں شمار کرتے ہیں۔

علامہ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: " **هو ابو عبد الله محمد بن يذيد بن ماجه صاحب كتاب السنن المشهورة و هى والة علىٰ عمله و علمه و تجره و الطلاعه و اتباعه للسنته فى اصول و الفروع** "۔

(البدايه و النهايه ج 1 ص 52)

محدث ابو یعلیٰ خلیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: " حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تفسیر حدیث اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے اور خصوصاً علمِ حدیث میں وہ بڑے ماہر اور حافظ گردانے جاتے تھے اور ان کے اقوال لوگوں کے لئے سند درجہ رکھتے تھے۔

(تھذيب)

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے ہے: " **قد كان ابنِ ماجه حافظاً صد وقاً واسع العلم** "

(سيدا علام النبلاء)

اس کے علاوہ ابنِ حجر عسقلانی، ابن ناصر الدین بن جوزی اور دیگر مورخین (رحمۃ اللہ تعالیٰ) نے حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمیت، امامت، شان و جلالت، حفظِ حدیث اور ثقہ عالم ہونے کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ ان کی خدمات پر داد و تحسین دیا ہے۔

وصال :

بروز پیر 22 رمضان 273 ھ کو علمِ حدیث کا یہ روشن و بلند ستارہ نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 64 سال کی عمر میں وصال

فرمایا۔ حافظ ابوالفضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد جعفر بن ادریس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے: ''حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیر کے روز انتقال ہوا اور منگل کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپردِ خاک کیے گئے۔ حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے اور 2 بھائیوں نے مل کر لحد میں اتارا۔''

(بستان المحدثین ص 299)

حضرت سیدنا امام ابنِ ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر متعدد علماء شعراء نے درد ناک مرثیے تحریر کیے، جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت و محبت کا کھلا ثبوت ہے اور ان مرثیوں سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علماء و محدثین، عوام و خواص میں ہر دل عزیز اور محبوب تھے۔

13.........حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت نام و سلسلہ نسب :

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھارت کے شہر دہلی میں 958ھ بمطابق 1551ء میں پیدا ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلۂ نسب کچھ اس طرح ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد میں سے آغا محمد ترک بھران کے صاحبزادے معز الدین اس کے بعد ان کے فرزند ملک موسیٰ بھران کے صاحبزادے شیخ فیروز بھران کے فرزند شیخ سعد اللہ اور بھران کے ہونہار فرزند شیخ سیف الدین اور یہ شیخ سیف الدین ہی وہ خوش بخت والد ہیں جنہیں شیخ محمد محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا ہونہار بیٹا عطا ہوا، جن کی بدولت حضرتِ شیخ کے پورے خاندان کا نام روشن ہے اور جس ہستی کے سبب پورے خاندان کو عزت وشرف وفخر حاصل ہوا۔

تحصیل علم :

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدِ محترم شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی جو شعر وسخن کا ذوق رکھنے والے عالم اور صاحب حال بزرگ تھے۔شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ صرف 3 ماہ میں مکمل قرآنِ پاک پڑھ لیا اور 1 سال میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا۔ایک ماہ میں ہی فنِ تحریر میں مہارت حاصل کرلی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد بزرگوار سے فارسی اور عربی زبانوں میں بھی عبور حاصل کیا۔صرف 13 برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح عقائد وشرح شمسیہ کو ختم کرلیا۔16 سال کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختصر مطول وغیرہ پڑھیں، یہاں تک کہ 18 برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام علوم میں مہارت حاصل کرلی۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معاصرین :

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معاصرین میں حضرتِ شیخ مجدد الف ثانی، حضرتِ شاہ ابو المعانی، حضرتِ شیخ عبداللہ نیازی، ملا عبدالقادر بدایونی، میر سید طیب بلگرامی، محمد غوثی شطاری، نواب مرتضیٰ خان، شیخ ابو الفیض فقیر اور حضرت خانخاناں وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نام قابلِ ذکر ہیں۔

اساتذہ :

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سیف الدین بن سعد اللہ دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اس کے علاوہ فقہائے ماوراء النہر (بخارا، سمرقند، نسف ابیجاب، ججند، خوارزم، کاشغر وغیرہ) سے بھی حصولِ علم کی سعادت حاصل کی۔ مکہ معظمہ کے محدثین سے بخاری و مسلم کا درس حاصل کیا۔ حضرت شیخ عبدالوہاب متقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشکوٰۃ شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور ان سے تصوف و فقہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔

تصانیف :

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عربی و فارسی زبان میں جن موضوعات پر قلم اٹھایا ان میں سیر و تذکرہ کے موضوع پر لکھی گئی کتاب **اخبار اخیار فی احوال الابرار**، اخلاق کے موضوع پر لکھی گئی کتابیں **آداب العالمین**، **آداب اللباس**، موضوع حدیث کی کتاب **اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ** اور **ماثبت بالسنہ فی ایام السنہ**، سیر و عقائد کے موضوع پر لکھی گئی کتاب **زبدۃ الآثار منتخب بهجۃ الاسرار** اور **تکمیل الایمان و تقویۃ الایقان**، تصوف کے موضوع پر لکھی گئی تصانیف **توصیل المرید الیٰ المراد بہ بیان شرح فتح الغیب**، **مرج البحرین** اور **نکات الحق و الحیققت**، تاریخ پر لکھی گئی تصانیف **جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب**، **شرح سفر العادت**، سیرتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی گئی مشہور و معروف تصنیف **مدارج النبوۃ** اور اس کے علاوہ **فیرس التوالیف** اور کتاب **المکاتیب و الرسائل** شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کل تصانیف کی تعداد 60 ہے جن میں سے چند کا ذکر

کیا گیا ہے۔

دینی و علمی خدمات :

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوری زندگی دینِ اسلام کی سربلندی وترویج وتحفظ میں بسر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دینِ اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا قلع قمع کرنے اور مسلک اہلسنت و جماعت کی ترویج وترجمانی میں بے مثال وشاندار کارنامے انجام دیئے۔

جس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1000ھ میں ہندستان گئے تو اس وقت وہاں اکبر بادشاہ نے ایک نیا دین ''دینِ الٰہی'' ایجاد کرلیا تھا۔ جس میں شعارِ اسلام کی تضحیک وتذلیل کا پرچار ہورہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دینِ اسلام کی ترویج وتدریس کے لئے فوراً کمر کس لی اور اس سلسلے میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی، جس میں علمِ دین کی روشنی پھیلانے کا سلسلہ شروع کر دیا اور اپنی پوری زندگی اسی جدوجہد میں دارالعلوم کے لئے وقف کر دی اور درس و تدریس کی ذمہ داری نبھاتے رہے۔

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں نہ صرف شعارِ اسلام کی حفاظت کی بلکہ ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے بلند پایاں کارنامے انجام دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں مہدوی تحریک عروج پر تھی، جس کا بانی محمد جونپوری تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ تمام کمالات جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھے، مجھے بھی حاصل ہوگئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس تحریک میں اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تکمیل میں امتی بھی نبی کی مثل ہوگیا تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی تحریک کی نہایت شدومد سے مخالفت کی اور مقام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کا فریضۂ عظیم انجام دیا اور شان ومقامِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوب خوب ترویج واشاعت کی۔

جس زمانے میں علماء بدعتوں کی سرپرستی اور فسق وفجور کی حوصلہ افزائی کرنے لگے، صوفیاء نے طریقت کو شریعت سے علیحدہ کرکے تصوف کا حلیہ بگاڑ دیا، عقائد بنوت و دیدارِ

الٰہی کا تمسخر اڑایا جانے لگا، بادشاہِ وقت بادشاہ اکبر کے دور میں کسی کی مجال نہ تھی کہ دیوانخانے میں اعلانیہ نماز ادا کر سکے، چاند وسورج کی عبادت کی جانے لگی، ماتھے پر قشقہ لگایا جانے لگا، کتے اور خنزیر کی نجاست کا حکم کالعدم قرار دیا گیا اور ان کو دیکھنا عبادت قرار پایا، اس دور میں جب کہ عقائد واعمال میں شدید بگاڑ پیدا ہو گیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینی تعلیمات پر کمر بستہ ہو گئے اور اس کے فروغ واشاعت کے لئے جدوجہد تیز کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہزادہ جہانگیر اور دیگر امرائے سلطنت کو اپنے درد میں ڈوبے خطوط کے ذریعے ہوش دلایا اور انکی دینی غیرت کو جوش دلایا تا کہ اب کوئی اور اپنے پیش روکی گمراہیوں میں مبتلا نہ ہو۔

یہی نہیں بلکہ علمِ حدیث جو کہ شمالی ہند سے تقریباً ختم ہو چکا تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ حدیث کے سلسلے میں کی گئی کوششوں کے سبب ہندوستان میں علمِ حدیث کی شمع فروزاں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمِ حدیث کی تدریس وتصنیف کا جو شاندار سلسلہ شروع کیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

الغرض آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تجدیدِ اسلام، نفاذِ سنت اور اماتتِ بدعت کے سلسلے میں جو بے مثل وشاندار کارنامے انجام دیئے وہ رہتی دنیا تک تاریخ میں رقم رہیں گے۔

تعریفی کلمات:

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں: ''گیارہویں صدی کے شروع سے تیرہویں صدی کے آخر تک علمِ حدیث پر جتنی کتابیں ہندوستان میں لکھی گئیں یہ سب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اثر تھا۔'' مزید فرماتے ہیں: ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے پیغمبرِ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلیٰ وارفع مقام کی پوری وضاحت کر دی اور اس سلسلے کی ہر ہر گمراہی پر شدت سے تنقید کی۔

(حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص 64- 227)

غیر مقلدین کا پیشوا نواب صدیق حسن بھوپالی حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی فضیلت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''ہندوستان جب فتح ہوا اس وقت علمِ حدیث نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ہندوستان کے بعض علماء مثلاً شیخ عبدالحق دہلوی اور ان جیسے دوسرے علماء پر اس علم کا فیضان کیا۔ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ پہلے عالم ہیں جو ہند میں علمِ حدیث لائے اور یہاں کے لوگوں کو بہترین انداز میں یہ علم سکھایا۔'' یہی نہیں بلکہ موصوف نے شیخ صاحب کی تصانیف کی ہمہ اہمیت ومقبولیت کا بھی تسلیم کیا ہے، لکھتا ہے: ''حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تمام تصانیف علماء کے نزدیک مقبول ومحبوب ہیں، علماء انہیں شوق سے پڑھتے ہیں اور واقعی وہ اس لائق ہیں۔ انکی عبارات میں قوت، فصاحت وسلاست ہے، کان محبوب رکھتے ہیں اور دل لطف اندوز ہوتے ہیں۔''

(صدیق حسن بھوپالی: الحطہ ص 121-120)

پیر ومرشد :

حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے بلند پایہ کے عالم ہی نہیں بلکہ اولیائے وقت کا درخشاں وتابندہ ستارہ بھی ہیں۔ طریقت ہو یا شریعت دونوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلند مقام حاصل ہے۔ طریقت کی ابتداء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کروائی۔ اس کے علاوہ اس دور کے سلسلہ قادریہ کے مشہور ومعرف بزرگ حضرت سید محمد موسیٰ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خصوصی عقیدت ولگاؤ کے سبب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے دستِ حق پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور حضرت موسیٰ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے علاوہ شیخ عبدالوہاب متقی مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رہبروں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو چاروں سلسلوں کی اجازت عطا فرمائی اور سلسلہ نقشبندیہ کے معروف ترین بزرگ حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ حق پر بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

بے مثال حافظہ :

اللہ عزوجل نے شیخِ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم وفہم کا وافر مقدار میں حصہ عطا فرمایا،

اپنے بے مثال و حیرت انگیز حافظہ کے متعلق خود تحریر فرماتے ہیں: ''ڈھائی سال کی عمر میں دودھ چھڑائے جانے کا واقعہ مجھے آج بھی یاد ہے جیسے کل کی بات ہو۔''

(عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ محقق ص 300)

اپنے شاندار قوتِ حافظہ کے سبب صرف 3 ماہ کے قلیل عرصے میں قرآنِ پاک ختم کرلیا اور ایک ماہ کے قلیل عرصے میں فنِ تحریر پر بھی عبور حاصل کرلیا۔ کم سنی میں تمام علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذہانت و فطانت کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرماتے: ''ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں۔''

(اخبار الاخیار ص 302)

عشقِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم:

حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہرِ پاک مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں پھرا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک سن کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اور روح و بدن میں کیف و مستی چھا جاتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس بے پایاں عشق کے سبب شیخِ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہِ رسالت میں ایک نعت بھی پیش کی جس کے چند اشعار حصولِ تبرک کے لئے پڑھیے۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہو، لیکن چونکہ تم اس کا حق ادا نہیں کر سکتے اس لئے یہ شعر پڑھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اجمالی تعریف پر اکتفا کرو۔

☆ حکمِ شریعت اور دین کی حفاظت کے پیشِ نظر سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خدا نہ کہو اس کے علاوہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہ تعریف میں جو وصف چاہو تحریر کرو۔

☆ یا رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جمالِ اقدس کے ہجر کے غم میں پریشان ہوں، اپنا دیدار عطا فرمائیں اور محبِ صادق کی جاں پر رحم فرمائیں۔

☆ سیاہ کاروں کے ظلم سے دنیا تاریک ہوگئی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں اور نور کی تجلیات سے جہاں کو روشن فرمائیں۔

(حیاتِ عبد الحق محدث دہلوی ص 112)

خود حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''انہیں 4 بار خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔''

(حیاتِ عبد الحق محدث دہلوی ص 118)

23 ربیع الثانی 997ھ سے آخر رجب 998ھ تک مدینہ منورہ قیام فرمایا اور دورانِ قیام حضور سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوب خوب نوازشیں لوٹیں۔ خود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اس فقیر حقیر نے حضور خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جو انعام واکرام کی بشارتیں پائی ہیں ان کی طرف اشارہ نہیں کرسکتا۔''

(اخبار الاخیار ص 304)

وصال :

علم ومعرفت کا درخشاں ستارہ، احادیثِ نبویہ کا عظیم شارح، دینِ اسلام کا نگہبان و مقامِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محافظ، مسلکِ اہلسنت کا یہ عظیم علمبردار 94 برس کی عمر میں دنیا کی نگاہوں سے تو روپوش ہوگیا، مگر رہتی دنیا تک اپنے بے مثال علمی کارناموں کا سکہ بٹھا گیا۔ جسے تاریخ کبھی فراموش نہ کرسکے گی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سنِ وصال 21 ربیع الاول 1052ھ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تدفین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصیت کے مطابق شہرِ دہلی کے مشہور محلہ مہرولی شریف میں حوضِ شمسی کے کنارے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندِ باسعید علامہ نور الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھائی۔

14.........امیر المومنین فی الحدیث حضرت مولانا اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت و نام مبارک:

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 10 شوال المکرم 1272ھ بمطابق 14 جون 1856ء میں بروز ہفتہ بوقت نمازِ ظہر بھارت کے یوپی محلہ جسولی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام محمد ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "احمد رضا" کہہ کر پکارا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تاریخی نام "مختار" ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے محبین و معتقدین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "اعلیٰ حضرت" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احمد رضا کے نام سے مشہور ہوئے اور بعد میں خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نام میں "عبد المصطفیٰ" کا اضافہ فرمایا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آبا و اجداد:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد قندھار کے قبیلہ بڑیچ کے پٹھان تھے۔ مغلیہ دور میں لاہور آئے اور معزز عہدوں پر فائز ہوئے۔ لاہور کا شیش محل انہی کی جاگیر تھا۔ پھر وہاں سے دہلی آئے اور یہاں بھی معزز عہدوں پر ممتاز رہے۔ چنانچہ مولانا محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شش ہزاری عہدہ پر فائز تھے۔ انہیں شجاعت جنگ کا خطاب حاصل تھا۔

مولانا محمد سعید خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے 3 صاحبزادے تھے؛

(1) اعظم خان

(2) معظم خان

(3) مکرم خان

یہ سب ہی بڑے بڑے منصبوں پر فائز تھے۔

حضرت اعظم خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

حضرت اعظم خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بریلی شریف میں قیام فرما ہوئے اور زہد خالص اور ترکِ دنیا کو اختیار فرمایا اور وہیں وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک باکرامت ولی تھے۔ ایک بار سخت سردی کے موسم میں ان کے صاحبزادے حافظ محمد کاظم علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو دیکھا کہ سخت کڑاکے کی سردی میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دھونی کے ڈھیر کے پاس تشریف فرما ہیں اور اس جاڑے میں جسم پر کوئی گرم پوشاک بھی نہیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا قیمتی دوشالہ اتار کر اپنے والد ماجد کو اوڑھا دیا مگر حضرت اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کمال استغناء کا مظاہرہ فرمایا اور دوشالہ اتار کر آگ کے ڈھیر میں رکھ دیا۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش! یہ دوشالہ کسی اور کو ہی دے دیا جاتا ابھی دل میں اس کا خیال آنا ہی تھا کہ والد ماجد حضرت اعظم خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگ کے بھڑکتے ہوئے ڈھیر میں سے دوشالہ کھینچ کر پھینک دیا اور فرمایا: ''کاظم! فقیر کے ہاں دھکڑ پکڑ کا معاملہ نہیں، لے اپنا دوشالہ۔'' دیکھا تو اس دوشالہ میں آگ نے کچھ اثر نہ کیا تھا بلکہ ویسا ہی صاف شفاف برآمد ہوا۔

حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

حضرت کاظم علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہر بدیوان کے تحصیل دار کے منصب پر فائز تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جاگیر میں 8 گاؤں تھے اور 200 سواروں کی فوج ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے کا نام مولانا رضا علی خان تھا۔ حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے زبدۃ الکاملین، قطب الوقت تھے اور بزرگ ترین علمائے کرام میں سے تھے۔ فقہ اور تصوف میں کامل مہارت کے حامل تھے، بہت پُر اثر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ آپ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے وقت کے باکرامت ولی تھے۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ فتنہ 1857ء کے بعد جب انگریزوں کا تسلط ہوا اور انہوں نے شدید مظالم ڈھائے، تو لوگ ڈر کے مارے پریشان پھرتے تھے۔ بڑے لوگ اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر گاؤں وغیرہ چلے گئے مگر حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نا صرف اپنے مکان میں ہی تشریف فرما رہے بلکہ پانچوں نمازیں بھی مسجد میں ہی ادا کرتے رہے۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں ہی تشریف فرما تھے کہ ادھر سے کچھ انگریزوں کا گزر ہوا۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید مسجد میں کوئی مسلمان ہوا تو اسے پکڑ کر ماریں۔ چنانچہ وہ مسجد میں گھسے اِدھر اُدھر گھوم آئے مگر انہوں مسجد میں کوئی نظر نہ آیا، حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں ہی تشریف فرما تھے۔ یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت تھی کہ مسجد میں ہوتے ہوئے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ رہے۔

حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :

حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندِ دلبند حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ جو امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ہیں۔ حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے تاج العلماء ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خصائصِ جمیلہ بیان سے باہر ہیں۔ فراستِ صادقہ کے ساتھ ساتھ سخاوت و شجاعت، مروت و رواداری، بلند اخلاق، دبدبہ و جلال اور کمالات و کرامات میں اپنی مثال آپ ہیں۔ سب سے بڑھ کر سلطانِ دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی وعظمت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و محبت، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخوں پر غضب و شدت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور فتنہ مخالفین کو قلع قمع کر دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی گرانقدر تصانیف کے ذریعے مسلمانوں کو نفع پہنچانے اور مفسدین کے رد کے لئے بے پایاں خدمات انجام دیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کثیر تصانیف میں چند کے نام یہ ہیں:۔

☆ الکام الدوفح فی تفسیر الم نشرح
☆ وسیلۃ الجناۃ
☆ سرور القلوب فی ذکر المحبوب
☆ جواھر البیان فی اسرارِ الارکان
☆ ھدایۃ البریۃ الیٰ الشریعۃ الاحمدیہ
☆ فضل العلم و العلماء
☆ اذالۃ الاوھام
☆ تزکیۃ الایقان
☆ الرویہ گی اخلاق النبویہ
☆ حسن الدعا فی آداب الدعاء
☆ التقاوۃ التقویۃ فی الخصائص النبویہ
☆ ارشاد الاحباب الیٰ آداب الاحتساب

الغرض یہ کہ اپنی تمام ترقیمتی عمر اشاعتِ سنت وازالۂ بدعت میں صرف فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین صاجزادے تھے:

(1) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(2) حضرت مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(3) حضرت مولانا محمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی 3 صاجزادیاں بھی تھیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت سے متعلق بزرگوں کی پیش گوئیاں:

بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بطنِ مادر میں تھے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد نے ایک عجیب خواب دیکھا، جس کی وجہ سے کچھ پریشانی لاحق ہوئی۔ صبح اٹھے تب بھی اسی فکر وتشویش کے اثرات باقی تھے۔ چنانچہ والد ماجد (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے داداجان) کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''یہ مبارک خواب ہے، بشارت ہو کہ پروردگارِ عالم عزوجل تمہارے نطفہ سے ایک فرزند عطا فرمائے گا جو علم کے دریا بہائے گا۔ جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیلے گا۔''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے جناب علی محمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''میری والدہ مرحومہ کو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی بہن تھیں، وہ فرماتی تھیں: ''جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے تو میرے والدان کو جناب دادا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لے گئے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گود میں اٹھایا اور فرمایا: ''یہ میرا بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بچپن :

مولوی عرفان علی قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ایک بار حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب اہلِ عرب کے لباس میں ملبوس جلوہ فرما تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔''

سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ایک روز مولوی صاحب حسبِ معمول بچوں کو پڑھا رہے تھے، ایک بچے نے سلام کیا، مولوی صاحب نے جواب دیا: ''جیتے رہو۔'' اس پر اس بچے نے عرض کیا: ''یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہیے تھا۔'' مولوی صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اس بچے کو بہت دعائیں دیں۔ یہ بچہ امامِ اہلسنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔''

سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی فرماتے ہیں: ''حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر تقریباً 5 برس ہوگی۔ اس وقت صرف ایک کپڑا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے، سامنے سے چند طوائف زنانِ بازاری گزریں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً کرتے کا اگلا دامن دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر چہرہ مبارک کو چھپالیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر ان میں سے ایک طوائف بولی: ''واہ صاحب! منہ تو چھپالیا اور ستر کھول دیا۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے برجستہ جواب دیا: ''جب نظر بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے پھر ستر بہکتا ہے۔'' یہ جواب سن کر وہ سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔''

جناب محمد علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے تھے، ان کا بیان ہے: ''والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی تھیں: ''ایک روز کسی نے دروازہ پر آ کر آواز دی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی عمر اس وقت 10 برس تھی باہر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ باہر ایک بزرگ فقیر منش کھڑے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے ہی فرمایا: ''آؤ!'' آپ قریب تشریف لے گئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''تم بہت بڑے عالم ہو'۔''

سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک بار محلّہ سوداگراں کی مسجد کے قریب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طفولیت کے زمانے میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر سے پاؤں تک بغور دیکھا اور کئی بار دیکھا، پھر فرمایا: ''تم رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کون ہو؟'' حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں ان کا پوتا ہوں۔'' فرمایا: ''جبھی'' اور یہ کہہ کر وہ بزرگ تشریف لے گئے۔''

سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب تھی۔ ایک محفوظ کمرے میں فیرنی کے پیالے جمانے کے لئے چنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر تھا اور ٹھیک تمازت کا وقت تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی کمرے میں لے گئے اور دروازہ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیا اور فرمایا: ''اسے کھالو۔'' حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''میرا تو روزہ ہے، کیسے کھاؤں؟'' والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھالو میں نے دروازہ بند کر دیا ہے کوئی دیکھنے والا نہیں ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی: ''جس کے حکم سے روزہ رکھا وہ تو دیکھ رہا ہے۔'' یہ سنتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چشمانِ مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا

اور دروازہ کھول کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باہر لے آئے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی **بسم اللہ شریف** کے وقت عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاذِ محترم نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** کے بعد **الف با تا ثا** ...... جس طرح پڑھایا جاتا ہے پڑھایا۔ حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پڑھانے کے مطابق پڑھتے رہے۔ جب **لام الف (لا)** کی نوبت آئی، استاذ صاحب نے فرمایا: "کہو **لام الف**" تو حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہو گئے اور نہیں کہا۔ استاذ صاحب نے دوبارہ کہا: "کہو **"لا الف"**" تو حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "دونوں تو پڑھ چکے ہیں، **لام** بھی اور **الف** بھی، یہ دوبارہ پڑھنا کیسا؟" اس وقت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدِ اعلیٰ مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "بیٹا استاذ کا کہا مانو، جو کہتے ہیں، پڑھو۔" سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جدِ امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف نظر کی تو حضرت مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی فراستِ ایمانی سے سمجھ لیا کہ بچے کو شبہہ یہ ہو رہا ہے کہ یہ تو حرف مفرد کا بیان ہے اور (یہ دونوں حرف الگ الگ تو پڑھ ہی چکے ہیں) اور اب اس میں ایک مرکب لفظ کیوں آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدِ اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نورِ باطنی سے سمجھ لیا یہ لڑکا کچھ ہونے والا ہے۔ یہ عام بچوں کی طرح نہیں، اسی لئے اسرار و نکات کا ذکر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے مناسب جانا اور فرمایا: "بیٹا تمہارا خیال درست ہے مگر بات یہ ہے کہ شروع میں تم نے جس کو **الف** پڑھا وہ حقیقتاً **ھمزہ** ہے اور یہ درحقیقت **الف** ہے، لیکن **الف** ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ساکن کے ساتھ ابتدا ناممکن ہے، اس لئے ایک حرف یعنی **لام** اول میں لا کر اس کا تلفظ بتانا مقصود ہے۔" سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "تو کوئی ایک حرف ملا دینا کافی تھا، اتنا دور کے بعد **لام** کی کیا خصوصیت ہے؟ **با** ، **تا** ، **دال** ، **سین** بھی تو اول لا سکتے تھے۔" حضرت جدِ امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرطِ محبت و جوش سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گلے لگا لیا اور بہت دعاؤں سے نوازا اور فرمایا: "**لام** اور **الف** میں صورۃً اور سیرۃً مناسبتِ خاص ہے۔ ظاہراً لکھنے میں بھی دونوں کی

صورت ایک سی ہوتی ہے۔ **لام - یا - لا** اور سیرۃ اس وجہ سے کہ **لام** کا قلب **الف** ہے، یعنی یہ اس کے بیچ میں ہے اور وہ اس کے بیچ میں ہے۔"

فرمانے کو تو حضور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدِ اعلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس **لام الف** کو مرکب لانے کی وجہ بیان فرمائی مگر درحقیقت اسرار وحقائق کے رموز واشارات کے دریافت وادراک کی صلاحیت وقابلیت اسی وقت سے پیدا کر دی جس کا اثر سب نے آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگر امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں حضور غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں۔

سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ: "کاشانۂ اقدس پر ایک مولوی صاحب چند بچوں کو پڑھایا کرتے تھے۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان سے کلام شریف پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن مولوی صاحب کسی آیتِ کریمہ میں بار بار ایک لفظ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتاتے تھے۔ مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے نہیں نکلتا تھا۔ وہ زبر بتاتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر پڑھتے تھے۔ یہ کیفیت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدِ اعلیٰ مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پاس بلایا اور کلامِ پاک منگوا کر دیکھا تو اس میں کاتب سے اعراب میں غلطی ہوگئی تھی زیر کہ جگہ زبر لکھ دیا تھا اور اسی طرح بے تصیح طبع ہو گیا تھا۔ یعنی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان مبارک سے جو نکلتا تھا وہی صحیح تھا۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جدِ امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت فرمایا: "مولوی صاحب جس طرح تم کو بتاتے تھے اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے؟" عرض کیا: "میں ارادہ کرتا تھا کہ اُسی طرح پڑھوں، مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا۔" حضرت جدِ امجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر تبسم فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعاؤں سے نوازا اور قلم سے کاتب کے غلط لکھے ہوئے کہ تصیح فرما دی۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے بچپن کا واقعہ خود بیان فرمایا، فرماتے ہیں: "میرے استاذ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق

پڑھادیا کرتے تو ایک دوبار دیکھ کر میں کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو لفظ بہ لفظ سنا دیتا وہ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے: ''احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔''

تحصیل علم :

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب عربی کی ابتدائی کتابوں سے فارغ ہوئے تو دیگر درسیات اور مروجہ علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور 14 رمضان المبارک 1286ھ بمطابق 1870ء کو صرف 13 سال 10 ماہ 4 دن کی عمر میں سندِ فراغت حاصل کر لی۔ اسی دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رضاعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ صحیح پا کر مسندِ افتاء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد فرما دی اور یوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسندِ فتاویٰ نویسی کو زینت بخشی اور آخر وقت تک فتویٰ تحریر فرماتے رہے۔

اساتذہ :

یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اساتذہ کرام میں جناب مرزا غلام قادر بیگ، جناب عبد العلی رامپوری، حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر و مرشد حضرت آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم شامل ہیں۔

اِن حضراتِ قدسیہ کے علاوہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہیں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ عزوجل نے محض اپنے فضل و کرم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محنت و خداداد ذہانت کے ذریعے اس قدر علوم و فنون کا جامع بنایا کہ 50 سے زائد فنون پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً 1 ہزار کتب منظرِ عام پر آئیں۔

تلامذہ :

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باضابطہ طور پر کسی مدرسہ میں مدرس بن کر تدریس نہیں فرمائی لہٰذا کسی رجسٹر وغیرہ کے ذریعے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ کی صحیح تعداد معلوم کرنا ممکن نہیں۔ البتہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں جو مشہور ہوئے اور جنہوں نے دین متین کی خدمات انجام دیں ان کی بھی کثیر تعداد ہے۔ جن میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں؛

''جناب مولانا حامد رضا خان (صاحبزادۂ اکبر)، مولانا امجد علی اعظمی، مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا سعید احمد اشرف گیلانی، مولانا عبدالعلیم میرٹھی، مولانا برہان الحق جبل پوری، مولانا نواب سلطان احمد خان، مولانا سید امیر احمد، مولانا حسن رضا خان (اوسط برادرِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)، مولانا محمد رضا خان (برادرِ اعلیٰ حضرت)، مولانا حافظ یقین الدین، مولانا حافظ سید عبدالکریم، مولوی منور حسین، مولوی حاجی سید نور احمد، مولوی واعظ الدین، مولوی سید عبدالرشید، مولوی نواب مرزا، مولوی عبدالاحد (صاحبزادہ محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)، مولانا شاہ احمد اشرف کچھوچھوی اور مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی وغیرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

شاندار قوت حافظہ :

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے مثال و شاندار قوتِ حافظہ کے مالک تھے۔ جناب سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ایک روز اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''بعض ناواقف حضرات میرے نام کے آگے ''حافظ'' لکھ دیا کرتے ہیں، حالانکہ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔'' سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی روز سے دور شروع فرمادیا، جس کا وقت غالباً عشاء کا وضو فرمانے کے بعد سے جماعت قائم ہونے تک کا مخصوص تھا۔ یہاں تک کہ تیسویں روز تیسواں پارا حفظ فرمالیا۔''

ایک موقعہ پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں نے کلامِ پاک بالترتیب بکوشش یاد کرلیا اور یہ اس لئے کہ ان بندگانِ خدا کا کہنا غلط ثابت نہ ہو جو (غلط

فہمی میں) میرے نام کے ساتھ "حافظ" لکھ دیا کرتے ہیں۔"

حضرت ابو حامد محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "تکمیلِ جواب کے لئے جواباتِ فقہ کی تلاش میں جب لوگ تھک جاتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں عرض کرتے اور حوالہ جات طلب کرتے۔ تو اسی وقت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما دیتے کہ ردالمحتار جلد فلاں کے صفحہ فلاں پر فلاں سطر میں ان الفاظ میں یہ عبارت ہے۔ عالمگیری میں بقید جلد و صفحہ و سطر میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ ہندیہ میں، خیریہ میں، مبسوط میں، ایک ایک کتابِ فقہ کی اصل عبارت مع صفحہ و سطر بتا دیتے اور جب کتابوں میں دیکھا جاتا تو وہی صفحہ و سطر و عبارت پاتے جو زبانِ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا۔ اس کو ہم زیادہ سے زیادہ یہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خداداد قوتِ حافظہ سے چودہ سو سالوں کی کتابیں حفظ تھیں۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود فرماتے ہیں: "میرے استاذ جن سے میں ابتدائی کتاب پڑھتا تھا، جب مجھے سبق پڑھا دیا کرتے تو ایک دو بار دیکھ کر میں کتاب بند کر دیتا۔ جب سبق سنتے تو لفظ بہ لفظ سنا دیتا وہ روزانہ یہ حالت دیکھ کر سخت تعجب کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمانے لگے: "احمد میاں! یہ تو کہو تم آدمی ہو یا جن؟ کہ مجھ کو پڑھاتے دیر لگتی ہے مگر تم کو یاد کرتے دیر نہیں لگتی۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم سبق مولوی احسان بن حسین بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم و فضل اور ذہانت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک بار فرمایا: "میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں۔ شروع ہی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاد سے کبھی ربع (چوتھائی) کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی۔ ایک ربع کتاب استاد صاحب سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود یاد کر کے سنا دیتے تھے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب پہلی بار سفرِ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قیامِ مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ امام

موصوف نے اپنی تالیف" الجوهره المضية " کی اردو شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بے مثال علمی قابلیت اور شاندار قوتِ حافظہ کے سبب صرف 2 دن میں اس کی شرح تحریر فرمائی بعد میں تعلیمات وحواشی کا اضافہ فرما کر اس کا تاریخی نام" المرة الرضيه على النية الوضية "رکھا۔

دوسری بار زیارتِ حرمین طیبین کے موقع پر بھی حرمین طیبین کے علمائے کبار نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی قدر و منزلت فرمائی۔ علمائے مکہ نے "نوٹ" (کرنسی نوٹ) کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرم کے لئے عقدۂ لاینحل بنا ہوا تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محض اپنی قوتِ حافظہ و علمی قابلیت کی بنا پر قلم اٹھایا اور عربی میں اس کا شاندار جواب تحریر فرما کر اس کا تاریخی نام" كفل الفقيه الفاهم في احكام قرطاس الدراهم " رکھا۔ اس کتاب کو پڑھ کر علمائے حرمین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد متاثر ہوئے۔

" كفل الفقه " کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکہ کے استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا نام" الدولة المكيه با لمادة الغيبيه "تجویز فرمایا۔ اس کے بعد اسی کتاب کی تعلیمات و حواشی تحریر فرما کر اس کتاب کا تاریخی نام " الغيوضاة المكية المحب الدولة المكيه "رکھا۔ حیرت انگیز بات یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دونوں کتابیں دورانِ سفر بغیر کسی کتاب کے مطالعے کے محض اپنی بے مثال قابلیت اور شاندار قوتِ حافظہ کی بناء پر تالیف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وسعتِ تحریر اور جزئیاتِ فقہیہ پر ماہرانہ واقفیت اور بے مثال قوتِ حافظہ دیکھ کر علمائے حرمین بھی دنگ رہ گئے۔

مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: "ایک سال ماہِ رمضان میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد میں اعتکاف کیا۔ میں نے سحر کے وقت قرآن پاک پڑھنے میں غلطی کی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آرام فرما رہے تھے، مگر بیدار تھے۔ مجھے غلطی بتائی، میں نے دوبارہ پڑھا، فرمایا: "اب مجھ سے سنو!" وہی رکوع پڑھا کچھ دیر بعد صبح کی نماز میں بے تکلف وہی رکوع پڑھ دیا۔"

ملک العلماء ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک بار پیلی بھیت تشریف لے گئے اور استاذ العلماء مولانا وصی احمد محدث سورتی قدس سرہ کے مہمان ہوئے۔ اثنائے گفتگو ''**عقود الدرية فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ**'' کا ذکر نکلا۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میرے کتب خانہ میں ہے۔'' گو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کتب خانہ میں کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا اور ہر سال معقول رقم کی نئی نئی کتابیں آیا کرتی تھیں، مگر اس وقت تک **عقود الدرية** منگوانے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نے نہیں دیکھی، جاتے وقت میرے ساتھ کر دیجئے گا۔'' حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخوشی قبول کیا اور لا کر حاضر کر دی مگر ساتھ ساتھ فرمایا: ''جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا، اس لئے کہ آپ کے پاس تو بہت کتابیں ہیں مگر میرے پاس یہی گنتی کی چند کتابیں ہیں، جن سے میں فتاویٰ دیا کرتا ہوں۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اچھا۔''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصد تو اسی روز واپسی کا تھا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک جانثار مرید نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی اس وجہ سے رک جانا پڑا۔ شب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **عقود الدرية** کو جو ایک ضخیم کتاب تھی ملاحظہ فرما لیا۔ دوسرے دن دوپہر بعد نمازِ ظہر بریلی شریف روانگی کا قصد فرمایا۔ جب سامان درست کیا جانے لگا تو **عقود الدرية** کو بجائے سامان میں رکھنے کے فرمایا: ''محدث صاحب کو دے آؤ۔'' مجھے تعجب ہو کہ قصد لے جانے کا تھا، واپس کیوں فرما رہے ہیں؟ بحر حال حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے اور سٹیشن تک جانے کے لئے تشریف لے جا ہی رہے تھے کہ میں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ان تک پہنچا دیا۔ فرمایا: ''تم کتاب لئے میرے ساتھ واپس چلو۔'' میں اس کتاب کو لئے ہوئے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ واپس ہو لیا۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ''میرے اس جملہ کہ 'جب ملاحظہ فرمالیں تو بھیج دیجئے گا' کا ملال ہوا کہ اس کتاب کو

واپس کیا؟'' فرمایا: ''قصد بریلی شریف ساتھ لے جانے کا تھا اور کل ہی جاتا تو ساتھ لے جاتا، لیکن جب کل جانا نہ ہوا تو شب میں اور صبح کے وقت پوری کتاب دیکھ لی۔ اب لے جانے کی ضرورت نہ رہی۔'' حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بس ایک بار دیکھ لینا کافی ہوگیا؟'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ 2، 3 مہینے تک تو جہاں کی عبارت کی ضرورت ہوگی فتاویٰ لکھ دوں گا اور مضمون تو ان شاء اللہ عزوجل عمر بھر کے لئے محفوظ ہوگیا۔''

یہ سب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خداداد حافظے کا کمال تھا کہ ایک ضخیم کتاب مکمل 2 جلدیں رات بھر میں حفظ فرمالیں۔

مولوی محمد حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''میرے بریلی قیام کے زمانے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت بیمار ہوئے۔ جس میں بیس مسہل ہوتے مگر کام مسلسل جاری رہا۔ طبیب نے بہت سمجھایا تو ارشاد فرمایا: اچھا مسہل کے دن خود نہیں لکھوں گا دوسروں سے لکھوالیا کروں گا اور غیر مسہل کے دن میں خود لکھوں گا۔ چنانچہ ایک کمرے میں چند الماریاں لگا کر اس میں کتابیں رکھ دی گئیں۔ مسہل کے دن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کمرے میں صرف دن میں تشریف لے جاتے۔ اب جو فتویٰ لکھنا ہوتا اس پر کچھ مضمون لکھوا کر مجھ سے فرماتے کہ الماری میں سے فلاں جلد نکال لو۔ اکثر کتابیں مصری انداز میں کئی کئی جلدوں میں تھیں۔ مجھ سے فرماتے اتنے صفحے پلٹ لو اور فلاں صفحہ پر اتنی سطروں کے بعد یہ مضمون شروع ہوا ہے اسے نقل کردو۔ میں وہ فقرہ دیکھ کر پورا مضمون لکھتا اور بہت حیران ہوتا کہ وہ کون سا وقت ملا تھا کہ جس میں صفحہ اور سطر گن کر رکھ گئے تھے۔ غرض یہ کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حافظہ ہم لوگوں کی سمجھ سے باہر تھا۔''

ایک بار پندرہ بطن کا مناسخہ آیا۔ چونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے میں مولانا سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فنِ حساب کی تکمیل باضابطہ کی تھی اور آنہ پائی کا حساب بالکل آسانی سے کرلیا کرتے تھے، لہٰذا یہ مناسخہ انہی کے سپرد کیا گیا۔ مولانا سید محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ان کا سارہ دن اسی مناسخہ کے حل کرنے میں لگ گیا۔'' شام

کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادتِ کریمہ کے مطابق جب بعد نمازِ عصر پھاٹک میں نشست ہوئی اور فتاوے پیش کیے جانے لگے تو میں نے بھی اپنا قلم بن کیا اور جواب اس امید کے ساتھ پیش کیا کہ آج اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی داد لوں گا۔ چنانچہ پہلے استفتاء سنایا کہ فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے پھر فلاں مرا اور اتنے وارث چھوڑے غرض 15 اموات واقع ہونے کے بعد زندوں پر ان کے حقِ شرعی کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا تھا مرنے والے تو 15 تھے مگر زندہ ورثاء کی تعداد 50 تھی۔ استفتاء ختم ہوا (اور اس سے پہلے کہ اس کا جواب سنایا جاتا) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بلا تامل فرمایا: "آپ نے فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا حصہ دیا۔" یعنی ایک پیچیدہ مسئلہ جسے حل کرنے میں سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو فنِ حساب میں کمال مہارت رکھتے تھے، پھر بھی پورا دن لگایا، مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسئلہ سنتے ہیں بلا تاخیر جواب ارشاد فرما دیا۔ یہ ایسا غیر معمولی حافظہ اور قابلیت تھی کہ جس کی کوئی مثال سننے میں نہیں آتی۔

مولانا سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: "جب دار الافتاء میں کام کرنے کے سلسلے میں میرا بریلی شریف میں قیام تھا، رات دن ایسے واقعات سامنے آتے تھے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خداداد حافظے اور علمی مہارت سے لوگ حیران ہو جاتے۔ جیسا کہ ایک بار استفتاء آیا۔ دار الافتاء میں کام کرنے والوں نے اسے پڑھا اور ایسا معلوم ہوا کہ جدید قسم کا مسئلہ دریافت کیا گیا ہے اور جواب جزیہ کی شکل میں نہ مل سکے گا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "عجب نئے نئے قسم کے سوالات آرہے ہیں، اب ہم لوگ کیا طریقہ اختیار کریں؟" فرمایا: "یہ تو بڑا پرانا سوال ہے، ابنِ ہمام نے فتح القدیر کے فلاں صفحہ میں ابنِ عابد نے رد المحتار فلاں جلد اور فلاں صفحہ پر فتاویٰ ہندیہ میں جزیہ میں یہ عبارت صاف صاف موجود ہے۔ اب جو کتابوں کو کھولا گیا تو صفحہ وسطر اور بتائی ہوئی عبارت میں ایک نقطہ کا فرق نہیں تھا، اس خداداد حافظے اور علمی قابلیت نے علماء کو ہمیشہ حیرت میں رکھا۔

مولوی محمد حسین میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کا خلاصہ ہے: "میں ایک بار بریلی گیا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں مفتی اعظم ہند

حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان، صدر الشریعہ جناب مولانا امجد علی اعظمی، جناب مولوی حشمت علی خان اور ایک اور کوئی صاحب تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک گڈی خطوط کی مولانا امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دے کر فرمایا: ''آج 30 خط آئے تھے ایک میں نے کھول لیا ہے، یہ 29 گن لیجئے۔ انہوں نے 29 . گن کر ایک لفافہ کھولا، جس میں کئی ورق پر چند سوالات تھے وہ سب سنائے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے سوال کے جواب میں ایک فقرہ فرمادیا وہ لکھنے لگے اور لکھ کر فرمایا'' حضور!'' حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگے کا فقرہ فرمادیا، وہ لکھ کر پھر کہتے: ''حضور!'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ وار اس کے آگے کا فقرہ فرمادیا کرتے۔ اب دوسرے صاحب نے حضور! کہنے کے درمیان میں اپنا مکتوب سنانا شروع کر دیا جب یہ حضور کہتے وہ رک جاتے اور جب یہ فقرہ سن کر لکھنے لگتے تو وہ اپنا خط سنانے لگ جاتے۔ اسی حالت میں ان دو حضور، حضور سے جتنا وقت بچتا اس میں تیسرے صاحب نے اپنا خط سنانا شروع کر دیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کر دیا۔ اب چوتھے صاحب نے 3 حضور حضور حضور کے درمیان جو وقت بچا اپنا خط سنانا شروع کر دیا اور اسی طرح ختم کر کے جواب لکھنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حقیقتاً مجھے پسینہ آگیا اب ایک صاحب جو میرے قریب بیٹھے تھے اسی حالت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ مسئلے پوچھنے لگے جنہیں سن کر مجھے بہت ملال ہوا کہ اس شخص کو ایسی حالت میں سوال کرنے کا کچھ خیال نہیں، مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذرہ برابر بھی ملال نہ فرمایا اور بہت اطمینان سے ان کو بھی برابر جواب دیئے۔ اس طرح وہ 29 خط پورے کیے گئے۔ بلاشبہ میں نے اپنی عمر میں ایسے حیرت انگیز و شاندار حافظہ کا مالک کسی شخص کو نہ دیکھا۔

فقھی و محدثانہ مقام :

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض علوم اپنے دور کے معتبر علماء سے حاصل کیے اور باقی تمام علوم اپنی خداداد قابلیت کی بناء پر اور وسیع مطالعے کے ذریعے حاصل کیے اور یوں تقریباً 70 سے زائد علوم میں حیرت انگیز و بے مثال مہارت حاصل کی اور کم وبیش 50 علوم میں قلم اٹھایا اور گرانقدر و شاندار کتب تصنیف فرمائیں۔

علمِ ریاضی میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یگانہ روزگار تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر جنہوں نے ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں تعلیم پائی تھی اور ریاضی میں کمال حاصل کیا تھا اور ہندوستان کے میں کافی شہرت حاصل رکھتے تھے۔ اتفاق سے ان کو ریاضی کے کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوا۔ ہر چند کوشش کی مگر مسئلہ حل نہ ہوا چونکہ صاحبِ حیثیت تھے اور علم کے شائق بھی، اس لئے قصد کی کہ جرمن جا کر اس کو حل کریں۔ حُسنِ اتفاق سے جناب مولانا سید سلیمان اشرف بہاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پروفیسر دینیات مسلم یونیورسٹی سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے مشورہ دیا: ''آپ بریلی جا کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے دریافت کیجئے، وہ ضرور حل کر دیں گے۔'' ان کو تعجب ہوا کہ ایک عالمِ دین بھی اس علم کو نہ صرف جانتا ہے بلکہ اس میں کمال رکھتا ہے۔ چنانچہ انھیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور علی گڑھ میں اپنے حلقۂ احباب میں اس کا تذکرہ کیا۔ تو ان لوگوں نے منع کیا: ''ہر گز مت جائیے گا، وہ بہت سخت مولوی ہیں اور آپ ہیں علی گڑھی داڑھی منڈے، مولانا آپ سے بات بھی نہ کریں گے۔'' مگر انہوں نے اپنا ارادہ نہ بدلا اور جناب مولانا سید سلیمان اشرف بہاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا: ''ضرور جائیے، مخالفین نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مشہور کر رکھا ہے کہ وہ بہت سخت ہیں، تیز مزاج ہیں، ورنہ آپ ان سے مل کر بہت خوش ہو نگے اور انکا اخلاق دیکھ کر تعجب کریں گے۔'' چنانچہ وائس چانسلر صاحب بارگاہِ رضویت میں حاضر ہو گئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنا مسئلہ بیان کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وقت اس سوال کا تشفی بخش جواب دے دیا۔ وائس چانسلر صاحب کو بے حد حیرت ہوئی۔ انہوں نے انتہائی حیرت سے کہا: ''میں تو اس سوال کے جواب کے لئے جرمن جانا چاہتا تھا، وہ اتفاقاً ہمارے دینیات کے پروفیسر مولانا سید سلیمان اشرف بہاری صاحب نے میری رہنمائی فرمائی اور میں یہاں حاضر ہو گیا، یوں لگتا ہے کہ آپ اس مسئلہ کو کتاب میں دیکھ رہے ہیں۔'' سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دائرے بنے تھے۔ انہوں نے وہ وائس چانسلر صاحب کو دکھایا، تو وہ نہایت حیرت واستعجاب

سے اسے دیکھنے لگے اور کہنے لگے: ''میں نے اس علم کو حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کیے، مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں، میں تو اپنے آپ کو بالکل طفلِ مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا! یہ تو فرمائیں، آپ کا اس فن میں استاد کون ہے؟'' سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میرا کوئی استاد نہیں ہے، میں نے اپنے والدِ ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صرف 4 قاعدے جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم محض اس لئے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں انکی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تم کیوں اپنا وقت اس میں صرف کرتے ہو؟ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے یہ تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کرم ہے۔''

پھر وائس چانسلر صاحب کہنے لگے: ''افسوس یہ ہے کہ میں عربی سے ناواقف ہوں کیا ہی اچھا ہوتا کہ عربی کتب کا ترجمہ اردو میں ہو جاتا پھر میں ان کا ترجمہ انگریزی میں کر کے شائع کر دیتا۔ الغرض وہ شاداں وفرحاں علی گڑھ لوٹ آئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ داڑھی رکھ لی اور صوم وصلاۃ کے پابند ہو گئے۔

بعد میں کسی نے ان سے دریافت کیا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ریاضی کا کوئی مسئلہ پوچھنے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں تشریف لے گئے تھے، آپ نے اعلیٰ حضرت کو کیسا پایا؟'' انہوں نے کہا: ''بہت خلیق، منکسر المزاج اور ریاضی بہت ہی اچھی جانتے ہیں۔ باوجود یہ کہ کسی سے نہیں پڑھا۔ ان کو علمِ لدنی حاصل ہے۔ میرے سوال کا جواب بہت مشکل اور لاحل تھا اس کا فی البدیہ جواب دیا گویا اسی مسئلہ پر عرصہ سے ریسرچ کیا ہو۔''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمِ توقیت میں بھی کمال رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ کمال حد درجے پر تھا یعنی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس فن کا موجد کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ملک العلماء حضرت ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں: "علمِ توقیت پر علماء نے جستہ جستہ اس کو مختلف مقامات پر لکھا ہے، لیکن میرے علم میں کوئی مستقل کتاب اس فن میں نہ تھی۔ چنانچہ جب میں نے اور میرے ساتھ مولوی سید شاہ غلام محمد بہاری، مولانا مولوی حکیم سید شاہ، عزیز غوث بریلوی، مولوی سید محمود خان بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی اور مولوی نواب مرزا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اس فن کو حاصل کرنا شروع کیا تو کوئی کتاب اس فن کی نہ تھی، جسے ہم لوگ پڑھتے۔ اسی وجہ سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود ہی اس کے قواعد زبانی ارشاد فرماتے۔ اسی کو ہم لوگ لکھ لیتے اور اسی کے مطابق عمل کر کے اوقات نصف النہار، طلوع، صبح صادق، عشاء، ضحوۂ کبریٰ اور عصر نکالتے۔ ایک زمانے تک تو وہ لوگوں کی کاپیوں میں لکھتے رہے، پھر میں نے ان سب کو ایک کتاب میں جمع کر کے پوری توضیح وتشریح کے ساتھ مع مثال لکھ کر اس کا نام

الجواھر و الیوقیت فی علم التوقیت معروف به توضیح التوقیت رکھا۔

الغرض یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس فن میں علمی کارنامے ہیں یعنی قواعد کے ذریعے یہ معلوم کر لینا کہ کس وقت آفتاب طلوع کرے گا اور کس وقت غروب وغیرہ ساتھ ساتھ ستاروں کی معرفت اور ان کی چال کی شناخت اس قدر زبردست تھی کہ مولوی برکات احمد صاحب صدیقی پیلی بھیتی، نبیرۂ مولوی عبد اللطیف صاحب برادر خورد حضرت محدث سورتی، مولانا شاہ وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: "اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ستارہ شناسی میں اس قدر کمال حاصل تھا کہ آفتاب کو دیکھ کر گھڑی ملا لیا کرتے تھے اور بالکل صحیح وقت ہوتا ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا۔"

ایک بار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایوں تشریف لے گئے اور مولانا شاہ عبد القادر برکاتی معینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں مہمان تھے جو مدرسہ قادریہ مسجد خرما میں خود امامت فرماتے تھے۔ جب فجر کی تکبیر شروع ہوئی تو حضرت عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امامت کے لیے آگے بڑھایا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز کی امامت فرمائی اور قرأت اتنی طویل فرمائی کہ مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بعد سلام کے شک ہوا کہ آفتاب تو طلوع نہیں ہو گیا۔ مسجد سے

نکل نکل کرلوگ آفتاب کی جانب دیکھنے لگے۔ یہ حال دیکھ کراعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”آفتاب نکلنے میں ابھی 3 منٹ 48 سیکنڈ باقی ہیں۔“ یہ سن کرلوگ خاموش ہو گئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا۔

ملک العلماء مولانا ظفرالدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ””**علم تکسیر**“ بھی اس زمانے میں ان علوم میں تھا جس کے جاننے والے ہر صوبہ میں ایک یا دو شخص ہوں گے۔ ایک بار ایک شاہ صاحب مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ تشریف لائے اور اپنی عزت بنانے اور وقار جمانے کو اِدھر اُدھر کی بات کرتے ہوئے ”**فنِ تکسیر**“ کی واقفیت کا ذکر کیا چنانچہ مولانا مولوی مقبول احمد خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”میرے مدرسہ میں بھی ایک مدرس مولانا ظفرالدین صاحب ہیں وہ بھی ”**فنِ تکسیر**“ جانتے ہیں۔“ انہیں سن کر حیرت ہوئی، بولے: ”ان سے میری ملاقات کرادیجئے گا۔“ ایک دن مولانا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موصوف شاہ صاحب کو لئے ہوئے میرے پاس تشریف لائے اور بتایا: ”شاہ صاحب بھی ”**فنِ تکسیر**“ جانتے ہیں۔“ میں نے کہا: ”اس سے بڑھ کر اور کیا کمال ہوگا کہ آپ بھی وہ فن جانتے ہیں، جس کے جاننے والے روئے زمین سے معدوم ومفقود نہیں تو قلیل الوجود ضرور ہیں۔“ پھر میں نے ان شاہ صاحب سے پوچھا: ”جناب مربع کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟“ انہوں نے بڑے فخر سے کہا: ”16 طریقوں سے۔“ میں نے کہا: ”بس؟“ اس پر کہنے لگے: ”اور آپ؟“ میں نے کہا: ”1152 طریقوں سے۔“ بولے: ”سچ“ میں نے کہا: ”جھوٹ کہنا ہوتا تو کیا لاکھ دولاکھ کا عدد مجھے معلوم نہ تھا، 1152 کی کیا خصوصیت تھی؟“ کہنے لگے: ”میرے سامنے بھر سکتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”ضرور، بلکہ میں نے تو بھر کر رکھ دیا ہے، آپ میرے ساتھ دریاپور تشریف لے چلیں۔“ پوچھا: ”آپ نے کن سے سیکھا؟“ میں نے امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لیا تو پوچھا: ”وہ کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”2300 طریقوں سے۔“ کہنے لگے: ”آپ نے اور کیوں نہیں سیکھا؟“ میں نے کہا: ”وہ تو علم کے سمندر ہیں، جس فن کا ذکر آیا ایسی گفتگو فرماتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے، عمر بھر اسی کو سیکھا اور اسی کی کتب بینی فرمائی۔ ان کے علوم کو میں کہاں تک حاصل کرسکتا ہوں؟“

الغرض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیگر علوم وفنون کی طرح "**فنِ تکسیر**" کی نا صرف واقفیت تھی بلکہ اس فن میں کمال اور مہارت رکھتے تھے بلکہ اگر مجتہد کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو "**تاریخ گوئی**" میں وہ کمال اور ملکہ حاصل تھا کہ انسان جتنی دیر میں کوئی مفہوم لفظوں میں ادا کرتا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنی دیر میں بے تکلف تاریخی مادے اور جملے فرما دیا کرتے تھے، جس کا ایک بڑا ثبوت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتب ہیں کہ جن میں اکثر و بیشتر کا تاریخی نام اور وہ بھی ایسا چسپاں کہ بالکل مضمون کتاب کی توضیح وتفصیل کرنے والا۔

1286ھ میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر شریف کا چودھواں سال تھا کہ ایک شخص حاضر ہوا عرض کیا ایک صاحب نے امام باڑہ بنایا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی تاریخی نام ہو تو دروازہ پر کتبہ کردیں۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فی البدیہ فرمایا: "اس سے کہو بدر رفض (**1286ھ**) رکھ دے۔" وہ اس جواب کو سن کر بولا: "امام باڑہ گزشتہ سال ہی تیار ہو چکا ہے۔" مقصد یہ تھا کہ حضور دوسرا لفظ فرمائیں گے جس میں رافض نہ ہو گا، مگر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "تو دار رفض (**1285ھ**) رکھ لے۔" وہ یہ جواب سن کر چپ ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد عرض کی: "اس کی تعمیر **84ھ** میں ہونا شروع ہوئی تھی، اس لئے اسی سن کا نام ہونا مناسب ہے۔" ارشاد فرمایا: "تو درِ رفض (**1284ھ**) رکھ لے۔"

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: "پنج شنبہ کا دن تھا اور صبح کا وقت تھا سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجام سے خط بنوا رہے تھے میں قریب ہی بیٹھا تھا کہ ڈاک میں ایک کارڈ جناب مولانا محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آیا، جس میں فرزندِ ارجمند کی ولادت کی اطلاع دیتے ہوئے تاریخی نام تجویز فرمانے کی درخواست کی تھی۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنتے ہی فی البدیہ فرمایا: "نام تو مختار الدین (**1334ھ**) ہونا چاہیئے۔" پھر مجھے فرمایا: "دیکھئے تو سید صاحب کیا یہی بنتا

ہے۔" میں نے جو شمار کیا تو پورے **1334** ہوئے اور یہی سنِ ولادت تھا۔"

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: "ایک بار بعد نمازِ جمعہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھاٹک میں تشریف فرماتھے۔ چاروں طرف حاضرین کا مجمع تھا۔ ایک صاحب نے دریافت کیا: "اسمِ اعظم کیا ہے؟" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "تمہارے لئے اسمِ اعظم **خدا** ہے۔" پھر ایک نظر حاضرین پر ڈالی پھر باری باری ہر ایک سے بلا تکلف فرمانے لگے، یہ تمہارے لئے اسمِ اعظم ہے، یہ تمہارے لئے اسمِ اعظم ہے۔" پھر مجھ سے فرمایا: "**یا لطیف یا اللہ** پڑھا کرو۔" پھر آخر میں فرمایا: "ہر ایک صاحب کے نام میں جو حرف ہیں ان کے باقاعدہ ابجد جو مجموعی تعداد بنے اس کے ہم عدد اسمائے الٰہیہ میں ایک اسم ورنہ دو اسم دوگنی مرتبہ ہر روز پڑھا کریں۔ یہ اس کے لئے مفید ہے۔"

غرض یہ کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو **تاریخ گوئی** میں کسی درجہ ملکہ تھا، یعنی الفاظ تاریخ گویا نوکِ زبان پر تھے جبھی تو نظر کے ساتھ ساتھ برجستہ ہر ایک کا اسمِ اعظم بیان فرمادیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ ملک العلماء ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں: "سید ابوالحسن صاحب جو میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں مجھ سے ملنے بریلی شریف تشریف لائے۔ میں اس زمانے میں بریلی میں نہ تھا، بلکہ مناظرہ میں رنگوا گیا ہوا تھا۔ سید صاحب موصوف نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاقِ کریمانہ وسادات نوازی کی وجہ سے کئی دن قیام کیا۔ ایک روز انہوں نے بھی خیر و برکت کے لئے کوئی وظیفہ اور اسمِ اعظم دریافت کیا سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنتے ہیں ارشاد فرمایا: "آپ کے لئے اسمِ اعظم **یا محسن** ہے۔"

یہاں بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مہارت و قابلیت بالکل واضح طور پر محسوس ہوتی ہے اور یہ کہنا بالکل بلا مبالغہ ہے کہ جس طرح ہر پڑھے لکھے کے نزدیک لفظ کے تصور یا تلفظ کے ساتھ اس کے معنیٰ ذہن نشین ہو جاتے ہیں، اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک لفظ کے تصور کے ساتھ اعداد

ذہن میں آجاتے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ گوئی میں مہارت و قابلیت مزید واضح کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک فتویٰ مع استفتاء نقل کرنا افادہ و اضافہ سے خالی نہ ہوگا۔

استفتاء و فتویٰ الھامی

علمائے کرام کا اس میں کیا ارشاد ہے کہ ایک رافضی نے کہا کہ آیہ کریمہ **ان من المجرمین منتقمون** کے اعداد **1202** ہیں اور یہی عدد ابوبکر عمر عثمان کے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟ بینوا اتوجروا

المستفتی قاضی فضل احمد لدھیانوی **21** صفر **1339**ھ

الجواب

روافض لعنھم اللہ تعالیٰ کی بنائے مذہب ایسے ہی اوہام بے سروپا در ہوا ہے۔

اولاً: ہر آیت عذاب کے عدد اسمائے اخیار سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیتِ ثواب کے (عدد) اسمائے کفار سے کہ اسما میں وسعت وسیعہ ہے۔

ثانیاً: امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے تین صاحب زادوں کے نام ''ابوبکر، عمر، عثمان'' ہیں۔ رافضی نے آیت کو اِدھر پھیرا، کوئی ناصبی اُدھر پھیر دے گا اور دونوں ملعون ہیں۔ حدیث میں ہے کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا: ''**ارونی ماذا سمیتوہ** مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'' مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: ''**حرب**۔'' فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس کا نام **حسن** ہے۔'' پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟'' مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی: ''**حرب**۔'' فرمایا: ''نہیں بلکہ اس کا نام **حسین** ہے۔'' پھر حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر وہی فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے وہی عرض کی۔ فرمایا: ''نہیں، وہ **محسن** ہے۔'' پھر فرمایا: ''میں نے ان بیٹوں کے نام ہارون علیہ السلام کے بیٹوں پر

رکھے، شبر، شبیر، مشبر۔ حسن، حسین اور محسن ان سے ہم وزن وہم معنیٰ۔"

(حوالہ مضمونِ حدیث: تفہیم البخاری شرح بخاری ج 5 ص 708 مطبوعہ جامعہ رضویہ فیصل آباد)

اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اخیار کے ناموں پر رکھنے چاہئیں۔ لہٰذا ان کے بعد صاحب زادوں کے نام ابو بکر، عمر، عثمان، عباس و غیرہم رکھے۔

ثالثاً: رافضی نے اعداد غلط بتلائے۔ امیر المومنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک میں الف نہیں لکھا جاتا، تو عدد **1201** ہیں نا کہ **1202**۔

1) ہاں اور افضی!

بارہ سو دو (**1202**) عدد کا ہے کے ہیں ابنِ سبا رافضیہ کے

2) ہاں اور افضی!

بارہ سو دو (**1202**) ان کے ہیں، ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان الطاق، کلینی ابن بابویہ، قمی، طوسی، حلی۔

3) ہاں اور افضی!

اللہ عزوجل فرماتا ہے: "**اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ** ط (سورہ الانعام: 159)" بے شک جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور شیعہ ہو گئے، اے نبی! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔ اس آیہ کریمہ کے عدد **2828** ہیں اور یہی عدد ہیں روافض، اثنا عشریہ، ونصیریہ واسماعیلیہ کے۔

4) ہاں اور افضی!

اللہ عزوجل فرماتا ہے: "**لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ** o (سورہ رعد: 25)" ان کے لئے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔ اس کے عدد **644** ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق، طوسی، حلی کے۔

5) نہیں اور افضی!

بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "**اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ** ق **وَ الشُّهَدَآءُ**

عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ (سورہ الحدید: 19) وہی اپنے رب کے وہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب ہے۔ اس کے عدد 1445 ہیں اور یہی عدد ہیں، ابو بکر، عمر، عثمٰن، علی، سعید کے۔

6) نہیں اور افضی!

بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَنُوۡرُهُمۡ ؕ (سورہ الحدید: 19) وہی اپنے رب کے وہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔ اس کے عدد 1792 ہیں اور یہی عدد ہیں ابوبکر، عمر، عثمٰن، علی، طلحہ، زبیر، سعد کے۔

7) نہیں اور افضی!

بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيۡقُوۡنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ لَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ وَنُوۡرُهُمۡ ؕ (سورہ الحدید: 19) جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی اپنے رب کے وہاں صدیق اور شہید ہیں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور۔" آیۂ کریمہ کے عدد 3016 ہیں اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، ابو عبیدہ، عبدالرحمٰن بن عوف کے۔

الحمد للہ ! آیۂ کریمہ کا تمام وکمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضراتِ عشرہ مبشرہ کے اسمائے طیبہ بھی سب آگئے۔ جس میں اصلاً تکلف اور تصنع کو دخل نہیں۔

کچھ روز ہوئے کہ آنکھ دکھتی ہے۔ یہ تمام آیاتِ عذاب و اسمائے اشرار و آیاتِ مدح و اسمائے اخیار کے عدد محض خیال میں مطابق کئے، جن میں صرف چند منٹ صرف ہوئے۔ اگر لکھ کر اعداد جوڑے جاتے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی۔ مگر بعونہ تعالیٰ اس قدر بھی کافی ہے۔ وللہ الحمد و للہ تعالیٰ اعلم



غور کا مقام ہے کہ یہ واقعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بلا تامل چند لمحوں میں آیات و اعداد کی مطابقت کر دینا یقیناً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی قابلیت و مہارت کا منہ

بولتا ثبوت ہے۔

مولوی حاجی قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی اپنی کتاب مطاب انوار آفتاب صداقت میں مزید تحریر فرماتے ہیں: ”متعدد جگہ فرقہ وہابیہ معترض ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نکات اعداد جمل کی مطابقت ملاحظہ فرمائی۔ تو اسی وقت معاً بلاغور و تامل کے یوں فرمایا۔

جناب نے فرمایا کہ لکھو فقیر نے تعمیلِ حکم اس طرح پر کی۔

1) أَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ط (سورہ الدخان: 37) کے اعداد 668 جو برابر ہیں اعدادِ رشید گنگوہی کے

2) لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ ط (سورہ التوبہ: 74) کے اعداد 1264 ہیں جو برابر ہیں اشرف علی تھانوی کے

3) شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا لَّعَنَهُ اللّٰهُ ط (سورہ النساء: 118) کے اعداد 847 ہیں اور وہی عدد ہیں حاجی قاسم صاحب نونوتوی کے۔

سبحان اللہ و بحمدہ کیا قدرتِ الٰہیہ کا تماشہ اور تقدیرِ الٰہی کا نظارہ ہے کہ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے علم میں ان لوگوں کی حالت کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ جو بندگانِ رب العلی اور خاصانِ بارگاہِ خدا اس قسم کے کشف الہام سے بیان فرما سکتے ہیں اور عوام کو سمجھا سکتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

ایک بار شہر بریلی میں 12 ربیع الاول کے عظیم الشان جلسے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف بسم اللہ کے باء جارّہ اور اسمِ اللہ پر مسلسل کئی گھنٹے ایسی تقریر فرمائی جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جود و نوال، جاہ و جلال اور حسن و جمال کے دریا امنڈنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہی دو لفظوں باء جارّہ اور بسم اللہ سے خالص علمی روشنی پر فضائلِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایسی ایسی باتیں بیان فرمائیں جن سے اہلِ علم کے کان بھی آشنا نہ تھے۔

ایک موقعہ پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا شاہ عبدالقادر

بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں بدیواں تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صرف **سورہ والضحی** پر صبح **9** بجے سے **3** بجے تک مسلسل **6** گھنٹے تقریر فرمائی۔ پھر مجلسِ عرس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "**سورہ والضحیٰ** کی چند آیتوں کی تفسیر میں **80** جز تک لکھ کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآنِ مجید کی تفسیر لکھ سکوں۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شاندار علمی قابلیت کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ پہلی بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سفرِ حج کے لئے تشریف لے گئے تو قیامِ مکہ معظمہ کے زمانے میں امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح جمل اللیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ امام موصوف نے اپنی تالیف "**الجوھرہ المضیۃ**" کی اردو شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی بے مثال علمی قابلیت اور شاندار قوتِ حافظہ کے سبب صرف **2** دن میں اس کی شرح تحریر فرمائی بعدئ تعلیمات وحواشی کا اضافہ فرما کر اس کا تاریخی نام "**النیرۃ الوضیہ علی الدرۃ المضیہ**" رکھا۔

دوسری بار زیارتِ حرمین طیبین کے موقع پر بھی حرمین طیبین کے علمائے کبار نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بڑی قدر ومنزلت فرمائی۔ علمائے مکہ نے "نوٹ" (کرنسی نوٹ) کے متعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک استفتاء پیش کیا جو علمائے حرم کے لئے عقدۂ لاینحل بنا ہوا تھا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محض اپنی قوتِ حافظہ وعلمی قابلیت کی بنا پر قلم اٹھایا اور عربی میں اس کا شاندار جواب تحریر فرما کر اس کا تاریخی نام "**کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم**" رکھا۔ اس کتاب کو پڑھ کر علمائے حرمین آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد متاثر ہوئے۔

"**کفل الفقہ**" کے علاوہ ایک اہم کتاب علمائے مکہ کے استفتاء کے جواب میں تحریر فرمائی اور اس کا نام "**الدولۃ المکیہ با لمادۃ الغیبیہ**" تجویز فرمایا۔ اس کے بعد اسی کتاب کی تعلیمات وحواشی تحریر فرما کر اس کتاب کا تاریخی نام "

الغیوضاۃ المکیۃ المحب الدولۃ المکیہ ''رکھا۔ حیرت انگیز بات یہ کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ دونوں کتابیں دورانِ سفر بغیر کسی کتاب کے مطالعے کے محض اپنی بے مثال قابلیت اور شاندار قوتِ حافظہ کی بناء پر تالیف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وسعتِ تحریر اور جزئیاتِ فقہہ پر ماہرانہ واقفیت اور بے مثال قوتِ حافظہ دیکھ کر علمائے حرمین بھی دنگ رہ گئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم سبق مولوی احسان بن حسین بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم وفضل اور ذہانت کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک بار فرمایا: ''میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ابتدائی تعلیم عربی میں ہم سبق رہا ہوں۔ شروع ہی سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاد سے کبھی ربع (چوتھائی) کتاب سے زیادہ نہیں پڑھی۔ ایک ربع کتاب استاد صاحب سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود یاد کر کے سنا دیتے تھے۔''

جناب سید ایوب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کا خلاصہ ہے: ''ایک بار اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ'' **مسلم الثبوت** ''کا مطالعہ فرما رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تحریر کیا ہوا اعتراض وجواب اعتراض نظر پڑا جو رئیس الاتقیا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبِ **مسلم الثبوت** پر کیا تھا اور اس کا جواب بھی دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اعتراض کو دفع فرمایا اور متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا۔ جب پڑھنے کے واسطے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت کی نظر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لکھے ہوئے حاشیہ پر پڑی۔ اتنی مسرت ہوئی کہ اٹھ کر سینے سے لگایا اور فرمایا: ''احمد رضا! تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ مجھے پڑھاتے ہو۔'' پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی استاذ مکرم جناب مرزا غلام قادر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ''آپ کا شاگرد احمد رضا مجھ سے پڑھتا نہیں بلکہ مجھے پڑھاتا ہے۔''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ بے مثل علمی قابلیت و

مہارت کے مالک تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کا خلاصہ ہے: "میرٹھ کے ایک بہت بڑے رئیس اور بڑے دین دار جنہوں نے 11 حج کئے تھے،" جناب حاجی علاؤ دین صاحب" ایک مرتبہ مسئلہ پوچھنے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک مسئلہ ہیئت کا بھی دریافت کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "ان سب میں سے جو سب سے پہلی قسم ہے اس کی بیس قسمیں ہیں، پہلی کا نام یہ ہے، دوسری کا نام یہ ہے، تیسری کا نام یہ اسی طرح بیسوں کا نام نمبر وار بتایا۔" پھر فرمایا: "ان بیسوں میں جو پہلی ہے اس کی چالیس قسمیں ہیں۔" اتنا سن کر حاجی صاحب نے عرض کی: "حضور میں سب کو معلوم کرنا نہیں چاہتا۔" اس ترتیب وار بتانے پر وہ سخت حیرت زدہ رہ گئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہی مسئلہ ملاحظہ فرما کر تشریف لائے ہوں۔"

مولوی اعجاز ولی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کا خلاصہ ہے: "اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر کا چودھواں سال تھا اور افتاء کا کام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد تھا چنانچہ ایک شخص رامپور سے امام المحققین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت سن کر بریلی آئے اور جناب مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی کا فتویٰ جس پر اکثر علماء کی مواہیر اور دستخط ثبت تھے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "کمرے میں مولوی صاحب ہیں ان کو دے دیجئے جواب لکھ دیں گے۔" وہ کمرہ میں گئے اور آ کر عرض کیا: "کمرہ میں مولوی صاحب تو نہیں فقط ایک صاحبزادے صاحب ہیں۔" فرمایا: "انہیں کو دیدیجئے۔" اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اس فتویٰ کو دیکھا تو ٹھیک نہ تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس جواب کے خلاف جواب تحریر فرمایا اور اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔ پھر وہ صاحب اس فتویٰ کو دوسرے علماء کے پاس لے گئے۔ ان لوگوں نے مولانا ارشاد حسین کی شہرت دیکھ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتویٰ کی بجائے ان ہی کے فتویٰ کی تصدیق کی۔ جب والی رامپور نواب کلب علی خان صاحب کی خدمت میں وہ فتویٰ پہنچا تو انہوں نے شروع سے آخر تک اس فتویٰ کو پڑھا اور

تصدیقات دیکھیں تو دیکھا کہ سب علماء کی رائے ایک ہے صرف بریلی کے دو عالموں نے اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کو یاد فرمایا۔ حضرت تشریف لائے تو نواب صاحب نے فتویٰ ان کی خدمت میں پیش کیا حضرت مولانا نے نہایت دیانت اور انصاف پسندی کا مظاہرہ فرمایا اور کہا: ''فی الحقیقۃ وہی حکم صحیح ہے جو ان دو صاحبوں نے لکھا۔'' نواب صاحب نے پوچھا: ''پھر اتنے علماء نے آپ کے فتویٰ کی تصدیق کیسے کی؟'' فرمایا: ''ان لوگوں نے مجھ پر اعتماد میری شہرت کی وجہ سے کیا لہٰذا میرے فتویٰ کی تصدیق کی ورنہ حق وہی ہے جو ان دو صاحبوں (اعلیٰ حضرت و مولانا نقی علی خان) نے لکھا ہے۔''

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کا خلاصہ ہے: ''جامع مسجد شمس بدیوان کا واقعہ ہے کہ مولانا عبد القیوم صاحب بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علم میں لائے بغیر موذن مسجد سے کہہ دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کے وعظ کا اعلان کر دینا۔ انہوں نے فرض جمعہ کے سلام کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر اعلان کر دیا: ''سب حضرات سنن و نوافل کے بعد تشریف رکھیں، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی بیان فرمائیں گے۔''

جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنن و نوافل سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ سب لوگ انتظار میں ذوق و شوق سے بیٹھے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عذر فرمایا: ''میں تو وعظ نہیں کیا کرتا۔'' تو مولانا عبد القیوم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تو آج یہیں سے وعظ کی ابتدا ہو۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا: ''آپ نے مجھے پہلے خبر نہ دی۔'' مولانا نے فرمایا: ''آپ کے لئے اس کی کوئی ضرورت نہیں (آپ تو علم و قابلیت میں اپنی مثال نہیں رکھتے، آپ کو تیاری کی کیا حاجت)۔'' چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب اصرار منبر پر تشریف لے گئے اور پورے 2 گھنٹے تک نہایت ہی پُر اثر اور زبردست بیان فرمایا۔ مولانا عبد القیوم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعد ختم وعظ و مصافحہ کیا اور فرمایا: ''کوئی عالم کتب دیکھ کر آنے کے بعد بھی ایسے پُر از معلومات، پُر اثر بیان سے حاضرین کو محظوظ نہیں کر سکتا۔ یہ وسعتِ معلومات جناب ہی کا حصہ ہے۔''

ایسے ہی جامع مسجد سیتا پور میں ایک صاحب نے بلا اجازت وعلم اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیان کا اعلان کر دیا۔ لوگ سننے کے لئے رک گئے۔ چنانچہ مولانا عبدالقادر بدایوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''مولانا! لوگ آپ کے بیان سے مستفید ہونے کے لئے رکے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں، کچھ بیان فرما دیجئے۔'' چنانچہ سنن ونوافل سے فارغ ہو کر تازہ وضو فرما کر **سورہ اعلیٰ** کا نہایت ہی پُر مغز بیان فرمایا۔

تصانیف :

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف کردہ کتب کی تعداد تقریباً **1** ہزار ہے۔ تمام کتب کے اسماء کا یہاں بیان کرنا ممکن نہیں لہٰذا یہاں مختصراً بالحاظ علم کتب کی تعداد اور چند کتب کے نام یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔

1) علمِ عقائد :

''احکامِ شرعیہ میں جن کا تعلق ذات وصفات باری تعالیٰ ورسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ودیگر انبیاء کرام وملائکہ وقرآن شریف وغیرہ سے ہو، اس علم کو علمِ عقائد کہتے ہیں۔''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ عقائد پر **31** کتب ہیں جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں؛

☆ **مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین**

☆ **حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات**

☆ **تمہید ایمان بآیات قرآن**

☆ **مبین الھدی فی نفی امکان مثل المصطفیٰ** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

2) علمِ کلام :

''جس علم کے ذریعہ انسان قادر ہو کہ عقائد حقہ دینیہ کو دلیلوں سے ثابت کر سکے اور اس پر شبہات وشکوک کو دفع کرے، وہ علم کلام ہے۔''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ کلام پر **17** کتب ہیں جن میں سے چند کے

اسماء یہ ہیں؛

☆ السعی المشکور فی ابداء الحق المھجور
☆ معتبر الطالب فی شیون ابی طالب
☆ مقامع الحدید علی خد المنطق الجدید
☆ المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد

3) علمِ تجوید:

"جس علم میں قرآنِ پاک کو اچھی طرح تلاوت کرنے سے بحث کی جائے، مخارج حروف اور ان کی صفات کے لحاظ سے ترتیل نظم قرآن کی وصل، وقف، مد، قصر، تشدید، تخفیف، قلب اور تسہیل وغیرہ قواعد کے اعتبار سے اس کو علمِ تجوید کہتے ہیں۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ تجوید پر 2 کتب ہیں جس کے اسماء یہ ہیں؛

☆ نعم الزاد لروم الضاد
☆ الحام الصاد عن سنن الضاد

4) علمِ تفسیر:

"جو علم معانی نظم قرآن سے بحسب طاقت بشریہ و مقتضائے قواعد عربیہ بحث کرتا ہے وہ علمِ تفسیر کہلاتا ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ تفسیر پر 6 کتب ہیں جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی
☆ تائل الراح فی فرق الریح و الریاح
☆ انوار الحلم فی معانی میعاد استجیب الکم
☆ الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام
☆ النفیحۃ الفائحہ من مسک سورۃ الفاتحہ.
☆ ابناء الحی ان کتابہ المصئون تبیان لکل شئی

5) علمِ اصولِ حدیث:

"علم متعلق بروایت حدیث ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ اصولِ حدیث پر 2 کتب ہیں جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ الهاد الكاف فی حكم الضعاف

☆ مدارج طبقات الحديث

6) علمِ حديث :

"علمِ حدیث وہ علم ہے جس کے ذریعے اقوالِ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوران کے افعال واحوال کی معرفت حاصل ہو۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ حدیث پر 11 کتب ہیں جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ اسماع الاربعين فی شفاعة سيد المحبوبين

☆ تلالؤ الافلاک بجلال حديث لولاک

☆ انباء الحذاق بمسالک اللنفاق

☆ اعجب الامداد فی مكفرات حقوق العباد

☆ الهداية المباركة فی خلق الملائكة

☆ الاحاديث الراويه لمدح الامير معوٰيه

☆ الاجازات المتينه لعلماء بكة و المدينه

☆ النجوم الثواقب فی تخريج احاديث الكواكب

☆ الروض البهيج فی آداب التخريج

☆ البحث الفاحص عن طرق احاديث الخصائص

☆ ذيک المدعی لاحسن الوعا

7) علمِ اصول فقه :

"جس علم کے ذریعہ احکام شرعیہ کا استنباط ادلۂ اجمالیہ سے معلوم ہو وہ علمِ اصولِ فقہ کہلاتا ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ اصول فقہ پر 9 کتب ہیں جن میں سے چند

کے اسماء یہ ہیں؛

☆ البرق المخيب على بقاع طيب
☆ التاج المكلل فى انارة مدلول كان يفعل
☆ اطائب الصيب على ارض الطيب
☆ الجائفة على تهافت الملاطفة

8) علمِ فقه :

"جس علم میں احکامِ شرعیہ فرعیہ عملیہ اس حیثیت سے کہ ادلۂ شرعیہ تفصیلیہ سے ان کا اس کا استنباط ہوتا ہے، وہ علمِ فقہ ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ فقہ پر 150 کتب ہیں جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں؛

☆ احكام الاحكام فى التناول من يد من ماله حرام
☆ الامر باحترام المقابر
☆ اقامة القيامة على طاعن القيام لنبى تهامه
☆ حسن البراعة فى تنفيذ حكم الجماعة
☆ اجود القرى لمن يطلب الصحة فى اجارة القوى
☆ الاحلى من السكر لطلبه سكر روسر

9) علمِ الفرائض :

"علم الفرائض ان قواعد و جزئیات کا علم ہے جن کے ذریعہ ترکہ کو وارث کی طرف ان کے حق کے مطابق صرف کرنے کی کیفیت معلوم ہو۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ فرائض پر 4 کتب ہیں جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ المقصد النافع فى عصوبة النصف الرابع
☆ طيب الامعان فى تعدد الجهات و الابدان
☆ تجلية السلم فى مسائل من نصف العلم
☆ هدم النصرانى و التقسيم الايمانى

10) علمِ الادب العربی :

"جس علم کے ذریعہ کلام عرب میں لفظاً ومعناً غلطی سے محفوظ رہے وہ علم ادب ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ الادب العربی پر 6 کتب ہیں جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ صنائع بدیعة
☆ شرح مقامۂ مذاقیه
☆ مشرقستان اقدس
☆ عذاب ادنیٰ بر رد اَوْ اَدْنیٰ
☆ آمال الابرار و آلام الاشرار
☆ سکین و نوره بر کاکل پریشان ندوه

11) علمِ مناظره :

"جس علم میں دو مناظروں کے درمیان گفتگو کرنے کی کیفیت سے بحث کی جائے وہ علم مناظرہ ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ مناظرہ پر 18 کتب ہیں جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں؛

☆ النذیر الهامل لکل جلف جاهل
☆ سیف و لایتی بر واهم و لایتی
☆ میل الهداة لبرء عین القذاة
☆ الجلاء الکامل لعین قضاة الباطل

12) علمِ ریاضی :

"یہ حکمت نظریہ کی ایک قسم ہے، جو علم بحث کرے ایسے امور مادیہ سے جن کو مادہ سے بحث میں مجرد کرنا ممکن ہو علم ریاضی کہلاتا ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ ریاضی پر 3 کتب ہیں جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ عزم الیازی فی جواھر الریاضی
☆ ستین ولوگارثم
☆ جداول الریاضی

13) علمِ ارثماطیقی :

"وہ علم جو بحث کرتا ہے عدد کے خواص سے وہ علم ارثماطیقی کہلاتا ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ ارثماطیقی پر 3 کتب ہیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ الموھبات فی المربعات
☆ البدور فی اوج المجذور
☆ کتاب الارثماطیقی

14) علمِ الحساب :

"علم الحساب ان قواعد کا علم ہے جن کے ذریعے استخراج مجہولات عددیہ کا معلومات عددیہ مخصوصہ سے ہوتا ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ الحساب پر 1 کتاب ہے۔ جس کا اسماء مبارک یہ ہے؛

☆ کلام الفھیم فی سلاسل الجمع و التقسیم

15) علم الھندسہ :

"علم الہندسہ ان قوانین کا علم ہے جن کے ذریعہ انسان ان اصول کو جانتا ہے جو کم کو من حیث کم کے عارض ہوتا ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علم الہندسہ پر 3 کتب ہیں، جن کے اسماء یہ ہیں؛

☆ الاشکال الاقیدس لنکس اشکال اقلیدس
☆ اعالی العطایا فی الاضلاع و الزوایا
☆ الجمل الدائرہ فی خطوط الدائرہ

16) علم الجفر :

"اس کو جفر و جامع بھی کہتے ہیں۔ لوح قضاء وقدر جو ما کان و ما یکون کو بھی کلیاً و جزئیاً محتوی ہے، اس علم کو اجمالی کا نام جفر و جامع ہے۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمِ الجفر پر 3 کتب ہیں جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں؛

- ☆ الثواقب الرضویه علیٰ الکواکب الدریة
- ☆ الجد اول الرضویة علیٰ الکواکب الدریة
- ☆ الاجوبة الرضویة للمسائل الجفریة

17) علمِ النجوم :

"جس علم کے ذریعہ حوادث کون و فساد پر تشکلات فلکیہ، اوضاع افلاک و کواکب مقارنہ و مقابلہ، تثلیث و تسدیس و تربیع وغیرہ سے استدلال کیا جائے وہ علم نجوم ہے۔"

علمِ النجوم پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک رسالہ ہے؛

- ☆ زاکی البها فی وقوۃ الکواکب و ضعفها

18) علمِ جبر و مقابله :

"وہ علم جس کے ذریعے معلومات عددیہ مخصوصہ سے استخراج مجہولات عددیہ کی کیفیت بروجہ مخصوص معلوم ہوتی ہے وہ علم جبر و مقابلہ کہلاتا ہے۔"

علمِ النجوم پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک رسالہ ہے؛

- ☆ حل المعادلات لقوی المکعبات

19) علمِ رسم خط قرآن مجید : "اس علم پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک رسالہ بنام "جالب الجنان فی رسم احرف من القرآن" ہے۔"

20) علمِ ترغیب و ترهیب : "یہ وہ علم جس میں ایسی باتیں بیان کی جائیں جس میں شرع نے کسی کام کے کرنے کی ترغیب یا نہ کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

اس علم پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک رسالہ بنام "اعزالا کتناه فی رد

صدقة مانع زکوٰہ" ہے۔"

21) علمِ تاریخ : "اس فن پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی 3 کتاب بنام" اعلام الصحابة الموافقین للامیر معوٰیة و ام المومنین، جمع القرآن و یم عزوه العثمان اور سر گذشت و ماجرائے ندوہ" ہیں۔"

22) علمِ تکسیر : "اس فن پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کتاب بنام" اطائب الاکسیر فی علم التکسیر " ہے۔"

23) علمِ الوفق : "اس فن پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کتاب بنام" الفوز با لآ مال فی الاوفاق و الاعمال " ہے۔"

24) علمِ لغت : "اس فن پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی 2 کتب بنام" احسم الجلوہ فی تحقیق المیل و الذراع و الفرسخ و الغلوہ اور فتح المعطی بتحقیق معنیٰ الخاطی و المخطی " ہیں۔"

اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مندرجہ ذیل علوم پر بھی کتب موجود ہیں:

25) علمِ سیر : 3 کتب
26) علمِ الفضائل : 30 کتب
27) علمِ المناقب : 18 کتب
28) علمِ سلوك : 2 کتب
29) علمِ الخلاق : 2 کتب
30) علمِ تصوف : 3 کتب
31) علمِ اذکار : 5 کتب
32) علمِ التوقیت : 6 کتب
33) علمِ هیئت : 3 کتب
34) علمِ الزیجات : 1 کتاب

34 ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "یہ علوم وفنون مروجہ وغیر مروجہ، درسیہ وغیر درسیہ اور مشہور وغیر مشہور جن میں اکثر نہیں تو بعض کے نام سے بھی علمائے زمانہ واقف نہیں۔ اس علم سے واقفیت تو کجا؟ اور یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اعلیٰ درجہ کمال کی دلیل ہے کہ اتنے علوم وفنون سے نا صرف واقفیت بلکہ اس میں ماہر اور کامل بلکہ صاحب تصنیف ہیں۔"

ان کے علاوہ وہ علوم وفنون آتے ہیں، جن میں محض حمایت دین ونکایت مفسدین کے لئے کتب تصنیف فرمائیں، جو اصل شانِ مجددیت ہے یعنی اسلام پر اپنے اور غیر لوگوں نے اپنی جہالت ونادانی یا بدمذہبی اور بے دینی کی وجہ سے جو خس وخاشاک ڈال رکھا تھا اس کو دور کر کے دین اسلام کو پھر مجلّیٰ اور از سر نو نیا کر دیا۔

35) شتی : 5 کتب۔ "شتی یعنی علوم وفنون متفرق مختلف میں یعنی ان کتابوں کو کسی خاص فن سے تعلق نہیں بلکہ عام اور مفید امور سے تعلق ہے۔"

تصانیف باعتبار موضوع

رد میں کو کتب تحریر فرمائیں ان کی تفصیل یہ ہے:

36) ردِ نصاریٰ : 3 کتب
37) ردِ ہنود : 1 کتاب
38) ردِ آریہ : 2 کتب
39) ردِ نیچریہ : 7 کتب
40) ردِ قادیانیہ : 6 کتب
41) ردِ روافض : 6 کتب
42) ردِ نصاریٰ : 1 کتاب
43) ردِ وہابیہ : 72 کتب
44) ردِ غیر مقلدین : 26 کتب
45) ردِ ندوہ : 17 کتب
46) ردِ مفسقہ : 7 کتب

47) ردِ تفضیلیہ : 7 کتب

48) ردِ متصوفہ : 2 کتب

اسی طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ بابرکات کو اللہ عزوجل نے بے اندازہ علوم جلیلہ اور ان گنت صفاتِ حمیدہ سے نوازا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہاں مختلف موضوعات پر کم وبیش 1 ہزار کتب تصنیف فرمائیں جن سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقاہت اور تبحر علمی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ جس فن اور جس موضوع پر لکھا تحقیق وتدقیق کے دریا بہائے، وہیں فنِ شاعری میں بھی کمال مہارت رکھتے تھے۔ شریعت وادب کے دائرہ میں رہ کر اور عشق ومستی میں ڈوب کر نعت گوئی ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طرہ امتیاز ہے۔ بڑے بڑے نامور شعراء اس میدان میں لغزشیں کھا گئے، شریعت کی پاس داری اور بارگاہِ رسالت کا ادب نہ کر سکے، لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام سراسر اَدب اور پاس داریِ شرع کا نمونہ ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نعتیہ دیوان "**حدائق بخشش**" میں فرماتے ہیں:

جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حُسن کیوں کر آئے

لا اسے پیشِ جلوہ زمزمۂ رضا کہ یوں

ملفوظات شریف میں ہے: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "حقیقۃً نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے جس کو لوگ آسان سمجھتے ہیں، اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو اُلوہیت میں پہنچا جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص (یعنی شان میں کمی و گستاخی) ہوتی ہے البتہ "حمد" آسان ہے کہ اس میں راستہ صاف ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض "حمد" میں ایک جانب اصلاً حد نہیں اور "نعت شریف" میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔" امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نعتیہ دیوان بھی ہر زبان پر جاری ہے۔

(مندرجہ بالا تفصیل کتب ملک العلماء حضرت ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفِ لطیف "**حیاتِ اعلیٰ حضرت** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" سے لی گئی ہے)

کلمات تحسین :

حضرت علامہ ابو الحامد سید محمد محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ناگپور میں شوال المکرم **1379**ھ کے جشنِ ولادتِ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے موقع پر اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا؛

"میرے استادِ فن حدیث کے امام حضرت (محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بیعت حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی، مگر حضرت کی زبان پر پیر و مُرشِد کا ذکر میرے سامنے نہ آیا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے رہتے۔ میں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا، اس انداز کو دیکھ کر میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے آپ کے پیرو مُرشِد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت کا آپ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں۔ فرمایا: "جب میں نے مرشِد سے بیعت کی تھی بایں معنیٰ مسلمان تھا کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا مگر جب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے لگا تو مجھ کو ایمان کی حلاوت مل گئی، اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی ہے، جس نے حقیقی ایمان بخشا، اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔" حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اندازِ بیان اور اس وقت چشم پرنم، مگر مجھے ایسا محسوس ہوا کہ واقع **ولی را ولی می شناسد اور عالم را عالم می داند**۔ میں نے عرض کیا: "**علم الحدیث** میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں؟" فرمایا: "ہرگز نہیں۔" پھر فرمایا: "شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ "ہرگز نہیں" کا کیا مطلب ہے؟ **سنیئے**! اعلیٰ حضرت اس فن میں امیر المومنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔"

کرامات :

☆ صحت مل گئی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید جناب محمد حسین رضوی کا بیان ہے: "**1331**ھ میں میرے گھر میں (زوجہ کو) ایک گلٹ نکلی اور غفلت طاری ہوگئی، میں ڈر گیا اور فوراً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت حاضر ہوا۔" مجھے

دیکھتے ہی فرمایا: ''تم کیوں گھبرا گئے؟ جو تمہارا خیال ہے وہ بات نہیں ہے۔'' ننھے میاں اس وقت موجود تھے، انہوں نے فرمایا: ''حضرت نے فرمادیا صحت ہوگئی اور کوئی مرض نہیں ہے۔'' چنانچہ جس وقت میں مکان واپس آیا تو طبیعت اچھی تھی۔ دو دن کے بعد بالکل اچھی ہوگئی اور کوئی تکلیف باقی نہ رہی۔

☆ گلٹیاں ختم ہوگئیں

یہی صاحب فرماتے ہیں: ''1347ھ میں میرے گھر میں (زوجہ کو) ران میں تین گلٹیاں نکلیں میں فوراً اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ پر حاضر ہوا اور رو رو کر دعا مانگی۔ ''حضور ایک لڑکی سوا مہینے کی ہے اور دوسرے بچے بھی چھوٹے ہیں۔ حضور! میرا گھر تباہ ہو رہا ہے، دعا فرمایئے۔ حضور اپنی حیات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ پیر حشر میں قبر میں ہر جگہ مدد کرتا ہے، حضور اس وقت سے زیادہ زندگی میں کون سا وقت ہوگا؟ میرے لئے دعا فرمایئے اور اسی حالت میں بہت رویا۔'' بعدہٗ دونوں شہزادوں کی خدمت میں حاضر ہوا دعا فرمائی، تعویذ دیا، غسالہ کا پانی دیا کہ اس کو پلایئے، گلٹیوں پر لگایئے اذانیں کہیے۔ مکان آکر دیکھتا ہوں کہ مرض آدھا رہ گیا ہے، اس سے قبل سرسام ہوگیا تھا، قریب ایک ماہ تک پورا اثر رہا زبان لکڑی ہوگئی تھی 6 ماہ تک حالت خراب رہی۔ اب الحمد للہ بالکل ٹھیک ہیں۔ ایامِ علالت میں منجھلی لڑکی نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھا، فرمایا: ''تیرے والد اس قدر نا امید ہوگئے ہیں، ان سے کہہ دو آرام ہو جائے گا۔'' چنانچہ دن بدن صحت ہوتی گئی۔ اب تک بحمد اللہ عرصہ پانچ سال کا ہوگیا ہے زندہ ہیں۔''

☆ آگ سے حفاظت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید سید سردار صاحب کا بیان ہے: ''ملازمت کے سلسلے میں مَیں نینی تال کے مقام پر تھا۔ خواب میں دیکھا کہ میرے کپڑے جل رہے ہیں اور میرے پیر و مُرشِد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے ہیں: ''سردار احمد! کپڑے بچاؤ۔'' فوراً آنکھ کھل گئی دیکھا کہ واقعی لحاف میں آگ لگی ہوئی ہے اور حضرت قریب ہی تشریف فرما ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے ہیں: ''سردار احمد آگ بجھاؤ۔'' میں نے چاہا کہ پہلے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کروں پھر

آگ بجھاؤں گا۔ جیسے ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے کپڑے بجھائے، چار انگل لحاف جل گیا تھا۔

☆ صحت کی نوید

مولوی اعجاز ولی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں: ''میری بڑی بھاوج اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوتی علیل ہو گئیں۔ تمام لوگ نا امید سے ہو گئے، بچی کی ولادت ہوئی تھی اسی وجہ سے وہ بھی علیل ہو گئیں تھیں۔ والدہ محترمہ نے فرمایا: ''مزار شریف پہ جا کر عرض کرو۔'' میں حاضر ہوا اور بچی کو پائینتی میں ڈال دیا، تو مجھے محسوس ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''جا اچھی ہو جائے گی۔'' میں گھر آ گیا، والدہ صاحبہ سے عرض کیا اسی وقت سے صحت شروع ہو گئی **22/23** دن میں بالکل اچھی ہو گئیں اور خدا کے فضل سے اب تک صحیح و سالم ہیں۔''

☆ قید سے رہائی

ایک بڑی بی جو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مریدنی تھیں، ان کے شوہر پر قتل کا مقدمہ دائر ہو کر **5000** روپے جرمانہ اور **12** سال قید کی سزا کا حکم سنایا گیا۔ چنانچہ اس کی اپیل کی گئی۔ جس دن سے اپیل ہوئی بڑی بی روزانہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ فیصلے کی تاریخ سے چند دن پہلے بھی حاضر ہو کر فریاد پیش کی، تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے فرمایا: ''کثرت سے '' **حسبنا اللہ و نعم الوکیل** '' پڑھیے۔'' وہ چلی گئی۔ درمیان میں پھر کئی بار حاضر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہی وظیفہ ارشاد فرمایا۔ بڑی بی نے وہی پرانا جواب سنا تو کچھ خفا سی ہو گئیں اور یہ بڑبڑاتے ہوئے جانے لگیں: ''جب اپنا پیر ہی نہیں سنتا تو دوسرا کون سنے گا؟'' جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑی بی کی یہ کیفیت دیکھی تو آواز دے کر بلایا اور فرمایا: ''پان کھا لیجئے۔'' بڑی بی نے عرض کی: ''میرے منہ میں پان موجود ہے۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصرار فرمایا مگر وہ کچھ خفا سی رہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے پان بڑھاتے ہوئے فرمایا: ''چھوٹ تو گئے، اب تو پان کھا لیجئے۔'' یہ سن کر بڑی بی خوش ہو گئیں اور پان کھا لیا۔ جب گھر کے قریب پہنچیں تو بچے دوڑتے ہوئے آئے اور

کہنے لگے: ''آپ کہاں تھیں؟ تار والا ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔'' خوشی سے گھر میں داخل ہوئیں، تار لیا اور پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ شوہر صاحب بَری ہو گئے ہیں۔

☆ پانی مل گیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید کا بیان ہے: ''زمانہ بدیوان میں سب لوگ نو محلہ میں مقیم تھے، زنان خانہ میں والدہ صاحبہ بھی تھیں۔ ایک دن پانی بالکل ختم ہو گیا، متعدد آدمیوں نے دیکھا کہ پانی بالکل نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی: ''حضور! پانی بالکل نہیں ہے۔'' ارشاد فرمایا: ''دیکھو پانی ہے۔'' والدہ صاحبہ نے پھر عرض کی: ''حضور! پانی نہیں ہے۔'' ارشاد ہوا: ''دیکھو پانی ہے۔'' تیسری بار پھر یہی عرض کی: ''حضور! پانی نہیں ہے۔'' تو پھر یہی ارشاد فرمایا: ''جا کر دیکھو پانی ہے۔'' چنانچہ اب کی بار والدہ صاحبہ آئیں اور دیکھا تو اس قدر پانی موجود تھا کہ سب کی ضروریات وضو کو کافی ہوا۔ سب نے وضو کر کے نمازِ فجر ادا کی۔

☆ راستہ مل گیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید فرماتے ہیں: ''میرے والدین کو حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ روانگی سے قبل والدہ محترمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رخصت کی اجازت چاہی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے فرمایا: ''میں آتے جاتے آپ کے ساتھ ہوں۔'' پھر فرمایا: ''میں سچ کہتا ہوں کہ میں آتے جاتے آپ کے ساتھ ہوں۔'' والدہ صاحبہ حج کو روانہ ہو گئیں۔ ایک شب حطیم شریف میں والدہ محترمہ نماز پڑھ رہی تھیں کہ اچانک لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا، والدہ صاحبہ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ سب جدا ہو گئے، کہیں نظر نہ آئے۔ اب والدہ محترمہ بہت گھبرائیں۔ ایسی پریشانی میں انہوں نے سوچا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو فرمایا تھا کہ میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر اب کون سا موقعہ آئے گا جب مدد فرمائیں گے؟ لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ راستہ ملنا انتہائی دشوار معلوم ہوتا تھا۔ اچانک والدہ صاحبہ نے وہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو موجود پایا۔ فوراً قریب جانے کا ارادہ فرمایا مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ عربی میں ارشاد فرمایا۔ جس کا

مطلب معلوم نہ ہو سکا مگر لوگوں کے جمِ غفیر کے باوجود خود بخود راستہ مل گیا اور والدہ محترمہ باآسانی وہاں سے نکل آئیں اور جب حرم شریف سے باہر آئیں تو والد صاحب مل گئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غائب ہو گئے۔ حج سے واپس آ کر جب انہوں نے معاملہ عرض کیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سکوت اختیار فرمایا۔

☆ متبرک چوّنی

ایک بار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاجیوں کے استقبال کے لئے بندرگاہ جانا تھا۔ جس سواری سے بات طے ہوئی تھی اسے آنے میں دیر ہو گئی۔ یہ دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک معتقد بغیر کہے تانگہ لینے چلے گئے۔ جب تانگہ لے کر آئے تو دیکھا کہ طے شدہ سواری آ چکی ہے چنانچہ تانگے والے کو ایک چوّنی دے کر واپس کر دیا اس واقعہ کا علم کسی کو نہ تھا۔ چار دن بعد یہی معتقد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں ایک چوّنی عطا فرمائی ان معتقد نے پوچھا: ''یہ چوّنی کیسی ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ نے اس روز تانگے والے کو دی تھی۔'' یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئے کیونکہ انہوں نے اس بات کا ذکر کسی سے بھی نہیں کیا تھا۔ اسی حیرانی میں مبتلا تھے کہ حاضرین نے ان سے کہا: ''میاں بڑی متبرک چوّنی ہے بطورِ تبرک رکھ لو۔'' انہوں نے یہ چوّنی پاس رکھ لی۔ ان صاحب کا بیان ہے: ''جب تک وہ بابرکت چوّنی ان کے پاس رہی کبھی پیسوں میں کمی نہیں آئی۔''

☆ عید کے کپڑے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریبی مرید جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''عید میں چند روز باقی تھے معاً میرے بھائی قناعت علی کو یہ خیال آیا کہ اس بار میرے پاس عید کے لئے نئے کپڑے موجود نہیں۔ خیال آنا تھا کہ اسی روز بعد نمازِ ظہر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسجد سے نکلتے وقت برادرم قناعت علی سے ارشاد فرمایا: ''یہیں ٹھہرے رہیے۔'' پھر گھر تشریف لے گئے کچھ وقفہ کے بعد گھر کی اندرونی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر انہیں اشارے سے قریب بلایا یہ جھجکے کیونکہ وہ جگہ زنان خانہ کے قریب ہی تھی۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''تشریف لے

آیئے اور کواڑ بند کر کے زنجیر ڈال دیجئے گا۔'' انہوں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر جھجکتے آگے بڑھے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جوڑے کا کپڑا بے سلا اور ساتھ 10 روپے کا نوٹ عطا فرمایا، ساتھ ہی فرمایا: ''اس جوڑے کو مُردے کے نام کا نہ سمجھئے گا، اسے گھر لے جائیے۔''

☆ جن بارگاہِ رضویت میں

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''رات تقریباً دو بجے کا وقت تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریری کام موقوف کر کے آرام فرمانے کے لئے لیٹ چکے تھے کہ معاً کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوراً اٹھ کر باہر تشریف لے گئے اور کافی دیر بعد واپس تشریف لائے۔ پیرانی بی بی نے عرض کی: ''حضور! اتنی رات کون تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ایک مسئلہ کا جواب دینا تھا۔'' انہوں نے پوچھا: ''اس وقت کون مسئلہ پوچھنے آیا تھا؟'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ایک 'جن' تھا، جو بہت دور سے آیا تھا۔''

☆ افسر ٹھیک ہو گیا

سید سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ایک بار میرا ایک افسر جو کافر تھا مجھ سے ناراض ہو گیا اور مخالفت اس قدر بڑھی کہ وہ مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میں بہت پریشان اور فکرمند تھا۔ سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو وظائف ارشاد فرمائے تھے میں نے پڑھنے شروع کر دیئے۔ ایک دن اس افسر نے مجھ پر تشدد بھی کیا۔ اسی تکلیف و پریشانی میں کھانا بھی نہ کھایا گیا اور نمازِ عشاء پڑھ کر یونہی سو گیا۔ خواب میں سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور مجھ سے کچھ یوں ارشاد فرمایا: ''کیوں پریشان ہوتے ہو؟'' وہ کافر تمہارا کچھ نہیں کر سکتا۔'' اس کے بعد جیسا سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا، ویسا ہی ہوا۔ وہ افسر خود بخود ٹھیک ہو گیا اور مجھے پھر کبھی کچھ نہ کہا اور پریشان کرنا بھی چھوڑ دیا۔''

☆ 2 شیر

حضرت مانامیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کا بیان ہے: ''ایک بار مخالفین کی طرف سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قتل کی منظم سازش تیار کی گئی۔ دو آدمیوں کو تیار کیا گیا کہ وہ بعد عشاء مسجد سے آتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو راستہ میں شہید کر دیں۔ چنانچہ وقتِ مقررہ پر دونوں اشخاص مسجد سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے ہو لئے۔ پھر راستے میں موقعہ پاتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حملہ کرنا چاہا ہی تھا کہ ایک خوفناک چیخ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ لوگ چیخ کی آواز سن کر جمع ہو گئے اور ان دونوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کی۔ جب دونوں کو ہوش آ گیا تو ان سے چیخنے اور بے ہوش ہو جانے کی وجہ پوچھی گئی تو ان دونوں نے اپنے آنے کا مقصد کہہ سنایا: ''اعلیٰ حضرت کے قتل کی سازش تیار کی گئی تھی اور ہم دونوں کو اس کام پر مقرر کیا گیا تھا۔ جب ہم نے حملہ کرنا چاہا تو اعلیٰ حضرت کے دائیں اور بائیں جانب سے دو خوفناک شیر برآمد ہوئے اور ہماری طرف نہایت غضبناک انداز سے حملہ آور ہوئے۔ پھر ہمیں نہیں معلوم کہ کیا ہوا؟'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''بظاہر شیر تھے لیکن درحقیقت اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے عاشق حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد تھی۔'' یہ سن کر دونوں شخص اسی وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے تائب ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہو گئے۔''

☆ انوکھی مہمان نوازی

ایک بار چند مسائل کی تحقیق کے لئے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیلی بھیت سے بریلی شریف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے۔ مہمانوں سے ملاقات کے بعد گھر میں کہا: ''پیلی بھیت سے محدث صاحب تشریف لائے ہیں۔ تین آدمیوں کا کھانا بھیج دو۔'' جب کھانا آیا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مہمانوں کے ساتھ دسترخوان پر رونق افروز ہو گئے۔ لیموں اور پیاز کی چٹنی کچھ زیادہ مقدار میں دسترخوان پر موجود تھی۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکرا کر فرمایا: ''اس وقت سیخ کباب ہوتے تو زیادہ لطف دیتے۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مہمان کی اس خواہش کو سن کر اسی وقت گھر تشریف لے گئے پھر چند منٹ کے بعد باہر تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

دستِ مبارک میں ایک پلیٹ تھی جس میں سیخ کباب موجود تھے اور کبابوں سے گرم گرم بھاپ نکل رہی تھی بو سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ابھی ابھی تیار کیے گئے ہوں۔ وہاں موجود مہمان اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس زبردست کرامت اور انوکھی مہمان نوازی کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

☆ ڈاکٹر ٹھیک کر دیا

ایک بار ایک ڈاکٹر کی والدہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور رو رو کر عرض کی: ''حضور! میرا ایک ہی بیٹا ہے، بخار کی انتہائی شدت ہے۔ دو روز سے اپنے ہوش میں نہیں بالکل غفلت ہے۔ حضور! اگر آپ زحمت فرمائیں تو بڑا احسان ہوگا۔'' چنانچہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس خاتون سے بعدِ عصر آنے کا وعدہ فرما لیا وقتِ مقررہ پر ڈاکٹر صاحب کی گاڑی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لینے آ گئی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پہنچے اور وہیں ایک تعویز لکھ کر سید ھے بازو پر باندھ دیا اور گھڑی اپنے سامنے رکھ لی اور قریب ہی کرسی پر تشریف فرما ہو گئے، تقریباً نصف گھنٹہ بعد ڈاکٹر صاحب نے آنکھیں کھول دیں اور بخار اتر گیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ڈاکٹر صاحب کی ضعیفہ والدہ سے فرمایا: ''اگر پیاس محسوس ہو تو پودینہ، الائچی سرخ پانی میں ڈال کر جوش دے کر ٹھنڈا کر کے پلا دیا جائے۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس تشریف لے آئے۔ صبح اطلاع آئی کہ بھوک کی شدت ہے۔ فرمایا: ''مونگ کی دال کا پانی دیا جائے۔'' پھر اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے عصر کے وقت ڈاکٹر صاحب خود گاڑی میں آ گئے۔ لوگوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ کل شام تک یہ حالت تھی کہ کروٹ لینے تک کی قدرت نہ تھی اور آج یہاں تک بخیریت آ گئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزاج پرسی فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب نے دست بستہ عرض کیا: ''آپ کی دعاؤں سے بالکل ٹھیک ہوں، مگر بھوک بڑی شدت کی ہے اور مونگ کی دال کا پانی نامرغوب ہے، اجازت فرمائیں تو شوربہ پی لوں؟'' فرمایا: ''اچھا شوربا لے لیجیے۔'' ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دست بوسی فرمائی اور خوشی خوشی لوٹ گئے۔''

☆ بابرکت پانی

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ایک بار میرے والد کے پاؤں میں زخم ہو گیا اور خون اور پیپ جاری ہو گیا۔ جراح روزانہ آ کر مختلف مرہم لگاتا زخم کی صفائی کرتا مگر زخم مندمل ہونے کا نام نہ لیتا ان دنوں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نو محلّہ کی پیلی کوٹھی کے عقب میں ایک مکان میں جلوہ افروز تھے۔ حضور کے خادمِ خاص جناب حاجی کفایت اللہ صاحب نے نمازِ عشاء کے لئے وضو کا پانی اور چوکی کے قریب ایک طشت رکھ دیا جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضو فرمایا۔ بیان کرتے ہیں: ''اس وقت میرے دل میں آیا، والد صاحب کا زخم اس متبرک پانی سے دھونا چاہیے۔'' میں نے لوٹوں کو حاجی صاحب سے بھروالیا اور اس کا استعمال شروع کر دیا۔ بحمداللہ تعالیٰ جو زخم کسی صورت ٹھیک ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا اور مہینوں گزر گئے تھے کچھ فائدہ نہ ہو رہا تھا، اس بابرکت پانی کے استعمال سے وہ زخم ہفتوں میں بالکل ٹھیک ہو گیا۔''

آخری تحریر:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال سے تقریباً دو گھنٹہ سترہ منٹ قبل تجہیز و تکفین و تدفین اور ضروری باتوں پر وصایا شریف قلمبند فرمایا اور آخر میں خود اپنے دستِ اقدس سے دستخط مبارک اور حمد و درود شریف کے کلمات تحریر فرمائیے۔ بطورِ تبرک دستِ اقدس کی آخری تحریر پیشِ خدمت ہے!۔

و اللہ شھید ولہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم علیٰ شفیع المذنبین و اٰلہ الطّیبین و صحبہٖ المکرمین و ابنہ و حزبہٖ الیٰ ابہ الابدین و صحبہ اٰمین و الحمد لِلّٰہ ربّ العالمین ط

وصال:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 25 صفر المظفر 1340ھ بمطابق 28 اکتوبر 1921ء کو جمعۃ المبارک کے روز 2 بجکر 38 منٹ پر عین اذانِ جمعہ میں جب اُدھر حی علی الفلاح کی پکار سنی اِدھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے داعیٔ

اجل کو لبیک کہا۔ مولانا حسنین رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہلے وصیت مبارکہ قلمبند کروائی پھر اس پر عمل کروایا۔ وصال شریف کے تمام امور گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے جب 2 بجنے میں 4 منٹ باقی تھے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وقت دریافت فرمایا، عرض کی گئی 1 بج کر 56 منٹ ہو رہے ہیں۔ فرمایا: ''گھڑی کھلی سامنے رکھ دو۔'' یکا یک ارشاد فرمایا: ''تصاویر ہٹا دو۔'' حاضرین کے دل میں خیال آیا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام؟ یہ خیال آنا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی ارشاد فرمایا: ''یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ۔'' پھر کچھ وقفہ کے بعد مولانا محمد حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ارشاد فرمایا: ''سوری یٰسین شریف اور سورہ رعد شریف تلاوت کرو۔'' چنانچہ دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضورِ قلب سے سماعت فرمائیں، جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی خود تلاوت فرما دی۔ سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے، با اہتمام معمول سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مکمل پڑھا۔ جب دم سینہ پر آیا اور ہونٹوں کی حرکت و ذکر و انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک نورانی عکس چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں سورج کا عکس جنبش کرتا ہے، اس نورانی عکس کے غائب ہوتے ہی روح پُر فتوح جسمِ اطہر سے پرواز کر گئی۔''

مولانا حسنین رضا خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''25 صفر المظفر 1340ھ کو ٹھیک نمازِ جمعہ کے وقت مجھے اس بات کا مشاہدہ ہوا کہ محبوبانِ خدا بڑی خوشی سے جان دیتے ہیں۔ جان کنی کا وقت سخت ترین وقت ہے۔ لوگوں کے چہروں پر وحشت چھا جاتی ہے ورنہ کم از کم شکن پڑ جاتی ہے اور کیوں نہ ہو یہ جسم و روح جیسے دو پرانے دوستوں کے فراق کی گھڑی ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرۂ مبارک میں بجائے کلفت کے مسرت دیکھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصالِ محبوب کی پہلے سے بشارت پا چکے تھے کہ وصالِ محبوب کا وقت قریب آ گیا ہے، عزیز و اقارب گرد و پیش ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کی طرف نظر بھر بھی نہیں دیکھتے۔ یقیناً آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی ذات سے عنقریب ملا چاہتے ہیں جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سب پیاروں سے کہیں زیادہ پیاری و

محبوبِ حقیقی ہے۔"

خود اسی زمانے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا: "جنہیں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوقِ دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔"

غسل و تکفین شریف کے مراحل:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے غسل شریف میں علماء وحفاظ و ساداتِ کرام نے شرکت کی سعادت پائی۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غسل شریف دیا اور جناب حافظ امید حسن صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مددگار تھے۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سید سلیمان اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، حضرت مولانا محمد رضا خان، مولانا حسنین رضا خان، جناب سید محمود علی، سید ممتاز علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہم ودیگر حضرات پانی دینے میں مددگار رہے۔ مولانا محمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علاوہ دیگر خدماتِ غسل کے وصیت نامہ کی دعائیں بھی یاد کراتے رہے۔ حجۃ السلام مولانا حامد رضا خان نے مواضع سجود پر کافور لگایا۔ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کفن شریف بچھایا ۔حسبِ وصیت راستے بھر نعت خوان "تم پہ کروڑوں درود" پڑھتے رہے۔ جنازہ مبارکہ میں لوگوں کی اس قدر کثرت تھی کہ عیدگاہ کے وسیع وعریض میدان میں نمازِ جنازہ پڑھائی گئی ۔جس میں دور دراز وقرب وجوار سے ہزاروں مسلمانوں نے شرکت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگا رسالت میں حاضری:

25 صفر المظفر 1340ھ بروزِ جمعہ 2 بجکر 38 منٹ پر بریلی شریف میں جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سفرِ آخرت فرمایا، عین اسی وقت بیت المقدس کے ایک شامی بزرگ نے خواب دیکھا: "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان حاضرِ خدمت ہیں، مجلس میں سکوت طاری ہے، یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی کے آنے کا انتظار ہو رہا ہے۔ شامی بزرگ نے بارگاہِ اقدس میں عرض کی: "فداک

ابی وامی، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر قربان، کس کا انتظار ہے۔" سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "احمد رضا کا انتظار ہے۔" وہ پھر عرض گزار ہوئے: "احمد رضا کون ہیں؟" آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔" وہ شامی بزرگ جب بیدار ہوئے تو انہوں نے تحقیق کی کہ احمد رضا کون ہیں؟ جو مقبولِ بارگاہِ رسالت ہیں۔ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں۔ پھر وہ شامی بزرگ اس مقبولِ بارگاہ سے شوقِ ملاقات میں ہندوستان کی طرف چل پڑے جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا: "آپ جس عاشقِ رسول کی ملاقات کے شوق میں تشریف لائے ہیں وہ تو 25 صفر المظفر 1340ھ کو اس دارِ فانی سے روانہ ہو چکا ہے۔"

مزار شریف:

چاندنی پھیلی ہوئی ہے   اور قمر پردے میں ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پُر انوار شہرِ بریلی شریف محلہ سوداگراں میں قائم دار العلوم منظر اسلام کے شمالی جانب موجود انوار وتجلیات و فیوض و برکات لٹا رہا ہے۔ اطراف و کناف سے عوام وخواص، علماء وخطباء، صوفیاء و مشائخ اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں اور برکات وتجلیات سے اپنا حصہ پاتے ہیں۔

15......حضرت مولانا محمد وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت و نام مبارک:

امام المحدثین حضرت علامہ محمد وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انقلاب 1857ء سے 20 سال قبل 1836ء میں رانڈیر(ضلع سورت، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد کا نام حضرت مولانا محمد طیب سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد مدینہ منورہ کے ساکن تھے۔ وہاں سے سولہویں صدی عیسوی میں شاہجہاں کے دورِ حکومت میں سورت کی بندرگاہ سے ہندوستان پہنچے، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا بزرگوار مولانا محمد قاسم ابنِ مولانا طاہر رانڈیر ہی میں سکونت اختیار کر کے تدریس وارشاد میں مصروف ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرۂ نسب حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ اسی نسبت سے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود کو "حنفیی وحنفی" لکھا کرتے تھے۔ جیسا کہ مواہیر پر بھی کندہ ہے۔ علامہ محمود احمد قادری نے اپنے ایک مضمون میں بھی حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد لکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ مشہورِ زمانہ عالم وعارف حضرت مولانا خیر الدین محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نواسی تھیں۔

تعلیم و تربیت:

تسمیہ کی رسم دادا بزرگوار نے ادا فرمائی اور والد ماجد سے تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمر کی اکیسویں منزل میں تھے کہ 1857 کے جہاد کا آغاز ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے متعدد افراد سمیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو حقیقی بھائی بھی اس جہاد میں شہید ہو گئے۔ دادا بزرگوار کا سامانِ تجارت جل کر ضائع ہو گیا۔ مکان فوج کے قبضہ میں آ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والدین اور چھوٹے

بھائی مولانا عبدالطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ کسی طرح عراق پہنچ گئے۔ تین سال کے بعد وہاں سے حج وزیارت کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے، حج کے بعد چند ماہ تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ پھر راندیر واپس آ رہے تھے کہ والد ماجد نے سفرِ آخرت اختیار کر لیا۔ راندیر پہنچنے کے بعد والدہ ماجدہ بھی داغِ مفارقت دے گئیں۔

والدین کی رحلت کے بعد شیخ المحدثین وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے برادرِ اصغر مولانا عبدالطیف سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لے کر تحصیل و تکمیلِ علوم کی غرض سے دہلی روانہ ہوئے۔ چند روز جامع مسجد فتح پوری دہلی میں قیام کیا۔ پھر دونوں بھائیوں نے مدرسہ حسین بخش دہلی میں داخلہ لے لیا، اس مدرسہ میں تقریباً ایک سال قیام کیا۔ یہاں مختلف علماء و فضلاء سے تفسیر وتراجم اور دیگر قرآنی علوم حاصل کیے۔ پھر جب حضرت مفتی عنایت احمد کاکوری کے مدرسہ فیضِ عام کانپور کی شہرت حاصل ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھائی کو لے کر کانپور روانہ ہو گئے۔ یہاں حضرت مفتی عنایت احمد کاکوری کے تلمیذِ رشید استاذ العلماء مفتی لطف اللہ علی گڑھی سے مختلف علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔ حضرت محدثِ سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدرسہ فیضِ عام کانپور سے 1286ھ میں تمام علوم و فنون سے فراغت پائی۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص43-46، تذکرہ علمائے اہلسنت ص258، رجال السنۃ ص 20)

بیعت و خلافت:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم سے فراغت کے بعد روحانی فیض کے لیے گنج مراد آباد کا سفر اختیار کیا، جہاں قطب الاقطاب اولین زمانہ حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام پذیر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس ''پیرِ کامل'' کا ذکرِ خیر مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سُن چکے تھے۔ اس سفر میں مولانا مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ تھے۔ چنانچہ حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ قادریہ میں بیعت فرمایا بلکہ خلعتِ خلافت سے بھی نوازا۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص52-53)

مولانا محمود احمد قادری لکھتے ہیں: ''آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا لطف اللہ کے ایماء و مشورہ سے گنج مراد آباد گئے اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت و ارادت کا تعلق قائم کیا اور سند حدیث کے ساتھ سند خلافت بھی پیرومرشد نے مرحمت فرمائی۔

(تذکرہ علمائے اہلسنت، ص259)

درس و تدریس:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ایک سال اپنے پیرومرشد حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنے کے بعد 1288ء کے اوائل میں واپس کانپور پہنچے، مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فوری طور پر مدرسہ فیضِ عام میں مدرس مقرر کر دیا اور دارالافتاء کی ذمہ داری بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد فرما دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مہر سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1288ھ میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً آٹھ سال تک یہاں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احادیث اور فقہ کی کتب کا بغور مطالعہ کیا اور نسائی شریف کا حاشیہ تحریر کرنا شروع کیا جو تقریباً 1294ھ میں مکمل ہو گیا تھا۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص 50-60)

تکمیل طب:

زینت المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علمِ طب کے حصول کی خاطر حکیم عبدالعزیز لکھنوی کی کتابوں سے استفادہ شروع کیا، حکیم صاحب سے بذریعہ خط و کتابت معلومات حاصل کرتے رہے۔ بالآخر حکیم صاحب نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رغبت، دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لکھنؤ طلب کر لیا، جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً 6 ماہ حکیم عبدالعزیز کے نائب کی حیثیت سے ان کے مطب میں خدمات انجام دیں اور سند حاصل کر کے واپس کانپور آ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دنیائے طب میں خاص مقام حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی شفاء

عطا فرمائی تھی۔ دور دراز سے مریض آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خطوط لکھتے اور مرض کی نوعیت بیان کر کے نسخہ منگواتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لائبریری میں حدیث وفقہ کے علاوہ علمِ طب پر ایک ہزار نادر و نایاب کتابیں موجود تھیں۔ طبابت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تین نسلوں تک جاری رہی۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص 62-61)

دورہ حدیث شریف:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علمِ حدیث سے رغبت دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرومرشِد حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محدث جلیل مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے پیرومرشِد شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے حدیث کی اسناد لے چکے تھے۔ مگر اپنے ''پیر کامل'' کے حکم پر سہارنپور پہنچے اور مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنے لگے۔ لیکن 3 سال بعد حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ داغِ مفارقت دے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1295ھ میں مظاہر العلوم سہانپور سے سندِ فراغت حاصل کی۔ گویا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے دور کے نامور اساتذہ مولانا لطف اللہ علی گڑھی، پیرومُرشِد مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے احادیث نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت و سماعت فرمائی اور اسنادِ حدیث حاصل کیں۔ مظاہر العلوم میں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا سید دیدار علی الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی جو وہاں دورہ حدیث میں شامل تھے۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص 64-63)

ازدواجی زندگی:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عملی زندگی کا آغاز

1296ھ سے ہوتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قیادت میں علماء کے وفد کی ہندوستان گیر کامیابی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت میں بے بہا اضافہ کیا۔طلباء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب رجوع کرنے لگے۔اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر **42** سال تھی۔ہنوز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غیر شادی شدہ تھے۔جبکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر خورد مولانا عبداللطیف سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی حکیم خلیل الرحمٰن پیلی بھیتی کے مشورہ پر پیلی بھیت میں ہو چکی تھی۔

مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خواہش پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقد میر عنایت حسین کی صاحبزادی محترمہ لطیف النساء سے ہوا۔شادی کے بعد کچھ دن کانپور قیام کیا۔مگر بھائی کے اصرار پر پیلی بھیت آگئے اور مستقل سکونت اختیار کر لی۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص**71-72**)

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں **5** صاحبزادیاں اور صرف ایک صاحبزادے مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص**209**)

مدرسۃ الحدیث:

سلطان العلماء حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً **1301**ھ میں اپنے مکان سے ملحق زمین خرید کر ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔اس مدرسہ کے ساتھ ہی ایک مسجد اور قبرستان بھی تھا،مسجد اور قبرستان کی ازسرِ نو مرمت کروائی،مدرسہ کے قیام سے مسجد کی رونق میں اضافہ ہو گیا۔اس مسجد میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال تک امامت کے فرائض انجام دیئے۔

اس عظیم الشان مدرسہ کا نام ''مدرسۃ الحدیث'' تجویز ہوا۔اس کی افتتاحی تقریب میں دور دراز سے علماء کرام نے شرکت کی۔مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے افتتاح کے موقع پر ''فنِ حدیث'' پر تین گھنٹے تقریر فرمائی۔اس موقع پر علمائے رامپور،بدایوں اور علمائے پنجاب بھی موجود تھے۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص **77-78**)

مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہایت ہی محققانہ تقریر سُن کر اپنا تاثر یوں دیا: ''اگر اس وقت میرے والد ماجد (مولانا علی احمد محدث سہارنپوری، محشی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہوتے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے اور انہیں اس کا حق بھی تھا۔''

(امام احمد رضا اور بدعات و مُنکرات، ص33)

''مدرسۃ الحدیث'' کا چرچہ بہت جلد عام ہوگیا۔ ہر طرف سے طلباء پیلی بھیت آنے لگے، ان میں پنجابی، پٹھان اور بنگالی طالب علموں کی اکثریت تھی۔

استاذالمحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً 20 سال اس مدرسہ میں حدیث شریف کا درس دیا۔ یہاں سے بے شمار طالب علم آسمان علم و عرفان پر نمودار ہوئے اور پھر برِ صغیر پاک و ہند کے اطراف واکناف میں پھیل گئے۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص 78)

تبلیغی خدمات:

تدریسی مساعی جمیلہ کے باوجود حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دینی وملی فرائض کی انجام دہی کے لیے بھی ساری زندگی کوشاں رہے۔ بدعات ومنکرات، ندوۃ العلماء اور تحریک ترک تقلید، اسی طرح جس قدر تحریکیں اُٹھیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب وسنت کی روشنی میں ان تحریکوں کی اصلاح کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص142-80)

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت ہی مصروف زندگی گزاری ہے۔ آغاز جہادِ آزادی 1857ء میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ سورت سے حجاز مقدس کی طرف ہجرت کی تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر تقریباً 21 سال تھی یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پہلا سفر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیرون پیلی بھیت سفر اختیار کیا، بریلی شریف، گنج مراد آباد، کانپور، لکھنؤ، رامپور، شاہجہان پور اور بدایوں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر بیشتر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ لیکن دور دراز مقامات کا سفر طویل وقفے کے بعد اختیار کرتے۔ اس تمام آمدورفت کا مقصد ہمیشہ تبلیغ دین ہوتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1291 ھ میں دہلی، 1293ھ میں حیدرآباد، 1311ھ میں اجمیر و ٹونک اور 1318ھ میں عظیم آباد (پٹنہ) کا سفر اختیار کیا جہاں مدرسہ اہلِ سنت پٹنہ کے جلسہ میں کثیر تعداد میں علماء و مشائخ نے شرکت کی تھی۔

6 رجب المرجب 1320ھ کو امرتسر میں عظیم الشان سنی کانفرنس میں شرکت کی۔ علماء و مشائخ کے جمِ غفیر میں 10 رجب المرجب 1320ھ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''معجزات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم'' بیان فرمائے اور ندوۃ العلماء کے مفسدات سے عوام کو تفصیلاً آگاہ کیا۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً 15 دن قیام فرمایا تھا۔

1912ء میں انجمن نعمانیہ لاہور کے 25 ویں سالانہ اجلاس میں شرکت فرمائی۔ یہ اجلاس چار روزہ کانفرنس پر مبنی تھا۔ علماء و مشائخ کی اتنی بڑی تعداد اس سے قبل لاہور میں بیک وقت ایک جگہ جمع نہیں ہوئی تھی۔

اس تاریخی اجتماع کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ دیگر علماء کرام کے علاوہ پاک و ہند کے تین ممتاز عالمِ دین علامہ وصی احمد محدث سورتی، مولانا دیدار علی شاہ محدث الوریٰ اور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (تینوں آپس میں ہم جماعت بھی ہیں) بھی اس جلسہ میں بیک وقت رونق افروز تھے۔

اختتامِ جلسہ کے بعد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً 15 یوم لاہور میں قیام فرمایا۔ 11 مئی 1915ء کو حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی دعوت پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیالکوٹ روانہ ہوئے اور انجمن خدام الصوفیہ کے جلسہ کی صدارت فرمائی۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً دو ہفتہ قیام کیا۔

17 شعبان المعظم 1319ھ یکم دسمبر 1901ء کو مجلس اہلسنت کلکتہ کی دعوت پر پیلی بھیت سے بریلی شریف اور پھر کلکتہ روانہ ہوئے۔ مجلسِ اہلسنت کلکتہ نے ہندوستان کے مختلف بلاد و امصار سے علماء اہلسنت کو اظہارِ حق کے لیے مدعو کیا تھا۔ کیونکہ انہی ایام میں ندوۃ العلماء کا جلسہ کلکتہ میں ہونے والا تھا۔ اربابِ ندوہ کو دعوتِ مناظرہ دی گئی لیکن ندوہ

حضرات نے کوئی جواب نہ دیا۔اشتہارات کے ذریعے دعوتِ مناظرہ کی خوب تشہیر ہوئی۔ جس کے جواب میں صرف نظام الدین ندوی نے دعوتِ مناظرہ قبول کی لیکن بعد میں خاموشی کے ساتھ رد بھی کر دی گئی۔ چنانچہ کلکتہ کی سرزمین میں علماء اہلسنت کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی۔

مجلس اہلسنت کی دعوت پر حضرت محمد وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی، مولانا محمد عادل کانپوری، مولانا شاہ عبد الصمد سہوانی، قاضی عبدالوحید عظیم آبادی اور مولانا عبدالسلام جبل پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی کلکتہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔

(تذکرہ محدث سورتی، ص183-177)

معمولات:

بحر العلوم قبلہ حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات اسلاف کا آئینہ تھے۔ ہر وقت باوضو رہتے مگر دورانِ درس وضو کا خاص اہتمام فرماتے۔ لباس ہمیشہ سادہ اور غذا نہایت ہی معمولی استعمال کرتے۔ 12 ربیع الاول شریف محفلِ میلاد میں شریک ہوتے اور اختتام تک قیام فرماتے۔ بچوں سے خصوصی انس و پیار فرماتے، قرب و جوار کے تمام بچے نمازِ عصر کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چاروں طرف حلقہ باندھ کر بیٹھ جاتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو پند و نصائح فرماتے، نمازِ عصر تا مغرب تک مسجد میں قیام فرماتے۔ لیکن اس دوران بچوں کے علاوہ کوئی اور شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب نہ جاتا۔

نمازِ تہجد کے بعد وظیفہ پڑھتے، نمازِ فجر سے قبل گھر کے تمام افراد اور مدرسہ کے طالب علموں کو بیدار کرتے، نمازِ فجر کے بعد قرآن کریم کی تلاوت فرماتے، اشراق کی نماز سے قبل ناشتہ کرتے، کچھ دیر مطب میں بیٹھتے پھر مدرسہ تشریف لے جاتے، بارہ بجے کھانا تناول فرمانے کے بعد کچھ دیر قیلولہ فرماتے۔ ظہر کے بعد سے عصر تک طلباء کو حدیث شریف کا درس دیتے، مغرب عشاء کے درمیان خاندان کی بچیوں کو حدیث کا درس دیتے جس میں محلہ کی عورتیں بھی شریک ہوتی تھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد رات گئے تک لکھنے اور پڑھنے

میں مصروف رہتے۔ نہایت دھیمی آواز میں گفتگو فرماتے حتیٰ کے محافل وعظ میں بھی یہی طریقہ اختیار فرماتے۔ جہری نمازوں میں بلند آواز سے قرأت فرماتے، فجر کی نماز میں لمبی سورتیں تلاوت فرماتے، اکثر و بیشتر دورانِ تلاوت رقت طاری ہو جاتی تھی۔ ہمیشہ نیچی نظریں رکھتے، ہر وقت چہرے پر مسکراہٹ رہتی۔ سادگی وانکساری کا اعلیٰ نمونہ تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معمولات میں سب سے عجیب پہلو یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دورانِ تدریس ایک تھیلا موجود رہتا تھا۔ جس میں قدیم کوفی طرز تحریر کا قرآن حکیم کا پہلا پارہ رکھا رہتا تھا۔ یہ پارہ اپنی قدامت کے اعتبار سے کافی بوسیدہ ہو چکا تھا۔ جبکہ تھیلا بھی کئی جگہ سے نکل گیا تھا، جو نہایت خوبصورت قدیم پارچہ کا سلا ہوا تھا، دیکھنے سے پتہ چلتا تھا کہ یہ کسی خاص مقصد کے لیے بنایا گیا ہے۔ شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اس تھیلے کی تفصیلات کو چھپاتے تھے لیکن جب کوئی اصرار کرتا تو فرماتے: ''یہ وہ تھیلا ہے جو میری والدہ ماجدہ نے اپنے ہاتھوں سے سیا تھا اور جس میں پہلی مرتبہ یہ سپارہ لے کر مدرسہ پڑھنے گیا تھا، یہ تھیلا میری متاع عزیز ہے، جہاں یہ میری والدہ کی نشانی ہے وہاں اس کی ہر وقت موجودگی مجھے احساس دلاتی ہے کہ میں بنیادی طور پر ''طالب علم'' ہوں، جس دن یہ احساس میرے دل میں معدوم ہو گیا، اس دن میرے علم اور جہالت میں کوئی حد فاصل نہیں رہے گی۔'' اس واقعہ سے عصرِ حاضر کے ان ''علماء کرام'' کو درسِ عبرت لینا چاہیے جو اپنے کو ''علامہ'' سے کم نہیں سمجھتے۔

تصانیف:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عدیم الفرصتی کے باوجود جہاد بالقلم میں بھی حصہ لیا، تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً تمام درسی کتابوں پر حواشی تحریر فرمائے۔ لیکن حوادثِ زمانہ کی نذر ہو جانے کی وجہ سے تمام کتابیں محفوظ نہ رہ سکیں۔ چند نگارشات کے نام یہ ہیں،

- ☆ حاشیہ مدارک
- ☆ حاشیہ بیضاوی
- ☆ حاشیہ جلالین

☆ تعلیقاتِ سُنن نسائی
☆ حاشیہ شرح معانی الآثار
☆ تعلیقاتِ شروح اربعہ ترمذی شریف
☆ شرح السنن ابی داؤد
☆ شرح مشکوٰۃ المصابیح
☆ افادات حصن حصین
☆ التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی
☆ الدرۃ فی عقد الایدی تحت السرۃ
☆ کشف الغمہ عن سنیۃ العمامہ
☆ اظہارِ شریعت
☆ انفح الشواھد لمن یخرج الوھابین عن المساجد
☆ حاشیہ مقاماتِ حریری
☆ حاشیہ شافیہ
☆ تعلیقاتِ شرح ملاّ حسن
☆ حاشیہ مبیذی

مشاہیرِ تلامذہ:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دورہ حدیث پڑھنے والوں کی تعداد سینکڑوں ہے۔ لیکن اکثر کے نام امتدادِ زمانہ اور مؤرخ کی مستقل خاموشی کی نذر ہو چکے ہیں۔ یہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ان مشاہیرِ تلامذہ کے نام درج کیے جاتے ہیں، جنہوں نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے میدان میں گراں قدر اور ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں:

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حبیب الرحمٰن پیلی بھیتی، مولانا سید محدث کچھوچھوی، مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، مولانا ضیاء الدین مدنی، مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی، مولانا ظفر الدین بہاری، حکیم عبد الجبار خاں، مولانا عبد الحق محدث پیلی بھیتی،

مولانا عبدالحق کرگھنوی، مولانا عبدالحئی پیلی بھیتی، مولانا عبدالعزیز خاں محدث بجنوری، مفتی عبدالقادر لاہوری، مولانا عبدالقدیر میاں پیلی بھیتی، مولانا عزیز الحسن پھپھوندی، مولانا قاری غلام محی الدین، حافظ محمد احسن کانپوری، مولانا محمد اسماعیل محمود آبادی، مولانا محمد شفیع بیسلپوری، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا مصباح الحسن پھپھوندی، مولانا نثار احمد کانپوری، حافظ یعقوب علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم۔

امام المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امیر المومنین فی الحدیث مولانا امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مرجع العلماء اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان گہرے تعلقات و روابط تھے۔ دونوں کی اعتقادی، فکری اور روحانی ہم آہنگی اظہر من الشمس ہے، دونوں کے افکار، واقعات زندگی اور سفرِ آخرت میں بھی مماثلت اور مشابہت پائی جاتی ہے۔ حضرت علامہ ابو المحامد سید محمد محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ناگپور میں شوال المکرم 1379ھ کے جشنِ ولادتِ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے موقع پر اپنے صدارتی خطبہ میں فرمایا؛

''میرے استاد فن حدیث کے امام حضرت (محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کو بیعت حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی، مگر حضرت کی زبان پر پیرو مرشد کا ذکر میرے سامنے نہ آیا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بکثرت تذکرے محویت کے ساتھ فرماتے رہے، اس میں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا اس انداز کو دیکھ میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرو مرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خطبہ پڑھتے رہتے ہیں۔ فرمایا:'' جب میں نے پیرو مرشد سے بیعت کی تھی بایں معنیٰ مسلمان تھا، کہ میرا سارا خاندان مسلمان سمجھا جاتا تھا مگر جب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے لگا تو مجھے ایمان کی حلاوت مل گئی، اب میرا ایمان رسمی نہیں بلکہ بعونہ تعالیٰ حقیقی

ہے، جس نے حقیقی ایمان بخشا، اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔" حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اندازِ بیان اور اس وقت چشمِ پرنم، مجھے ایسا محسوس ہوا کہ واقع **ولی را ولی شناسد اور عالم را عالم می داند**، میں نے عرض کیا: "علمِ حدیث میں کیا وہ آپ کے برابر ہیں؟" فرمایا: "ہرگز نہیں"۔ پھر فرمایا: "شہزادہ صاحب آپ کچھ سمجھے کہ ہرگز نہیں کا کیا مطلب ہے؟ **سنیے**: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس فن میں امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں کہ میں سالہا سال صرف اس فن میں تلمذ کروں تو بھی ان کا پاسنگ نہ ٹھہروں۔"

پاک و ہند کی معروف انجمن نعمانیہ لاہور کے زیرِ اہتمام نکلنے والے ماہانہ رسالے میں بھی اعلیٰ حضرت محدثِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت و عقیدت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا؛

"آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مُرشد حضرت فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سمدھی بھی ہوتے تھے مگر حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیہ کو جو نسبت اور محبت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی وہ اس وقت دُنیا میں کسی سے نہ تھی، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آپ کو ان کا ایک خادم اور ان کو اپنا پیشواء جانتے تھے۔"

قائدِ اعظم اکیڈمی کے ڈپٹی ڈائریکٹر خواجہ رضی حیدر (جنہیں نسبی لحاظ سے حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خاص تعلق حاصل ہے) لکھتے ہیں؛

"اعلیٰ حضرت عظیم البرکت اور حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی رفاقت تقریباً نصف صدی پر مشتمل ہے، اگر یوں کہا جائے کہ یہ دونوں زعمائے ملت یک جاں دو قالب تھے تو بیجا نہ ہوگا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سِن و سال میں فوقیت رکھتے تھے (عمر میں 20 سال بڑے تھے) لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو واجب الاحترام سمجھا اور ہر معاملہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے اور فتویٰ کو فوقیت دی۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فقہ اسلامی میں

ممتاز و نمایاں حیثیت حاصل ہے، نامور فقہاء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تفقہ تسلیم کر چکے ہیں۔ فتویٰ نویسی میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ثانی نظر نہیں آتا۔ تقریباً ہر خطہ سے علماء فضلاء نے مرجع العلماء اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اپنے مسائل کے حل کے لیے رجوع کیا تھا۔

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گہرا قلمی رابطہ بھی رہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیگر جید علماء کی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کئی علمی اور پیچیدہ مسائل دریافت فرمائے ہیں۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب ''امام بقالی'' کے سلسلہ میں اشتباہ ہوا کہ یہ کون سے بقالی ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت فرمایا، جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''امام بقالی'' کی شخصیت کا تعین فرمایا۔ اسی طرح بعد نماز ترک استقبال قبلہ پر جب علماء سہارنپور نے اعتراض کیا کہ ایسی نماز جس میں سنن اور نوافل ہوں، امام کے لیے ترکِ استقبالِ قبلہ مکروہ ہے۔ اس سے آگے شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی زبانی سنیے؛

''میں نے کتب فقہ میں جو میرے پاس موجود تھیں اس مسئلہ کو تلاش کیا لیکن تصدیق کہیں سے نہ ہو سکی، پھر میں نے عالمِ سنت مجدد مائتہ حاضرہ فقیہہ وجیہہ محدث نبیہ سیدنا علامہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمتِ عالیہ میں اس مسئلہ کو پیش کیا، اللہ تعالیٰ ان کے صوری و معنوی فیض کو عام کرے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا۔''

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر استفسارات کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:''

العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ مطبوعہ کراچی

جلد 1 صفحہ 315

جلد 2 صفحہ 194

جلد 3 صفحہ 76,177,204,352,511,718,805

جلد 4 صفحہ 669

جلد 5 صفحہ 36 (کتاب النکاح باب الولی)

جلد 6 صفحہ 23,369,531

جلد 8 صفحہ 75,322

جلد 10 صفحہ 90 (اول) 38,65,

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشاہیر تلامذہ پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر انتخاب ہمیشہ رہی، یہی وجہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہت سے شاگردوں کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا، ان مشاہیر تلامذہ میں صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حبیب الرحمٰن پیلی بھیتی، ابوالحامد مولانا سید محدث کچھوچھوی، پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری، قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی، ابوالمساکین مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا حکیم حبیب الرحمٰن پیلی بھیتی، مولانا عبدالحق محدث پیلی بھیتی، مولانا عبدالحی پیلی بھیتی، مولانا عبدالعزیز خاں محدث بجنوری، مولانا عزیز الحسن، مولانا قاری غلام محی الدین، مولانا حافظ محمد اسماعیل محمود آبادی، مولانا محمد شفیع بیسلپوری، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مولانا نثار احمد کانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے اسمائے گرامی اظہر من الشمس ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ میر مجلس اور قافلہ سالار رہے۔ ہر ایک کی تاریخ حیات زریں اور روشن خدمات سے منور و تابناک ہے۔

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان خلفاء کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کے کارناموں کو بے حد سراہتے تھے، "الاستمداد" میں ان میں سے بعض خلفاء کا ذکر بڑی محبت و انبساط کے ساتھ فرمایا، مثلاً

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے
اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں
میرا امجد مجد کا پکا
اس سے بہت کچھ پاتے یہ ہیں

تازہ ضرب شفیع احمد سے
کہسہ بخار اٹھاتے یہ ہیں

حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فرزند مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام علوم وفنون کی تکمیل اپنے والد گرامی سے کی۔ 13 برس کی عمر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دورہ حدیث کیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود اپنے دستِ مبارک سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دستار بندی فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بریلی میں خصوصی تقریب کے دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ''سلطان الواعظین'' کا خطاب عطا فرمایا اور اپنی نظم الاستمداد میں یوں فرمایا:''

اک اک واعظ عبدالاحد پر
کتنے نتھنے پھلاتے یہ ہیں''

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی شریف سے مدینہ طیبہ کی حاضری کے لیے والدہ ماجدہ کی اجازت لے کر روانہ ہوئے تو ان کو بمبئی (موجودہ نام ممبئی) تک پہنچانے کے لیے بہت سے علماء وخلفاء بھی ساتھ گئے تھے۔ دل تو سبھی کا چاہتا تھا کہ اس مبارک سفر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل ہو، مگر مجبوریاں حائل تھیں اور بہتوں کو یہ سعادت حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ بمبئی (ممبئی) تک ہمراہ جانے والوں میں سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے جو اپنے والد قبلہ وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنی والدہ سے صرف بمبئی (ممبئی) تک کی اجازت حاصل کر کے گئے تھے مگر بمبئی (ممبئی) پہنچ کر ان کی بیقراری اتنی بڑھی کہ پیرومرشد سے اجازت لے کر بمبئی (ممبئی) سے بذریعہ تار اپنے والد صاحب کو اپنے شوقِ دیدار سے مطلع کیا۔ والد گرامی محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی درخواست منظور فرمائی اور فرزندِ سعید کو تار ہی سے اجازت بھیج دی۔ اس سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت محظوظ ہوئے اور

مولانا عبدالاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیرومرشد کے ہمراہ حج بیت اللہ اور زیارتِ مدینہ منورہ کا شرف حاصل کیا۔

"ندوۃ العماء" کے مفاسد کا ہندوستان میں سب سے زیادہ نوٹس اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ندوہ کی اصلاح کرنے میں سرفہرست تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ندوہ کی اصلاح کی تمام کوششوں کا مرکز "بریلی شریف" قرار پایا۔ لہٰذا محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رفیقِ خاص اور جلیسِ مجلس اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ان کوششوں میں ہر طرح سے شریک کار رہے۔ ندوہ کی رد میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تاریخ ساز فتویٰ بعنوان "**القدوہ الکشف دفین ندوہ**" جب منظرِ عام پر آیا تو اس کو اکناف اطراف میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ قبلہ وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس فتویٰ کی یوں تصدیق فرمائی؛

"کیا لاجواب جواب آپ نے افادہ فرمایا

جزاکم اللہ عنی وعن سائر اھل السنتہ خیر الجزا"

1314 ھ میں بریلی شریف سے "مکتوبات علماء وکلام اہل صفا" کے نام سے اسی سے زائد علماء کے ایک سو سے زائد ایسے خطوط چھپ کر سامنے آئے جس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علمائے اہلسنت کے مؤقف کی پرزور تائید وحمایت کی گئی تھی۔ اس مجموعہ مکتوبات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آٹھ محبت نامے شامل ہیں۔ ان میں محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ندوۃ العلماء سے اختلاف اہلسنت پر بڑی مفصل روشنی ڈالی ہے۔ ایک مکتوب گرامی میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان القابات سے یاد فرمایا ہے؛

"امام الدھر، ہمام العصر، بحر العلوم، ہمام الفقہاء والمحدثین، امام المتکلمین، خیر اللحقہ بالمرۃ، السابقین، سید العلماء وسند الفضلاء، ناصر السنۃ وقامع البدعۃ، مجدد دھرنا ومجدد عصرنا مولانا وبالفضل اولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب عمت فیوضاتہم اہل المشارق والمغارب۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ندوہ کے رد میں اپنے رفیقِ خاص مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کاوشوں کی بنظر استحسان دیکھا، ایک جگہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کا نہایت ہی توصیفی انداز میں یوں تذکرہ فرمایا؛

'' فاضل کامل، کوہ استقامت و کنز کرامت ہمارے دوست اور محبوب مولانا وصی احمد محدث سورتی وطناً اور مقیم پیلی بھیت اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے اور وہ دین کی نصرت کرتے ہوئے اور بدعتیوں کا استحصال کرتے ہوئے باقی رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو حق پر پوری طرح قائم رکھے، ہمارے یہ دوست، مولانا محمد علی مونگیری کے شاگرد تھے جو کہ ندوہ کے ناظم ہیں اور مولانا لطف اللہ کے بھی شاگرد تھے جو کہ ندوہ کے صدر تھے مگر مولانا وصی احمد کے قدموں کو یہ لغزش نہ دے سکے، حالانکہ مولانا کی معاش ندوہ سے وابستہ تھی جس نے آپ کے ساتھ عداوت کی اور آپ کو نقصان پہنچایا لیکن مولانا نے دین پر دنیا کو ترجیح نہیں دی اور میں نے اسی دن سے انہیں ''الاسد الاسد الاشد الارشد'' کا خطاب دیا اور وہ اس کے اہل ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کے مستحق ہیں۔''

دونوں بزرگوں کو باہمی اخلاق و محبت اور مراسم پر مشتمل چند مزید ایمان افروز اور وجد آفریں واقعات پڑھیئے اور ایمان تازہ کیجیے؛

''مکین دیار سید المرسلین مقبول بارگاہ رحمۃ للعالمین خلیفہ اعلیٰ حضرت قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے مولانا محمد امانت رسول قادری رضوی مدظلہ (خلیفہ مفتی اعظم ہند) کو زمانہ طالب علمی کے واقعات سناتے ہوئے فرمایا: ''**1314**ھ میں فقیر زیر تعلیم تھا، امام المحدثین مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ الحدیث پیلی بھیت میں تو میرے استاد گرامی حضور محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعرات کو بریلی شریف حضور پرنور مرشدی اعلیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تشریف لے جاتے تھے۔ فقیر ضیاء الدین احمد اور غالباً مولانا سید سلیمان اشرف صاحب پروفیسر اور پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے صاحبزادے مولانا سید خادم

حسین صاحب علی پوری اس سفر میں محدث سورتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھے۔ ہر جمعرات کو بریلی شریف جاتے اور جمعۃ المبارک کو پیلی بھیت آجاتے۔ فقیر تقریباً ڈھائی سال تک پیلی بھیت رہا، محدث سورتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ڈھائی سال تک بریلی شریف ہر جمعرات کو حاضر ہوتا رہا۔"

ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "ان کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نہ صرف محبت تھی بلکہ عشق تھا اسی لیے شاید ہی کوئی مہینہ ایسا ہوتا کہ پیلی بھیت سے بریلی تشریف لاکر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات نہ کرتے ہوں۔ ان دونوں علم وعمل، دین ودیانت، رشد وہدایت کے شمس وقمر کے ملنے کا منظر بھی قابلِ دید ہوتا تھا۔ پیلی بھیت سے اکثر محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبح کی گاڑی سے تشریف لاتے کہ دن بھر قیام کر کے شام کو واپس ہو جائیں گے، اس کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت کہیے یا حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت، اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا کہ جس وقت حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لاتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی نہ کسی ضرورت سے باہر ہی تشریف رکھتے اور آتے ہی ملاقات ہو جاتی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضرت باہر نہ ہوتے تو اطلاع ہونے پر باہر تشریف لے آتے۔ جس وقت ان دونوں کی نظریں چار ہوتیں پہلے مصافحہ فرماتے پھر معانقہ فرماتے۔ اس کے بعد ایک دوسرے کی دست بوسی کرتے پھر دونوں حضرات سائبان میں قالین پر تشریف رکھتے پھر ایک دوسرے کی خیریت دریافت کرنے کے بعد علمی باتیں شروع ہوتیں۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر زادہ مولانا حسنین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بریلی تشریف لاتے تو مسکراتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پھاٹک میں قدم رکھتے تھے، محدث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ رضویہ پر پہنچتے وقت مسرت بارہا دیکھی اور محسوس کی ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی قبلہ محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت پیلی بھیت لے جاتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بارہا پیلی بھیت گئے ہیں۔ جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیلی بھیت تشریف لاتے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید صادق محمد ابراہیم بادشاہ اسٹیشن سے محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ تک رنگ برنگی جھنڈیاں لگاتے اور اپنے مکان پر چراغاں کرتے۔

پیلی بھیت میں ایک دعوت میں حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرماتھے۔ دستر خوان بچھانے سے پیشتر میزبان نے آفتابہ وطشت لیا کہ ہاتھ دھلایا جائے۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عام عرفی دستور کے مطابق میزبان کو اشارہ کیا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے برجستہ فرمایا: ''آپ محدث ہیں اور اعلم بالسنۃ ہیں، آپ کا یہ فیصلہ بالکل حق اور آپ کی شان کے لائق ہے کیونکہ سنت یہ ہے کہ اگر مجمع مہمانوں کا ہو تو سب سے پہلے چھوٹے کا ہاتھ دھلایا جائے اور آخر میں بڑے کا دھلایا جائے تاکہ بزرگ کو ہاتھ دھونے کے بعد دوسروں کے ہاتھ دھونے کا انتظار نہ کرنا پڑے اور کھانا ختم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بڑے کے ہاتھ دھلائے جائیں۔ میں ابتداء کرتا ہوں لیکن کھا چکنے کے بعد آپ کو ابتداء کرنی ہوگی۔'' مولانا محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''اس دستر خوان پر میں بھی حاضر تھا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد پر حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہاتھ بڑھا کر طشت کو اپنی طرف کھینچا کہ سب سے پہلے میرے ہاتھ دھلائیں جائیں اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسکراتے ہوئے چہرے سے فرمانا کہ اپنے فیصلے کے خلاف عملدرآمد آپ کے شان کے خلاف ہے۔ یہ دلچسپ اور خوشگوار نقشہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو مجھے بھی اس کا لطف تازہ ہو جاتا ہے۔''

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے: ''ایک بار حضور (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) پیلی بھیت حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ دورانِ قیام ایک روز کسی صاحب کے یہاں دعوت تھی اور بوجہ نقاہت پالکی میں تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا، منجملہ اور متوسلین و معتقدین کے خود حضرت محدث صاحب ممدوح پیادہ پا پالکی کے پیچھے پیچھے ہو لیے چونکہ کہاروں کی رفتار تیز تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سعی فرمائی یہاں تک کہ دوڑنا شروع کر دیا اور اسی پر بس نہ کیا بلکہ نعلین شریفین در بغلین کرلیں، شارع عام پر عام بلکہ تمام حضرات حیرت و استعجاب سے پالکی اور مولانا ممدوح کو دیکھ رہے تھے، یکا یک کہاروں نے کاندھا بدلنے کے لیے پالکی روکی۔ چونکہ حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیز روی سے ہمراہ تھے لہٰذا قطار میں پالکی کا سامنا ہو گیا۔ جس وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی کہ برہنہ پا پالکی کے ہمراہ ہیں، کہاروں کو حکم فرمایا: ''پالکی یہیں رکھ دو'' اور فرمایا'' مولانا یہ کیا غضب کر رہے ہیں۔'' انہوں نے فرمایا'' حضور تشریف تو رکھیں۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔'' محدث صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''آپ بہت کمزور ہیں اور مکان ابھی دور ہے۔'' اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا'' اچھا تو آپ یہیں سے واپس تشریف لے جائیے۔ تب میں پالکی میں بیٹھوں گا ورنہ میں بھی پیدل چلوں گا۔'' بالآخر محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو واپس ہونا پڑا، تب پالکی آگے بڑھی۔ چونکہ حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں مدعو تھے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہنچ جانے کے بعد اس رئیس صاحب نے دوبارہ پالکی حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے بھیجی۔

وصال:

قبلہ شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری۔ آخر میں شدید اعصابی کمزوری واقع ہو گئی اور تقریباً 4 ماہ طالبِ

علموں کو بسترِ علالت سے ہی درس دیا۔ بعض اوقات کمزوری کی وجہ سے مسجد تک نہ جاسکتے تو لیٹ کر ہی نماز ادا فرماتے تھے۔ ماہ ربیع الاول اور ربیع الآخر اسی حالت میں گزرا۔ حواس بحال رہے، لیکن جمادی الاول کے آغاز پر غشی طاری ہوگئی، 6 جمادی الاول کو بعد نمازِ ظہر حجرہ کے باہر علماء، عمائدینِ شہر اور تلامذہ کی ایک کثیر تعداد موجود تھی، ہوش میں آئے تو پوچھا: ''کیا دن ہے؟'' بتایا گیا ''دوشنبہ'' فرمایا: ''بخاری شریف کی پہلی جلد ختم ہوگئی'' آخر وقت اتباع سنت کا یہ عالم تھا کہ ایک صاحب ملنے آئے تو ان کو دیکھ کر فرمایا: ''ان سے کہہ دو کہ میں ان سے ناراض ہوں، وعدہ کیا تھا کہ داڑھی نہیں کترواؤں گا مگر پھر کتراتے ہیں۔'' ایک صاحب نے آکر کہا: ''آداب عرض'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ آداب عرض کس بلا کا نام ہے؟ اہلِ اسلام کا سلام تو ''السلام وعلیکم'' ہے''۔ حکیم عبدالجبار خان نے اسی دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نبض دیکھنے کے لیے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بائیں ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو فوراً ہاتھ کھینچ کر داہنا ہاتھ بڑھا دیا۔

مسجد سے عصر کی اذان بلند ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باآوازِ بلند نیت کی اور ہاتھ زیرِ ناف باندھ کر خاموشی اختیار کرلی۔ دو دن اسی طرح نماز پڑھنے میں گزرے۔ 8 جمادی الاول کی شب میں پھر ہوش میں آئے اور فرمایا ''یہ اسرافیل ہیں'' اور آگے تمام ملائکہ کا نام لینا چاہتے تھے کہ قصداً زبان کو روک لیا، معاً بعد ہنس کر دونوں ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھا دیے اور کسی شخص کو داہنے ہاتھ سے اپنی ٹوپی اتار کر دی کہ لو، اس کے بعد استفسار کیا: ''کیا یہ مسجد ہے؟'' خدام نے عرض کیا: ''جی ہاں'' فرمایا: ''ادھر ادھر'' بعد کو معلوم ہوا کہ یہ اشارہ مزار کی طرف تھا جو مقام ممنوع تھا مگر بفضل تعالیٰ چند منٹوں میں حکام شہر نے اس مقام پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تدفین کی اجازت دے دی۔ دو بجے شب اسی دن فرمایا: ''اسباب باندھو، پالکی منگاؤ اور مجھ کو اعلیٰ حضرت (مولانا احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کی خدمت میں لے چلو، جلدی کرو کہ ایسا نہ ہو کہ گاڑی چھوٹ جائے۔ اس کے بعد کچھ دیر خاموش رہے اور فرمایا قبلہ رُخ کرو، پھر دریافت فرمایا: ''کیا وقت

ہے؟'' کہا گیا: 3 بجے ہیں۔ ''فرمایا: ''صبح صادق تو نہیں ہوئی'' کہا گیا نہیں۔ اتنے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برادر مولانا عبداللطیف سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آ گئے۔ ان کو اچھی طرح پہچانا اور مولانا عبدالحی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بھتیجے کا ان سے پوچھا اور فوراً بعد نمازِ تہجد کی نیت باندھ لی، ابھی ''**ایاك نعبد و ایاك نستعین**'' پر پہنچے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ گئے۔ **12** اپریل **1916**ء بمطابق **8** جمادی الاول **1334**ھ یوم چہارشنبہ بوقت تہجد خلد بریں کو سدھارے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے ہی سُنّیوں کے لیے فرمایا تھا۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں کہ ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں کہ وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اُٹھے کہ وہ طیب و طاہر گیا

پیلی بھیت میں قبلہ محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا ادھر بریلی شریف میں اسی وقت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزدگان یعنی حجۃ الاسلام مولانا الشاہ حامد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بدر السلام حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: ''صبح پیلی بھیت جانا ہے، الاسد الاسد الاشد الارشد مولانا شاہ وصی احمد رضوان الصمد کا ابھی وصال ہو گیا ہے۔'' اور فرمایا: ''وہ دنیا سے کیا رخصت ہوئے بلکہ میرا داہنا ہاتھ مجھ سے جدا ہو گیا اور میری کمر ٹوٹ گئی''۔ **لوحِ محفوظ است پیش اولیا۔**

شیخ المحدثین حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال صد ملال کے بعد اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیٹھ کر کل نمازیں ادا فرمائیں حالانکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر حال میں عصا لے کر کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے۔ یہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دلی حزن کا اظہار تھا، کیوں کہ محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست راست اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے قوت تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے وصال کے پانچ چھ سال بعد ان کی تاریخ وصال نکالی وہ یوں کہ اپنے وصال سے چار ماہ بائیس روز قبل اپنی تاریخ وصال درج ذیل آیۃ کریمہ سے نکالی: ''**و یطاف علیهم بانیته من فضته واکواب**'' (**1340**ھ) اس آیت کے پہلے حرف ''و'' اس طریقہ سے علیحدہ دکھا کر تحریر فرمایا کہ اب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ہوگئی۔ یہ آیۃ کریمہ اس تصریح کے ساتھ اب بھی ایک رجسٹر میں موجود ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اپنی تاریخ وصال لکھتے وقت۔ خیال آیا ہوگا کہ اب تک محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال نہ لکھی گئی تو فوراً علمِ غیب نے بتادیا کہ ایک واؤ کی کمی سے یہی آیت ان کی تاریخ وصال بنتی ہے۔ اس واسطے کہ واؤ کی کمی سے **6** عدد گھٹے تو **340** ھ میں سے **6** برس پہلے **1334**ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ایک ہی آیۃ کریمہ میں دونوں کی تاریخ وصال ہے۔ قرآن پاک کی ایک ہی بشارت میں دونوں شریک ہیں۔ سبحان اللہ۔ اس سے دونوں بزرگوں کے تعلق قلبی و خلوصِ باطنی کا نہ صرف اندازہ لگایا جاسکتا ہے بلکہ دونوں کی دوستی پر اگر اسے قرآن پاک کی شہادت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔



حدیثِ مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے:

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم العلماء ورثہ الانبیاء

(روہ البخاری)

کیونکہ انبیاء علیہم السلام کسی کو اپنی جائیداد کا وارث نہیں بناتے اور نہ ہی انبیاء علیہم السلام کسی کے وارث بنتے ہیں، مگر علم ایک ایسی وراثت ہے جو انبیاء علیہم السلام سے ورثہ میں ملتی ہے اور اس کو پانے والے علماء کرام ہیں، لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کے ورثا صرف وہی لوگ قرار پائیں گے جو علم والے ہیں۔ نتیجہ علم ہی ایسا خزانہ ہے کہ جو انبیائے کرام علیہم السلام سے وراثت میں ملتا ہے۔

اس کتاب میں انہی وارثِ علم فقہا و محدثین کا ذکر ہے۔